يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ اُنَاسٍۢ بِاِمَامِهِمْ

آبیاری فضل سے کد یور باغ عالم کے یہ چمن ترو تازہ ہمیشہ بہار نذکرۂ المجتہدین جس میں

حضرت ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم امام مالک امام شافعی امام احمد حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ

کے فضائل و مناقب کے گل تختہ تختہ اس روش شگفتہ ہیں کہ جن کے ہواخواہوں کو گلگشت فردوس

کی بو آئے اور جن کے ناظروں کے دامان ارادت گلہائے سعادت سے پُر ہو جائے یہ واقعی بات

ہے کہ جو اس کی گلبن کا عندلیب اسکا غنچۂ دل سے پھیلا ہے

امام اعظم — امام مالک — امام شافعی — امام احمد حنبل

چہار گلشن

۱۳۵۲ھ

گلرس رنگ شگفتہ و خنداں ہے المسمّی بہ چہار گلشن

فی مناقب ائمہ خیر القرون مصنفہ نظارت افزای گلشن ہدایت و افاضت طراوت

بخشای گلبن مشیخت و نضیلت بلبل بستان قرآن و خبر طوطی شکرستان حدیث و سیر

کثیر التصانیف صاحب حالات شریف حاجی و زائر حرمین شریفین المستوفی بین البحرین

حضرت اقدس مولانا مولوی شاہ عبدالحی واعظ رحمۃ اللہ علیہ

کے۔ حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب کے اہتمام اور فرمائش سے

قومی پریس معسکر بنگلور میں طبع ہوا

ملنے کا پتہ۔۔ کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب موچی بازار معسکر بنگلور

قیمت [illegible]

مختصر فہرست کتب

قرآن مجید ۱۵ سطری دبیز کاغذ سفید مجلد چرمی

ایضاً مجلد پارچہ صفحات ۵۵۶

ایضاً چہارگلہ مجلد چرمی ۴۹۲

ایضاً مجلد پارچہ

قرآن مجید ۱۳ سطری قسم اول کاغذ سفید مجلد چرمی ۸۰۰

ایضاً مجلد پارچہ ۸۰۰

قرآن مجید ۱۳ سطری قسم دوم مجلد چرمی ۶۱۲

ایضاً مجلد پارچہ

قرآن مجید تقطیع پرنیہ ۱۳ سطری نگین لوح مجلد چرمی صفحہ ۳۴۲

ایضاً مجلد پارچہ

ایضاً کاغذ دبیز مجلد چرمی

ایضاً کاغذ بادامی مجلد چرمی

قرآن مجید معجز نما مترجم مع تفسیر اردو متوسط مترجم اول حضرت مولانا شاہ رفیع الدین دہلوی مترجم دوم حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب محدث تھانوی کاغذ سفید چکنا ولایتی حاشیہ دار مجلد چرمی نقرئی صفحہ ۹۳۰

حمائل شریف معجز نما مترجم مع تفسیر اردو کامل کاغذ سفید چکنا حاشیہ دار مجلد چرمی نقرئی صفحات ۸۰۰

مجموعہ دلائل الخیرات و حزب البحر و قصیدۂ بردہ مترجم اردو مع شرح از حضرت مولانا ابو الحسن صاحب نقشبندی گنج آبادی نہایت خوشخط حاشیہ پر مستند کتابوں کے حوالے سے کامل تفسیر چڑھائی گئی ہے جو قابل دید ہے۔ کاغذ سفید چکنا حاشیہ دار مجلد چرمی نقرئی صفحات

ایضاً کاغذ اول فیروزی رنگ ولایتی خوشنما

معجز نما پنجسورہ بلکہ دہ سورہ مجموعہ وظائف مترجم مع حاشیہ پر تفسیر کاغذ چکنا حاشیہ دار مجلد ولایتی کلیکو

ایضاً مجلد چرمی

خوشنما مترجم جیبی حمائل مع فضائل و رموز قرآن فی نقطی ایک اشرفی انعام والی کاغذ سفید چکنا ولایتی مجلد چرمی صفحات ۷۳۲

ایضاً مجلد ولایتی کلیکو

قرآن مجید مترجم مولانا شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی حاشیہ پر مختصر فواید موضح القرآن مجلد چرمی صفحات ۸۶۲ قیمت

قرآن مجید مترجم جلی خط کلاں مع فہرست کلام مجید ترجمہ مولانا شاہ رفیع الدین حاشیہ پر فواید موضح القرآن کاغذ سفید حاشیہ دار صفحات ۸۰۴

خوشنما قرآن مجید مترجم بدو ترجمہ اردو حاشیہ پر موضح القرآن مع مقدمۃ القرآن کاغذ سفید چکنا حاشیہ دار مجلد چرمی نقرئی صفحات ۶۷۲

قرآن مجید مترجم ۲۵ مہری ۱۴ خوبیوں والا خاندانی معجز نما مع فواید موضح القرآن ترجمہ حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کاغذ سفید چکنا حاشیہ دار ہر پارہ علیحدہ منقش مجلد چرمی نقرئی صفحات ۱۰۸۰ مع مقدمہ

قرآن مجید مترجم مع تفسیر موضح القرآن تقطیع کلاں چوب قلم ترجمہ شاہ عبد القادر دہلوی کاغذ سفید رسمی مجلد چرمی ۱۲ مہری صفحات ۳۹۶

ایضاً کاغذ خاکی رسمی مجلد چرمی

قرآن شریف مترجم چوب قلم ترجمہ حضرت مولانا شاہ رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر موضح القرآن طول ۱۴ انچ عرض ۱۰ انچ صفحات ۶۷۹ کاغذ سفید رسمی مجلد چرمی قیمت

ایضاً کاغذ سفید دبیز مجلد چرمی

مجموعہ وظائف دہ سورہ کلاں مطبوعہ بمبئی کاغذ سفید صفحات ۱۶۰ مجلد

ایضاً کاغذ خاکی مجلد پارچہ

ملنے کا پتہ :- کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب موتی بازار عسکر منگلور

يَوْمَ نَدْعُوا كُلَّ اُنَاسٍ بِاِمَامِهِم

مجموعہ

تذکرۃ المجتہدین مسمّٰی بہ چہار گلشن

جو چار امام اعظم و امام شافعی و امام مالک و امام احمد بن حنبلؒ
کے احوال میں عجیب و غریب ہے

و رسالہ منتخب تذکرۃ المحدثین ملحقہ چہار گلشن

جو ائمہ اربعہ اور اصحاب صحاح ستہ یعنے امام بخاری و مسلم و ابو داؤد
و ترمذی و نسائی و ابن ماجہؒ کے احوال میں مختصر مفید ہے

و رسالہ گلدستہ دلبستہ ضمیمہ چہار گلشن

جو حضرات مجتہدین اربعہ اور اُن کے مذاہب حقّہ کی تبعیت و تقلید
کے وجوب کی تحقیق میں نہایت دلپذیر بینظیر ہے

مطبوعہ قومی پریس موچی بازار بنگلور سنہ ۱۹۲۸ء

للہ درّ من قال

سنیوں کے امام چار امام
پیشوای انام چار امام

خانۂ دین کے کھام چار امام
شرع کے انتظام چار امام

مجتہد جو محدثین میں ہوئے
ان سبھوں کے امام چار امام

انسے دین نبی ہوا روشن
کہ ہیں بدر تمام چار امام

ہیں جو خیر القرون کے مجتہدین
مستقل اور امام چار امام

دین کے عالموں میں ہر پختہ
رو برو جن کے خام چار امام

ساری امت ہو مقتدی جنکی
ایسے ہیں پیش امام چار امام

جنکے کعبے میں ہیں مصلّے چار
زیب بیت الحرام چار امام

کئے برپا علم مذاہب کا
تا بہ یوم القیام چار امام

منتہای حدیث و قرآں سے
کئے مذہب کا کام چار امام

چار سوے جہاں میں پہنچا ہے
جنکے مذہب کا نام چار امام

اجتہاد و کتاب و سنت میں
کئے خوب اہتمام چار امام

سنت و سیرت صحابہ کی
راہ بتاویں مدام چار امام

گردن بدعت و ضلالت پر
کھینچے تیغ و حسام چار امام

راہ سنت ہے مذہب انکا یقیں
اسمیں ہیں تیز گام چار امام

اپنے مذہب کی تیغ براں کو
جب کئے بے نیام چار امام

بدعتی مذہبوں کو سیاکت لخت
دی ہزیمت تمام چار امام

فرقہائی ہوا پرست سوا
اک جہاں جنکی رام چار امام

استاداں ہیں ساری امت کے
کیا خواص و عوام چار امام

کوئی پہنچا نہ ان کے درجے کو
کیا ہیں اعلیٰ مقام چار امام

جنکے مذہب کی اتباع ہوی
واجب لا لالتزام چار امام

جنکے تابع سواد اعظم ہے
اہل سنت تمام چار امام

ہے محدث فقیہ و صوفی کو
جنکے مذہب سے کام چار امام

غزل

بزم میلاد محمد میں جو شامل ہوگا
اس کو یقین ہو کہ وہ خلد بریں داخل ہوگا

[illegible]

یوم ندعوا کل اناس بامامہم

آبیاری فضل سے کہ یور باغ عالم کے یہ چمن زار ہمیشہ بہار تذکرۃ المجتہدین یعنی حضرت ائمہ اربعہ یعنی امام اعظم امام مالک امام شافعی امام احمد حنبل رحمہم اللہ تعالیٰ کے فضائل و مناقب کے گل تختہ تختہ اس روش شگفتہ ہیں کہ جسکے ہوا خواہوں کو گلگشت فردوس کی بو آوے اور جنکے ناظروں کے دامان ارادت گلہاے سعادت سے پُر ہوجاویں یہہ واقعی بات ہے کہ جو اس فن کے گلبن کا عندلیب ہو اسکا غنچۂ دل سے پوچھا چاہیے

چہار گلشن بہار

کہ کس رنگ شگفتہ و خنداں ہے المسمی بہ چہار گلشن

فی مناقبہا تمہ خیر القرن مصنفہ نظارت افزای گلشن ہدایت و افاضت طراوت بخشای گلبن مشیخت و فضیلت بلبل بستان قرآن و خبر طوطی شکرستان حدیث و سیر کثیر التصانیف صاحب حالاً شریف حاجی و زائر حرمین شریفین المتوفی بین الحرمین

حضرت اقدس مولانا مولوی شاہ عبدالحی واعظ رحمۃ اللہ علیہ

کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب کے اہتمام اور فرمائش سے

قومی پریس عسکر بنگلور میں طبع ہوا

کے حاجی محمد محی الدین سوداگر و تاجر کتب سوداگر بازار عسکر بنگلور

تقریظ اطہر صاحب حوم

چارگانۂ تیز رفتار خامہ بیدا بے منتہای فضا میں ہیں چارسو عالم آرائے جلت عظمت کے بہزار عجز و قصور چاروں
طرف سے رکا جاتا ہے بدستور فضائے وسعت فزای توصیف میں اس باعث موجودیت چار طاق ارکانی صلے اللہ علیہ وسلم
کے ازبس جاری سے گام سنج ہونے نہیں پاتا فلہذا مطلب پردازی و مدعا طرازی میں یوں سبک عنان و گرم جولاں
کیا جاتا ہے کہ کتاب کامل النصاب مسمی بچہار گلشن عبرت بخش چار چمن بہشتی وطن جو چارسو عالم میں وہ بہار باغ ہے
چار باغ صفاہان کو جس سے جبین جمین داغ ہے کہنے کو چار گلشن ہے لاکن روکش ہشت بہشت بریں۔ نہیں
نہیں چار ابروئے رنگیں پیرسن ہے رشک فزای ہر ہفت حور عین طبع کی بہار نے چاروں طرف ہفت رنگی
کلیاں کھلائی ہے سہ برگہ ولالۂ دورویہ کی رنگت یک لخت اڑھائی ہے۔ چار چوب سرای احوال
متین و شرع مبین، چار ارکان کعبۂ دین کا بیان۔ چار کے دلپسند و خاطر نشان۔ چار لنگر ضلالت کے
لیے چار موجۂ طوفان۔ چار چشمان شاہد ہدایت کو چار ابروئے آرام جان برنگ چار ارکان جواہر
زواہر خوشی آب چار دانگ ہندوستان میں باوجود موجودیت ہنوز نایاب کے جگر مربع نشین چار بالش
فضل و کمال چار منزل۔ فاضل کامل ہادی آگاہ دل۔ واقف رموز چارم اسطرلاب جواب
مسئلہ لاجواب علامۂ روزگار یگانہ انصار محب ائمہ اربعہ چار یار سید الابرار۔ ماحی شرک و بدعت محی
سنت جمع و مرکب فرمائے چار عناصر دین و ملت یعنی شریعت و طریقت و حقیقت و معرفت فیاض زمان شہیر
دوران۔ وعظ و تذکیر میں چار زبان، تصنیف و تالیف میں جنکا توسن خامہ چار گامہ دوان یعنی والمناقب
جناب حضرت مولانا مولوی شاہ عبد الحق صاحب واعظ ادام اللہ فاضتہم نے کمال حسن سعی سے منظوم
فرمایا اور سعیان پاک اعتقاد و بری از تعصب عناد کے مشام جان کو نغمۂ دلکشای گلہای چہار گلشن عبرت ہشت

بتیز اہ ادیر تیسرا	تاریخ طبع اول	جنات عدن سے معطر کیا

شاہ جنود علما استاد علم و ہنر فن ہے یہ چہار گلشن ہے یہ چہار گلشن ۱۲ ۹	جسدم چہار گلشن تصنیف کر چکا ہے کرتے ہیں سیر قدسی جسمیں کہا یہ ہاتف

بسم اللہ الرحمن الرحیم
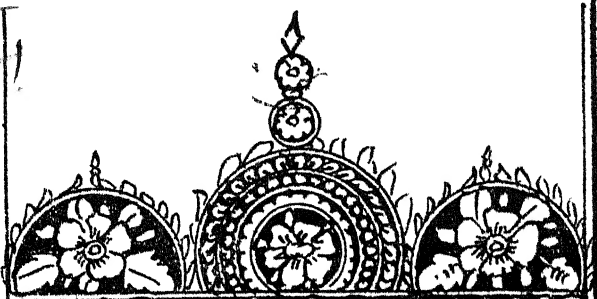
تحفہ غنچہائے حمد و ثنا
باغبان جہاں کو ہی ہے سزا

اسکی قدرت کے قدر کا گلزار
سبز و شاداب ہے ہمیشہ بہار

جسمیں انواع کے ہیں تازے پھول
یعنے وہ اس کے بندگان مقبول

تختہ تختہ ہر اک خیاباں میں
ہیں گل جتنا یہ بستاں میں

یک خیاباں میں ہیں ز روئے شمار
یک لک بیست و چہار ہزار

بلکہ اس پہ ہی انحصار نہیں
انکے تعداد کو شمار نہیں

یہ خیاباں ہے نبوت کا
حق طرف بندگونکی دعوت کا

ہے خیابان دگر ولایت کا
حق تعالی کی انس و قربت کا

قطبیت غوثیت امامت کے
ہیں بہت اسمیں گل سیادت کے

انکی کثرت کی نہ غایت ہے
تا بہ محشر بلا نہایت ہے

تا قیام قیامت انکا ظہور
ایک کے بعد ایک ہووے ضرور

ہووے گا وہ یہ ایک گل پہ تمام
گل وہ موجود ہے بغیر کلام

حقکی قدرت میں ایسے گل بسیار
ہوے اور ہونگے تا بروز شمار

ایک گل سب میں سے پیدا ہوا
کوئی اسکا نہیں شبیہ ہوا
اور وہ سر انبیا و یگانہ ہے
کیا وعدہ ہے باغبان کا
ہیں ہی ایک پھول یکتا
ہوا موجود باغ کون و مکان
یہی ہی گل ہے مقصد اسکا
علت غائی ہے وہی سب
مطلب باغبان وہی ہے گل
اور گل اسکے ہیں طفیلی گل
حبیب خدا ہے عز و جل
وہ ہے بر گزیدہ احمد مرسل
سب رسولوں کا پیشوا ہے وہ
بیشک خاتم انبیا ہے وہ

ملک و جن و انس کا سرور — بعد حق سب سے افضل و بہتر
آلِ پاک اسکی نوح کی کشتی — ہے نجات و فتوح کی کشتی
اسکے اصحاب باصفا سارے — آسمان ہدا کے ہیں تارے
خاص خلفائے راشدین چہار — ہینگے ارکان شرع و دین چہار
باغ اسلام کے چہار ہیں گل — شاخ ایماں کے چار ہیں بلبل
بو صداقت کی اور عدالت کی — اور حلم و حیا شجاعت کی
چار گل سے ہے چوطرف ظاہر — ہے ہر اک گل سے یک شرف ظاہر
وہ ابوبکرؓ اور عمرؓ عثمانؓ — مرتضیٰ ہیں علیہم الرضوان
اور ریحانتین پیغمبرؐ — فاطمہؓ اور علیؓ کے لختِ جگر
زیب و زین عدن حسینؓ و حسنؓ — دو شہادت کے ہیں دو سرو چمن
اور اکابر نبیؐ کی عترت کے — اور صحابہ تمام حضرت کے
تابعین اہلِ اجتہاد کرام — اور اتباع تابعین کرام
جو ہیں مشہور سب کے سب با تخییر — ہینگے ممتاز یہ گل از ہمہ غیر
خاص کر اُنمیں اور گل ہیں چہار — چار گلزار دین کے صحنِ بہار
اول انسے امام اعظم ہے — وہی ان چار میں مقدم ہے
اعظم القدر اجتہاد ہے وہ — سب ائمہ کا اوستاد ہے وہ
اور دوسرا امام مالکؒ ہے — مالک مسالک مسالک ہے
تیسرا وارث علوم نبیؐ — ہاشمی شافعی مطلبی
اور چوتھا ہے احمد حنبل — بحرِ ورع و تقا امام اجل
مستقل تھے یہ مجتہد چارو — شرع و ملت کے تھے مدار و

بعد اصحاب سید کونین
دین انسے لیا ہے زینت و زین
مختلف گرچہ ہیں فروع میں وہ
متفق ہیں اصول میں چارو
اختلاف ان کا عین رحمت ہے
ساری امت کو وجہ وسعت ہے
چار مذہب یہ چار ارکاں کے
ہیں مطابق حدیث و قرآں کے
جان یہ سنت و جماعت ہیں
منبع رحمت و ہدایت ہیں
فی الحقیقت یہ چار ایک ہیں جان
راہ ان چار کی ہی نیک ہے جان
حق ہی یکاں انکے مذہب کامل
مذہباں بدعتی ہیں سب باطل

اکثر اقطاب و اولیای کرام
بدعتی مذہبوں سے کوی اصلا
اور جو تھے محدثین کبار
کوی محدث نہ اسنو باہر ہے
اہل حق سب یہی قبول کئے
پہنچنے کے لئے بدرگہ حق
ایک رہ ان سی جو کہ لیویگا
چار مذہب کے یہ چہار امام
ان سے اسلام کا نظام ہوا
ان کی منت ہے ہر مسلمان پہ
پائے خیر القرون کے وہ ایام
مغز کو تھے حدیث و قرآن کے
خوب ہی پہنچے خوب تھے پائے
حاجتِ اجتہاد پائے جہاں
وہ اٹھائے مشقتیں بسیار
واسطے اجتہاد کا ای یار
سب عوام و خواص کو اکثر
جو ہیں فرع و اصول کے ماہر
جو سے ہے دقت کتاب و سنت سے
ان بزرگو نکے اجتہاد سی جب

یہ مذاہب کئے قبول تمام
نہیں ہرگز ہوا ولی خدا
تھے مذاہب یہی انہوں کے چہار
بات یہ عالموں پہ ظاہر ہے
کوی اس سے نہیں عدول کئے
راست یہ راہ چار ہیں مطلق
وہ رہِ حق کبھو نہ کھویگا
ہیں یقیں چار حامیِ اسلام
شرع و ملت کا انتظام ہوا
خاص اور عام اہل ایمان پہ
تھے منور انہوں کے سب افہام
اور نغز کلام کو اس کے
اور با آسان ہم کو سمجھائے
سعی در اجتہاد لائے وہاں
ہم تو ہیں ان کی منتیں بسیار
گر نہو تا انہوں کا بے تکرار
بے تردد عمل تھا مشکل تر
بات یہ خوب ان لیو ظاہر
جانیگا نکتہ یہ وہ سرعت سے
ہوا آسانیٔ عمل کا سبب

ہم کو لازم ہے صباح و مسا
تمسک و سنت انہوں کا لاویں بجا
مقتدی ہیں ہم مقتدا یاں وے
مقلد ہیں ہم پیشوا یاں وے
راز داں وے کتاب و سنت کے
اور حکیم و امیں ہیں امت کے
وہ اکابر نبی کے نائب ہیں
ذوالکرامات و المناقب ہیں
وارث علم انبیا ہیں وے
اور تبع اولیا ہیں وے
خاص میراث علم مصطفوی
رمز قرآن و سنت نبوی
پائے وے با وساطت اصحاب
تابعین سے بھی واسطہ سے شتاب

تھے

اور بذکر حسین ای اکرم
یکی رسالہ لکھا ہوں گلشن غم
اور بذکر صحابہ اخیار
یعنے خلفای راشدین کبار
اور ازواج طاہرات کرام
اور اولاد پاک شاہ انام
اور بعضے ائمہ اطہار
لکھا یک نسخہ روضۃ الابرار
اور در ذکر پاک غوث ورا
نیز اوج حمید وزرا
پیشوای گروہ محبوبین
مقتدای شہ صدیقین
میں لکھا اک عجیب نسخہ خوب
نام رکھا ہے تحفہ مرغوب

اب

تھے صحابہ بڑے امانت دار
انسے پہنچے حدیث اور قرآں
انکا احسان بے نہایت ہے
بعد انکے ہیں یہ چہار امام
اور ہوے دوسرے جو مجتہدین
اور فقہا محدثین کبار
علم دین کے مصنفان کثیر
سب ہیں یہ محسنین امت کے
ہیں وہ فیاض مثل استاد
حق میں انکے دعاے خیر کریں
انکا لازم ہے جانیں کچھ احوال
دیکھ اعمال ان کے لیں عبرت
بعد احوال حضرت و اصحاب
اس بیان میں جو معتبر ہیں کتب
عربی فارسی بہت ہیں کتاب
بلکہ احوال میں ائمہ کے
میں لکھا ہوں بذکر پیغمبر
آٹھ نسخے ہیں اسکے اے دلشاد
اور فضائل میں مصطفے کی دگر
اور بذکر شہادت حسنین

سرور انبیا کے سر و جہار
ہمکو سب سے زیادت و نقصان
انکی ممنون کل امت ہے
تابعین تبع تابعین کرام
اور ائمہ سلف خلف کے یقیں
اور علما مفسرین اخیار
جو ہوے اور ہوویں تا محشر
سب ہیں مرہون انکی منت کے
ساری امت مثال شاگرد
شکر منت بدل بجا لاویں
دیکھیں انکے ریاضت و اعمال
ہوویں چالاک و چست در طاعت
جانیں حال ائمہ و اقطاب
دائم اسکو پڑھیں سنیں از حب
لیک ہندی زبان میں ہیں کمیاب
نہیں ہندی کہیں کتاب ایسے
یک کتاب سیر جنان سیر
جنمیں ہیں لفظ ہندی اسکو زیاد
بھی لکھا ایک نسخہ النور
لکھا اک نسخہ قرۃ العینین

اب بذکر چہار مجتہدین
مختصر یہ رسالہ لکھتا ہوں
شیخ فاضل امام علامہ
حسن ابن فقیہہ شہاب الدین
وہ بہ احوال این چہار امام
ہی لکھا معدن الیواقیت ایک
میں لیا ہوں اُسی سے یہ احوال
اور لیا ہوں کچھ کتب سے دگر
مثل میزان شیخ شعراوی
تذکرہ اولیا کا ای دلدار
اور مکاتیب عارف گیانی
شرح سفر سعادات ای اہدق
کشف المحجوب و روضۃ الاسلام
اور بعض رکن شرح مبیں
جب وہ چاروں امام سے دو علن
انکا احوال مکرمت مشحون
چار گلشن رکھا ہوں اسکا نام

پیشوایان شرع و دین متین
با آسانید معتبر مشحون
فرد یکتا فقیہہ فہامہ
واقف اصل و فرع شرع متین
چار انہار بحر فیض امام
عربی معتبر کتاب ای نیک
ان کے اکثر مناقب و اجلال
عربی فارسی جو ہیں اشہر
در مختار اور طحطاوی
جسکا جامع ہے شیخ دیں عطار
قطب دوراں امام ربانی
جسکا شارح ہے شیخ عبد الحق
معتبر شرح نام حق ای ہمام
شیخ والا جلال ملت و دین
امام جلال الدین سیوطی
شرع و دیں کے چہار ہیں گلشن
چار گلشن ہیں اب میں لکھتا ہوں
دیوے حق جلد اسکو رنگ شمام

اوصاف علمائے ربانی و عرفائے حقانی

[illegible] وارثان رسول
انکے اوصاف پاک ہیں ایسے
باصفت عالمان ربانی

جو کہ ہیں خاص نائبان رسول
اور علامات ایسے ہیں انکے
اہل دل عارفان حقانی

کہ انہوں سے ہو دین کو قوت
ہے انہوں سے ہی عز اور شوکت
قوت و احتشام اسکا
زینت و نیک نامی اسکا
ہیچ یا فخر نا ملا ہمسر
نہ ہووے اہل دولتمند بس
ہیں دنیا کی و دل سے بیزار
اہل دنیا سے بیکے نفسانی
پاس ہوں انسے ہیں بحب ایمانی
متصف ہوں بجب سے اتباع سنت
عاشق سیرت صحابہ ہیں
مسلک صالحین کی ہے یہی خو
طاعت حق کا اہتمام کریں
عبادت میں صبح و شام کریں

مدح قدوۃ العارفین زبدۃ الواصلین جامع شریعت وطریقت مرشدی ومولائی حافظ حاجی سید عبداللطیف المعروف بہ محی الدین حنفی القادری

شکر للہ درین زمان آخر
فرد ایسا ہے ایک میرا پیر
شیخ اشیاخ سید سادات
ذو الکمالات منبع برکات
مجمع سر حسین وحسن
خلف بو الحسن شہیر زمن

ہوویں وہ علم دین ہیں کامل — نہ فقط علم رسم ہیں فاضل
کرنے حاصل علوم دینیہ — خاص انہیں جو ہیں یقینیہ
جامع علم باطن وظاہر — ہوویں ہر دو کمال کے ماہر
رہنما ہوں ادہر شریعت کے — مقتدا ہوں ادہر طریقت کے
درس وفتوی کا دیں رواج ادہر — فیض باطن کا ہووے راج ادہر
مستفیدوں کی ہو ادہر تحصیل — اور ادہر طالبوں کی ہو تکمیل
ہو ادہر وعظ وپند اور تذکیر — اور توجہ کی ہو ادہر تاثیر
ظاہری تربیت ادہر ہو خوب — اور ادہر باطنی ہو جذب قلوب
یوں ہو ہر دو کمال ہیں نامی — دین اسلام کے رہیں حامی
اور اظہار حق میں لیل ونہار — ہوویں بیخوف وبیخطر بے عار
اور رہ خدا براہ خدا — وہ کرے اپنی جان ودل کو فدا
لیک افراد ایسے ای سامع — جو ظہور وبطون کے ہوں جامع
پاوے تو زیر گنبد دولاب — مثل سیمرغ وکیمیا نایاب
(یعنی آسمان ۱۲)
اس زمانے میں بلکہ ای فاخر — ہیں گے کمیاب وبہت نادر
عالماں ظاہر شریعت کے — جو ہوں عامل کتاب وسنت کے
جوں زمانہ نبی سے ہووے دور — تو زعلم وعمل میں آوے قصور
ایسے افراد جامع شرفین — جو کہ تھے زیر خاک ہیں بے عین
رحمت حق ہو انپہ صبح ومسا — دیوے انکو جزائے خیر خدا
ایسے اہل کمال بحر علوم — جنکے اوصاف سب ہو مرقوم
اس زمانے میں گرچہ ہیں کمیاب — پر کہیں گر کسیکو پاوے شتاب
اسکی صحبت کو تو غنیمت جان — مایۂ اصل ہر سعادت جان

علم ظاہر میں فارغ التحصیل
جامع علم ظاہر و باطن
علم ظاہر میں فرد اشہر ہے
ہے شریعت میں عالم عامل
قطب ویلور سے جو ہے مشہور
ایک عالم مرید ہیں اسکے
معتقد اسکے ہیں خواص و عوام
مو شگافی ہے اسکو عرفاں میں
ستر ظاہر میں یا ہر غرض یکتا
ہے حمایت میں دیں کے سر و عیاں
زہد و تقوی میں اور توکل میں
حق نے بخشی ہے اسکو شان جلیل
ذکر مولا میں صبح سے تا شام
دایما اسکی محفل پر نور
جبتلک بیٹھیں اسکی محفل میں
ذکر مولا سے دلکو انست ہو
بیشتر اسکی محفل انور
اسکی محفل ہے مورد رحمت
اسکی مجلس دلاوے یاد خدا
اسکی صحبت ہے کیمیا تاثیر
یا الہی اسے سلامت رکھ

علم باطن میں صاحب تکمیل
معدن فیض بارز و کامن
علم باطن میں شیخ اکبر ہے
اور طریقت میں واصل موصل
ذات اسکی ہے ایک منبع نور
علم باطن اسی سے ہیں سیکھے
کیا امیر و فقیر با اکرام
نکتہ یابی کمال وجدانیں
پیشوا ہے وہ دین و ملت کا
محی دیں ہے اسے لقب شاہاں
جود و بخشش میں اور تبذل میں
کوی اس عصر میں نہ اسکا عدیل
ہے اسے اطمنان اور آرام
ذکر مولا سے ہے یقیں معمور
خوف حق تب تلک ہے دلمیں
انست و چین اور لذت ہو
ذکر دنیا سے دور ہی اشہر
اسکی صحبت ہے دافع غفلت
اسکی صحبت دکھاوے راہ ہدا
زر کرے مس کو ملیں بے تاخیر
اسکو فیاض تا قیامت رکھ

ہے ہر اک امر میں اسکی خلوص
مجکو تالیف پہ اسکے خصوص
یا الہی کر میرے دل کو بیدار
سو یہ ہمیشہ بہار
گلشن جاں پہ اپنی رحمت کا
مینہ برسات اسکا
جلد ہی اپنی عنایت سے
فضل سے اپنے کر اسکو مقبول
کر عطا مومنوں کو اسکے پہول
حاجتیں میری سب روا کیجے
دامن اس گل سے میرا بھر دیجے
معرفت اپنی کر عطا مجکو
قرب کی اپنی رہ بتا مجکو
وہیں ترک دنیا سے مجکو سدا
پیشتر سے مجھے تو فدا
سر دل و جان شفاعت میں
سر و خلیل اسکی ہی
دے ہمیں آپ رویت اپنی جنت میں

ذکر

ذکر اب صالحین امت کا
کرتا ہوں ذکر صالحین آغاز
جب سبب ہے نزول رحمت کا
اپنی رحمت سے کر ہمیں ممتاز

آغاز ذکر مبارک ائمہ اربعہ رحمہم اللہ تعالیٰ

دین احمد کے ہیں چہار امام
چار ارکان ملت اسلام
چار عنصر ہیں دین و شرع کے ہیں
چار ابواب اصل و فرع کے ہیں
چار چشمے کتاب سنت کے
چار حامی نبی کی امت کے
چار بحر قیاس کے گوہر
چار ہیں اجتہاد کے مظہر
چار معدن حدیث قرآں کے
چار مخزن دلیل و برہاں کے
چار گلزار ہیں شریعت کے
چار انہار ہیں طریقت کے
اول اُن سے امام اعظم ہے
رہبر رہروان انجمن ہے
مصطفیٰ کا سراج امت ہے
نبض دان مزاج امت ہے
اس کا احوال مجملاً ای مومن
دیکھ لکھتا ہوں میں دریں گلشن

گلشن اول

در مناقب امام الائمہ کاشف الغمہ ذو المناقب الشریفہ و الخصائل المنیفہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ و دریں گلشن یازدہ خیابان است خیابان

اول در بیان نام نامی و کنیت سامی آن امام گرامی

نام اقدس امام اعظم کا
جانو نعمان ہی مشتہر ہر جا
اس کی جو کنیت شریفہ ہے
روشن از شمس بوحنیفہ ہے
ہے مواہب میں یوں لکھا سنلیں
اولاً ملت حنیفی میں
بوحنیفہ کی پایا کنیت جو
ہے مقرر امام اعظم او

نہیں پایا ہے کوئی امام ہمام سے سبقت
تھی یہ کنیت شریف از عرب
بوحنیفہ کو وہ دیا ہے رب
اور لغت میں حنیف کا معنا
ہاں مسلمان سمجھ تو ای دانا
اور کشاف میں لکھا ہی یار
کر دیا ہے حنیف پاک شعار
دین باطل سے دین حق کی طرف
ہاں جو مایل ہو دل سے با اشرف
اور مغرب میں ہے ادا با توفیق
کہ حنیفی کی وصف با تحقیق
غالباً اور اس کا استعمال
ہاں ہے ابراہیم پر یوں کمال
یہاں تلک ہے کہ ہو سکی ہو ملت
اس کو کرتے ہیں اس ہی کی نسبت

اور

اور ملقب حنیف سے تھے امام — ہوئے ہیں تین ہی بزرگ کرام

ہے خلیل اول اور عمر دوم — بوحنیفہ ہے تیسرا جانیو تم

گلدستۂ در نسب باشرافت و ولادت باسعادت آن امام ذوالکرامت

پدر نعمان کا ہے ثابت نام — متولد ہوا وہ در اسلام

اپنی لڑکائی میں وہ اہل ہدا — بہرہ ور خدمت علیؓ سے ہوا

حق میں ثابت کے حیدر کرار — اسکے اولاد کے بھی حق میں ای یار

غایت لطف سے کیا ہے دعا — خیر و برکات حق انہونیں دیا

گذرے ہجرت سے سال اسی جب — ہوا پیدا ابوحنیفہؒ تب

اور ستر برس جہانمیں جیا — ڈیڑھ سو سال میں وفات کیا

نقل ہے از امام دین باقر — اسکا پوچھا نسب کوئی آکر

اسکو فرمایا وہ امام ہدی تب — کہ ہمارا ہی اور اسکا نسب

پہنچتا ہے بہ خسروان عجم (بادشاہان) — سن تو اسکا بیان ای اکرم

ابوحنیفہ کا ہے نسب ظاہر — خسروان عجم سے ای ماہر

اور اپنا نسب بھی وہ کامل — جو کہ فرمایا اُس سے ہو واصل

شہربانو طرف سے ہی وہ جان — پوتی نوشیروان کی ہو وہ پہچان

تھی وہ زوجہ حسینؓ کی رکھ یاد — تھا پسر اُس کا حضرت سجاد

اور تھا سجاد کا پسر باقر — بحر تقدیس کا گہر باقر

صاحب مطلع النجوم عمر — نسفی سے جو ہے جہانمیں سمر

بولتا ہے کہ پدر ثابت کا — نیک بخت اسکا نام نامی تھا

پدر ہو مرزبان ہے اسکا سن اے پسر — اور ہو شاد بخت اسکا پدر

بیٹا ہے شاہ مرد کا وہ جان
ہے کسریٰ تک پدر اسکا پہچان
باپ اسکا قباد بن فیروز
اور قباد ای ہو نسبت اندوز
پدر نوشیروان تھا ذی منصب
پہنچے واسطے سے اسکا نسب
پہنچتا ہے حضرت اسحق
بیٹے یعقوب کے بلا ہی فراق
عیص و یعقوب دو برادر ہی گھر
عیص و یعقوب دو پسر سے تھی بہم
حضرت اسحق سمعیلؑ
بو جہ اسحق اور ادا خلیلؑ
یہ تھے ابن اکبر بن خلیل
ہے وہ فرزند اسمعیلؑ
ہاجرہ ہے ہنگی امرا اسمعیل
ام اسحق سارہ ہے اگہہ
بلکہ آگے نبی کا ای آگہہ
ہے اسمعیل ہی ذبیح اللہ
نام

نام اسحٰق کا ہے اسرائیل — موسیٰ عیسیٰ نہیں ہے ہیں اے خلیل

مصطفیٰ اور انبیا یہ تمام — ہووے حق سے سدا صلوٰۃ و سلام

لطیفہ شریفہ

اور مقامات بیچ یوں لایا — کہ براہیم جو کیا تھا دعا

کہ امامت ہی اور سرداری — نسل میں میرے کر الٰہی رب جاری

ہے اسیکے یقیں دعا کا ظہور — بوحنیفہ علوم و فضل کا نور

اس سے مخبر یہ آیت قرآن — اور مؤید ہی نسب کی بیچ جان

اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ

حکایت شریفہ در ولادت باکرامت امام ابوحنیفہ رح

شیخ عطار واقف اسرار — قدوۂ زمرۂ اولی الابصار

تذکرے بیچ ہی اولیا کے یقیں — یہ حکایت لکھا ہے خوش آئیں

بوحنیفہ کا والد ماجد — نام ثابت جو تھا بڑا عابد

ایکدن ایک نہر میں یہ نیاز — وضو کرتا تھا وہ برائے نماز

سیب اک آب پر رواں آیا — لیکے ثابت وہ سیب کچھ کھایا

دل سے نادم وہیں بہت ہوکے — اسکے مالک کو ڈھونڈھنے کیلئے

چلدیا نہر کے کنارے یہ — پہنچا اک باغ پاس وہ آکر

ایک چشمہ تھا باغ کے درمیان — اسی چشمے سے تھی وہ نہر رواں

تھے وہ چشمے پہ سیب کے اشجار — سیب تھا یہ اسیکا بے تکرار

اسکا مالک تھا باغ میں حاضر — کیفیت اس سے یہ کیا ظاہر

اور کہا بخش دیجے میرے تئیں — تیرے بے اذن سیب کھایا ہیں

تب کہی تھا وہ باغ کا مالک — کہ پرا منتی ہے یہ بس لک

بولا اک شرط میری گر ہو قبول — بخشوں میں عذر کرتا مقبول

پوچھا کیا ہے کہا وہ میرے گھر — میری نا کتخدا ہی اک دختر

بوڑی گنگی ہے اور لنگڑی ہے — اور آنکھوں کی بھی اندھی ہے

گر وہ لڑکی کو لاوے تو بنکاح — بخشوں یہ وہ سیب ہو حلال و مباح

آہ یہ شرط جب سنا ثابت — ہوا مضطر بہت رہا ساکت

سمجھا تھوڑا ہی سیب میں کھایا — جس سے صدمہ یہ سر پہ آیا

سیب سارا اگر وہ کھاتا ہیں — آہ کیا آفتیں اٹھاتا ہیں

کہا ناچار اسکی شرط قبول
پس وہ لڑکی سے ازدواج کیا
کر کے منزل وہ اپنے تب گھر کو
اور بیٹھا مسند عروسی پہ
جا کے خلوت میں دیکھتا ہے کیا
اور اعضا صحیح ہیں اسکے سبھی
اپنے منھ پر لیا نقاب دلہن
بولی میرے سے کیا ہے وجہ حجاب
بولا ثابت کہ مجھ سے پدر ترا
بولی وہ سچ کہا یقین سے تیں
کور و کر گنگ و لنگ وہ جو کہے
کہ میں جس مرد سے ہوئی پیدا
شرع میں بات جو نہیں جائز
غیر جائز کہو چھپی ہے نہیں
بعد ازاں یوں کہی وہ پاک نسب
وہ کہا پوچھ پوچھی تب ای یار
مرد اور عورت کو نبی کریم
بولا دس حصے عقل کر بیشک
حصے شہوت کے ہی وہ دس ہو گیا
بولی یا میں ترے سے ہی خوشنود بہت
کہ خدا تیرے متقی تجھ سا

تا نہ روز حساب میں ہو ملول
پدر دختر کا ابتہاج کیا
کر کے آراستہ بھی دختر کو
بعد ثابت کو لے گیا ہے گھر
کہ وہ بی بی ہے ماہتاب لقا
سمجھا عورت یہ کوئی ہے دوسری
کی وہ عورت اسے خطاب وہیں
میں ہوں زوجہ یقیں تری در باب
تیرے اوصاف دوسرے بولا تھا
پر کلام اسکا رکھتا ہے تاویل
بولا تھا اسکے ہیں یہی معنی
غیر محرم نہ مجکو کوئی دیکھا
میں نہ بولی سنی کبھو ہرگز
غیر جائز طرف گئی ہی نہیں
مسئلہ ایک تجھ سے پوچھوں اب
کہ خبر دے مجھے تو ای ہشیار
عقل و شہوت کیا کئے تقسیم
دیا مردوں کو نو زنوں کو ایک
ایک مردوں کو نو زنوں کو دیا
اذن اب ایک مانگتی ہوں اب
وفضل سے جو کیا ہے مجکو عطا

اسکی خفگی کا غم نہیں
شکستہ ہوں عبادتیں
آنکھیں شب بے ہوں کی دونوں
خفگی کا غم نہیں ہے شاغل
آخر شب تنگ ہے شب
آخر شب میں جب ہوئی خلوت
آخر شب گئی وہ با عفت
حاملہ ہوئی سے
بو حنیفہ امام اعظم سے
قدوہ اتقیائے اکرم سے
یہ گہر ہے وہ درج عفت کا
یہ ثمر ہے وہ شاخ عزت کا
جب تقی ایسے ہوں پدر مادر
کیوں نہ پسر اتقیا ہووے پسر

خیابان دوم

در بیان احادیث صحیحہ
مبشرہ درشان آن امام اکرم
وارد شد

شیخ علامہ جلال الدین جو سیوطی سے مشہور ہے یقین
تھا مجدد وہ قرن تاسع کا شافعیہ میں مقتدا تھا بڑا
وہ یقیں در مناقب نعمانؒ لکھا تبییض اک رسالہ جان
اسمیں لکھتا ہی اسطرح سن لے کہ مناقب امام اعظمؒ کے
خبر موضوع سے بیان کرنا نہیں حاجت ہی کچھ عیاں کرنا
بلکہ آئی ہے یہ حدیث صحیح خبر در صحیحین بے گمان و خطر
کہ کہا بوہریرہؓ اے آگہہ کیا ارشاد یوں رسول اللہ
کہ ثریا میں ہوتا گر ایماں پاتے فارس کے لوگ اسکو وہاں
اور مسلم میں یوں ہی ہے بے وسواس ہوتا ایمان اگر ثریا پاس
جانو اک مرد اسکو لیجاتا اہل فارس سے ہوشیار بڑا
اور در معجم کبیر تو جاں لایا طبرانی اسطرح ہی بیاں
کہ معلق اگر ثریا پہ ہوتا ایمان اسی شیکو محضر
اور عرب لوگ اسکو نا پاتے اسکے پانے سے عجز سب لاتے
مرد فارس کے اسکتیں حاصل کرتے بیشک نہ شبہ اے عاقل
اور حلیہ میں بو نعیم بجا بوہریرہؓ سے نقل یوں لایا
گر ثریا میں علم ہوتا یقیں مرد فارس کے لیتے اسکتیں
مرد فارس سے ہے مراد امام یوں ہی بولا سیوطی و اعلام
اور بھی دو حدیث آئی ہیں در مختار میں جو لائے ہیں
ہے یہ پہلی حدیث رکھ تو یاد کہ کیا شاہ انبیا ارشاد
فخر میرے سے ہی کیا آدمؑ میں بھی کرتا ہوں فخر ہو خورم
میری امت سے اک شخص ہے اب نام نعمان اسکا ہی خوش نسب

بوحنیفہ ابی کی نسبت ہے
بس وہ علم اجماع امت ہے
اور علم آئی روایت دیگر
کہ کہا یوں رسول جن و بشر
حشر کے روز انبیا و رسل
فخر علم سے ہی کرینگے کل
اور کروں گا میں فخر نعمان سے
بوحنیفہ امام ذیشان سے
دوست میرا ہی جو ہی دوست ہے اسکا
اور عدو اسکا ہی عدو میرا
شیخ بو اللیث یوں لکھا ہے یہیں
کہ امام بوحنیفہ یقیں
جبکہ اصحاب سے نہیں بہتر
کیوں کرے فخر ان سے پیغمبر
بلکہ گر فخر از صحاب کیا
کرتا وہ سادۂ ارشاد کی یاد

دیتا یوں رزق حق وہ بندے کو / دیتا ہے جس طرح پرندے کو
پیٹ خالی وہ صبح کو جاوے / پر شکم شام کو سدا آوے
اور دوسرا صحابی والا / یعنے عبد اللہ بن ابی اوفیٰ
سال ہشتاد پر تھے چھ یا سات / شہر کوفہ میں وہ کیا ہے وفات
بوحنیفہ کی عمر تب ای یار / چھے برس یا تھی سات سال شمار
شیخ اہل حدیث ابن حجر / لایا ہے اپنے مختصر اندر
کہ سماع حدیث میں ای سیال / معتبر عمر پنج سال ہے جاں
اسلیئے ہے روایت محمود / یعنے ابن ربیع ای مسعود
گرچہ عمر اسکی پنج سالہ تھی / پر بخاری نے وہ قبول ہے کی
ابن اوفیٰ سے یہ حدیث قوی / بوحنیفہ رض نے ہے روایت کی

مَنْ بَنٰى لِلّٰهِ مَسْجِدًا وَلَوْ كَمَفْحَصِ قَطَاةٍ بَنَى اللّٰهُ لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ

یعنے از بہر خالق کرتار / کوئی مسجد بنا گیا ای یار
گرچہ مقدار گھونسلے کے ہو / اک پرندی کے سنگ خوار ہے جو
بالیقین واسطے بھی اسکے خدا / ایک جنت میں گھر بناویگا
سہل بن سعد ساعدی ای یار / تھا دیئے میں از صحاب کبار
جبکہ اسی پہ آٹھواں سن تھا / یا تھا نود پہ ایک تب وہ موا
تب تھی نعماں کی عمر گیارہ سال / یا کہ تھی ہشت سال با اجلال
عصر اسکا امام پایا ہے / پن روایت نہ اُس سے لایا ہے
اور چوتھا ابو طفیل عامر / تھا بمکہ معمر فاخر
بعد کل صحابہ یہ حضرت / ایکسو دس میں وہ کیا رحلت

برس ایام ہی نود و ہشت تھا
حج اول ابو حنیفہ رض تھا
تب تھی عمر امام سولہ سال
اور تھا مشہور بفضل و کمال
اور تب از صحابۂ سرور
ایک ہی باقی تھا جہاں اندر
اور صحابہ کو ڈھونڈ کر بسیار
لوگ سب ملتے تھے یہ نہ جا ہی یار
پس امام ہمام اُسکے دانا
نکلے یا صفا کہیں جانا
اور نہ ملنا ابو الطفیل سے تب
ہے نہایت بعید ای خوش ڈھب
چار اصحاب کے یہ ہونے پر
متفق اہل علم ہیں یکسر
بلکہ علامہ جو کہ تھا کردری
کہا اس طرح وہ بوجہ قوی

کہ بلا شک روایت نعمان ہے
شافعیہ کا مقتدائے کبیر
اسکی تصنیف ہی جو کہ تہذیب
اور بتاریخ یافعی بھی لکھا
کہ یہ چار و صحابۂ ذیشان
اور روایت کیا ہی ان سے امام
دوسرے اصحاب سے بھی انکے سوا
اور کرنا روایت انسی کہاں
ہوا آخر محصل نووی
کہ کہا بو حنیفہ نے بکمال
تب صحابی نبی کا اک گاہ
شہر کوفے کو آیا ہو جہد و تم
اسکی مجلس میں ہیں ہوا حاضر

ہوئی ثابت یہ چار سے ایجان
تھا جو نووی امام و فرد شہیر
اسمیں لکھتا ہی وہ امام لبیب
وہ بھی تھا پیشوا شوافع کا
تھے بوقت امام دیں نعمان
نہیں سنا تمیں کسیکو کلام
جو تھے ملنا ابو حنیفہ کا
لوگ کرتے ہیں اسمیں شک گمان
پر لکھا اسطرح بطحطاوی
تھی مری عمر جبکہ چودہ سال
جو تھا ابن انیس عبداللہ
سن ہجری تھا نود و چارم
اور سنا یہ حدیث ای فاخر

حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ

دوستی تجھ کو چیز کی ای یار
اندھا بہرا کرے ہے بے تکرار
یعنے اس شی میں جو کہ ہو عیب
نا سنے اور نہ دیکھے ہے بے ریب
عائشہ بنت عجرد سے نعمان
اس خبر کی کیا روایت جان

أَكْثَرُ جُنْدِ اللهِ فِي الْأَرْضِ الْجَرَادُ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ

یعنے اللہ کا بڑا لشکر
ٹڈیاں کا ہی اس زمیں اندر
میں نہ کھاتا ہوں انکو غیر کلام
اور نہیں بولتا ہوں انکو حرام
واثلہ سے بھی دو حدیث یقیں
ہی روایت کیا وہ قدوۂ دیں

دَعْ مَا يَرِيبُكَ إِلَى مَا لَا يَرِيبُكَ

چھوڑ دے اسکو جو شک میں ڈالے
اسے جو شک میں نہ ڈالے

لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيُعَافِيهِ اللهُ وَيَبْتَلِيكَ

یعنی تیرا اگر برادر دیں
گر کسی بلا میں پھنسیا
ہو گرفتار دیکھ کر اسکو
تو خوشی مت کر
کر خداوند خالق داور
فضل سے اپنے دے نجات اسے
اور گرفتار تجھکو کر دیوے
اور کہتا ہی وہ امام زمن
تھا نود و یک جبکہ ہجری سن
میں گیا حج کو باپ کے ہمراہ
اور دیکھا ...

اور علامہ کعوتی یوں بولا
کئے انکار گرچہ بعض اسکا

لیک یاران امام کے یہ بات
صحیح اسناد سے کیے اثبات

کہ ہیں پچاس تک بحساب
وہ روایت کیا ہے از اصحاب

اور جب ایک عالم عادل
کرے اک امر ثابت اے عاقل

قول منکر سے معتبر ہے وہ
پھر اقبال بے خطر ہے وہ

اسلئے ہے گواہی اے اکرم
نہیں مقبول ہوتی ہے بعدم

بلکہ علامہ جلال الدین
دیکھو تبییض میں لکھا ہے یقین

کہ امام اجل ابو معشر
شیخ عبد الکریم نیک سیر

ابن عبد الصمد جو تھا طبری
اور کہنے میں جس کے تیں مصری

شافعیہ سے تھا وہ فرد شریف
اک رسالہ کیا ہے وہ تصنیف

بو حنیفہ کے سارے مرویات
جو صحابہ سے پائے ہیں ثبات

جمع اس میں کیا ہے با اسناد
دیکھ گر چاہئے اسے رکھ یاد

گل

ابن سعد اس روش کیا ہے بیان
کہ ہے دیکھا انس کو نعمان

کتنے اور دیکھا صحب با اکرام
پس وہ ہیگا ز تابعین کرام

نہ معاصر جو دیگر اسکے یقین
بات یہ ان میں پائی جاتی نہیں

مثل اوزاعی جو کہ تھا شامی
اور حماد بصری [illegible] نامی

اور ثوری کوفی اے ماجد
اور مکی جو تھا بن خالد

لیث بن سعد مصری نیک شعار
یہہ نہ کوئی تابعین سے تھے یار

یہاں سیوطی کا قول ہے فاخر
ہے کم و بیش ہوگیا آخر

الغرض وہ امام ہے [illegible]
شرف تابعین [illegible]
ہے صحیح اب [illegible]
اور یہ قول بھی [illegible] ثقات
سنو ہے یہ بھی ملا علی [illegible]
جو کہ اصحاب سے انہوں نے کی روایات
اور [illegible] لانا
سو روایت حدیث کی دانا
شرط اسکی نہیں [illegible]
بو حنیفہ سے [illegible] روایتیں [illegible]
سو وہ [illegible] تابعین ہیں جان
اور زمانہ میں تابعین وہیں نعمان
حقیقت تھا امام [illegible]
تابعین سے [illegible] بسیار
سو اس [illegible] مشہور
بحث شعبی [illegible]
[illegible] تصنیف [illegible]

پیغمبر نے قول تھا کہ صحابی ہیں
ان بیان میں ہیں والی ہیں
یہ بات سے ہی یہ اثبات
تابعین تھا وہ جلیل الذات

اور اجماع تابعین عظام — جبکہ ہوتا تھا درزمان امام
وہ امام ابوحنیفہ سوا — معتبر بالیقین نہ ہوتا تھا
الغرض اب ثبوت کو پہنچا — بوحنیفہ بھی تابعین سے تھا
شاہِ تابعین کے با اجلال — بھیجا آیت یہ خالقِ متعال

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ اتَّبَعُوهُمْ بِإِحْسَانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ

حدیث شریف

ہے روایت انس سے کہ نبی اکرم
کہ کہا پاک ولی وہ سرورِ عالم
میری امت میں مرد کامل ایک
نام نعمان ہووے گا اس کا
بوحنیفہ ہی کنیت سے کی شہرت
اسکو دیویگا حق علوم کثیر
جیسے میں پاوینگا اسکو پایا ہم
ہوں گے میرے طریقے اسکو سلام
اور امت کی اس سے ہی رونق
تو بالشبہ سلطنت پہنچا

قرن ثانی میں تھا وہ قدوہ دین — قرن ثالث میں دوسرے مجتہدین
یعنے مالک شافعی احمد — بس ہیں یہ تبع تابعین سعد
اہل ہر سہ قرن بقول رسول — ہیں مبشر بخیر اور مقبول

خَيْرُكُمْ قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ

تم سے بہتر زمانہ ہے میرا — یعنے میرا بھی میرے یاروں کا
پھر جو پیچھے انہوں کے آوینگے — یعنے بیشک وہ تابعین ہونگے
پھر جو پیچھے انہوں کے آوی یقین — ہونگے وہ تبع تابعین بے کیں (؟)

گل

بوحنیفہ سے پھر ہے منقول — کہ بلا شبہ قول پاک رسول
اور صحابہ کے ہوویں جو اقوال — بسر و چشم ہم کریں اقبال
اور جو منقول تابعین سے ہو — ہیں برابر انہوں کے بھی ہم سمجھو (؟)

اس امانت میں دو روایت ہیں
دیکھ لکھا ہوا ہے بیاضوں میں

ہے یہی سن روایت اوّل
کہ سنے ہیں احمد مرسلؐ

تو نوش فرما کے ایک دن خرما
جو کہ باقی رہا اسکو دیا

اور روایت یہ آئی ہے دوسری
کر لعاب شریف اپنا نبیؐ

منہ میں ڈالا اسکے تھا خوش تر
لیکے وہ لپنے پارچے اندر

رکھتا تھا اسکو باحفاظت وہ
دیا نعمان کو یہ امانت وہ

کھایا ہے اسکو بوحنیفہ جب
قلب اُسکا ہوا منور تب

فضل سے حق کے شرح صدر ہوا
علم میں وہ رفیع قدر ہوا

اور بحر علوم ای امجد
موج زن اسکو دل سے تھی بیحد

علم و حکمت سے ہے چشمۂ اطہر
تھے رواں اسکے لب سے شام و سحر

برکت تھی یہ اس امانت کی
اس لعاب شہ رسالت کی

کعب احبار یوں کہا خوش ہو
کہ میں تورات میں پڑھا یہ بات

کہ ہے نزدیک نور یک پیدا
امت احمدی میں ہووے گا

اسکی کنیت ہے بوحنیفہ بجا
نام نعمان ہے یقیں اسکا

خیابان چہارم

در بیان آنکہ مذہب آں امام ہمام مطابق قرآن عظیم و احادیث رسول کریم علیہ وآلہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہست در دآنان کہ آں امام از اصحاب الرائے میگویند

شرح سفر سعادت اندر بیاں
یوں کہا شیخ عبد حق نے بیاں

کہ ہے ذہنوں میں خلق کی یہ بات
مذہب شافعی رفیع الذات

بیشتر احادیث کے مطابق ہے
اور روایات کے موافق ہے

اور مذہب امام اعظم کا قیاس پر ہے اور وہ اجتہاد اور رائے پر مبنی ہے اور خلاف حدیث کے یہ سخن بھی غلط غلط ہے اسکا منشا جہالت اور بے علمی ہے کیونکہ شرط ہے اجتہاد کی حفظ قرآن و حدیث کا مجتہد کو اور اجتہاد وقیاس بعد قرآن و حدیث کے ہے

یعنی مجتہد قرآن و حدیث سے اجتہاد کرتا اور اسکے قیاس کا منشا اصل قرآن و حدیث ہی ہے [illegible] اس میں بھی دل سے کچھ آتا اور اپنے گھر سے نکالنا معاذاللہ نادان لوگ قیاس اور اجتہاد کے معنی ایسے سمجھتے ہیں ۱۲

مسئلے کئی حدیثوں سے سند
بتلاؤ پوچھا پیچھے دیتا ہی بتلاتا ہے
جزء وہ لیتہ جز اہدا سنہ

مذہب بو حنیفہ اے اکمل
ہے مشابہ بمذہب حنبل
اور بنا اس کے پاک مذہب کی
ہے احادیث مصطفیٰ پر ہی
اور بعض یا امام دین اعظم
ہے خلاف اسکا مسئلہ بعض کم
اور با شافعی گر اسی کم
ابن حنبل کا ہے خلاف اکثر
اور مسائل اصول کے ہیں ایسی
جو ہیں مشہور ایک صد پچیسی
ہے موافق امام دین احمد
بو حنیفہ کے ساتھ سے ارشد
اور با شافعی مطلبی
ہے مخالف وہ مسئلوں میں ہی

ختم صد

بو حنیفہ امام اعظم ہے — سب ائمہ میں وہ مقدم ہے
تھا مسلم تمام اُمت کا، — سب میں اعلم کتاب سنت کا
کیوں کہے اس پہ گمان خبیث — کہ وہ مذہب کہے خلاف حدیث
وجہ ایسے گمانِ فاسد کا — جو ہی بعضوں کو وہ یہی ہیگا،
تھے جو بعضے محدثین کبار — مذہب شافعی میں اے دلدار
جو ہیں مشہور انکے تصنیفات — جوں مصابیح اور ہے مشکات
اصحاب سناد اپنے مذہب کے — لائے اور طعن حنفیہ پہ کیے
سر بسر ان کا یہ تعصب تھا — انکو اور ہمکو بخش دیوے خدا
اور احناف کے کتب پر نور — جو دیار عرب میں ہیں مشہور
دیکھیں گر اسکو منصفانہ شخص اہل — منکشف ہووے تب حقیقت حال
کہ نہیں کوئی مسئلہ ایسا — مذہب خاص بو حنیفہ کا
نہیں قرآن حدیث اسپہ دلیل — اجتہادی ہو یا صریح ای خلیل

ح مذہب حنفی میں بہت سی کتابیں ہیں کہ ہر مسئلہ پر آیت خصوصاً احادیث و آثار قویہ سے سندیں بتلاتی ہیں جیسے عینی شرح ہدایہ از امام محمد عینی شارح بخاری. فتح القدیر. کرمانی شرح بخاری. عینی شرح بخاری. تیسیر القاری. شرح بخاری. عقود الجواہر المنیفہ فی دلائل مذہب الحنیفہ اور فتح المنان از شیخ دہلوی. معانی الآثار امام طحاوی. مسند حماد بن امام اعظم. مسند حصکفی وغیرہا"

خاص شرح مواہب الرحمن — جس کا شارح دلائل و برہان
لیا ہے آیتوں سے قرآں کے — اور صحیحین کے حدیثوں سے

ح یعنی شارح کتاب مواہب الرحمن جو بڑا محدث ہے لازم کر لیا ہے اپنے بابت کہ اپنی اس کتاب میں مذہب حنفی کے مسئلوں پر قرآن سے یا بخاری

گرچہ متاخرین شوافع کے
طعن کا انکے کچھ نہیں پروا
بو حنیفہؒ کا مدح گو تھا مدام
کہ کہا لوگ سارے اہل کمال
اور امام محمد ابن حسن
شاگرد ہیں اسکے شافعی ای علیم
کہ تصانیف اسکے ای گیانی
لادیں بے اختیار ایماں وہ
اور لکھا ہے وہ کتاب شریف
جلد ہر اک کی شصت یا ہفتاد (یعنے امام محمد)
اور اکثر امام دیں احمد
بس کتب سے ہی اسکے لیتا تھا
اتباع حدیث اور آثار
نہیں یوں دوسرے ہیں مجتہد اب
پہنچے جو مجھ کو از حدیث رسولؐ
اور صحابہ کے ہی جو ہیں اقوال
اور جو تابعیں کہے ہوں عیاں
ہو جبتک یقیں ضرورت تام
ملتی اسکو کوئی حدیث شریف
اسکو بس وہ امام اہل ہدا
دیکھیے غور کر ذرا اس جا

طعن اس پر رہ حسد سے کئے
بس ہے شافعی امام ہدا
اسکے اصحاب کا بھی با اکرام
بو حنیفہ کے فقہ میں ہیں عیال
جو تھا شاگرد اسکا فرد زمن
اسطرح بولتا ہے بالتکریم
دیکھینگے گر یہود و نصرانی
ہو وینگے جلد تر مسلماں وہ
ہے ضخیم و طویل ہر تصنیف
ہینگے بعضوں کے بلکہ اس سے زیاد
کئے مسائل دقیق اے امجد
ان سے تھا مستفید صبح و مسا
جوں کرے بو حنیفہ پاک شعار
بولتا ہے ابو حنیفہؓ جان
ہے سر و چشم ہر وہ مجکو قبول
وہ کروں اختیار در ہر حال
ہیں ہنوں اور ہم برابر ہاں
نہیں کرتا تھا اجتہاد امام
کہ وہ اسناد کے ہو رہے ضعیف
تھا مقدم قیاس پر رکھتا
اسکو تبعیت حدیث تھی کیا

ستودہ
یوں نہیں ہے شافعی سے حدیث اور
گروہ کبھی قیاس سے نیک
ہے مقدم رکھتا قیاس ہی دیکھ
بحث تو یہ ہے اصول فقہ میں دیکھ
ہے نقل عیاض سے منقول
کہ ابو حنیفہ جب حدیث رسول
یارے
بو حنیفہ کو پہنچتی
ہوتا تھا دل سے اسکا تابعدار
پہنچے اصحاب سے جو اسکے بیتیں
یا ز قدمائے تابعین بیقین
تابع ہوتا تھا اسکو وہ سو ایں
ورنہ کرتا تھا اجتہاد و قیاس
اور نزدیک آن امام ہدا
مسئلہ کرتیں سے آتا تھا
بحث کرتا تھا سمیں بہجان
طول مدت تک وہ با یاران

بعد تحقیق وہ بوجہ صواب
اسکے یاراں تلامذہ اسکے
اور مذہب میں تھے وہ مجتہدین
اور تھے اہل زہد وورع تمام
وہ محقق امام ربانی
الف ثانی کا تھا مجدد جو
ایک مکتوب میں کیا ہے رقم
کہ کریگا نزول جب عیسیٰ
اور کریگا وہ اجتہاد بیان
اور نکات ودقائق باریک
آہ ظاہر کے عالمان بسیار
اور مخالف کتاب وسنت کے
پس امام ابوحنیفہ رض بجا
اجتہادات حضرت عیسیٰ
اجتہادات کو امام کے بھی
قاصر ہیں جو نہیں سمجھتے ہیں
ورع وتقوے کی یمن برکت سے
بوحنیفہ وہ درجہ علیا
فہم دوسرونکو اسکا ہے دشوار
یہہ سبب ان کی ہے جہالت کا
شمہ اک شافعی مگر پایا

دیا تھا بس ہ مسئلے کا جواب
فقہای محدثین سب تھے
پیشوایان دین ائمۂ دین
انپہ رحمت کرے خدا کے انام
بحر اسرار کشف وعرفانی
قطب آفاق تھا مجدد او
ہے جو پچپن بدفتر دوم
ہووے تابع ہمی شریعت کا
بالیقیں زحدیث اور قرآن
اسکے ماخذ کے نا سمجھ کر ٹھیک
کریں اس کے قیاس کا انکار
اجتہادات اسکے جانیں گے
ہے مشابہ بہ حضرت عیسیٰ
اہل ظاہر نہ مانیں جوں اصلا
اک جماعت نہ یونہی مانے گی
اسکا انکار کرہی دیتے ہیں
یمن سے اتباع سنت کے
ہے یقیں اجتہاد میں پایا
جانتے ہیں مخالف اخبار
عدم ادراک اور فراست کا
فقہ سے اسکے تب یہ فرمایا
احادیث ١٢

فقیہاں تمام با اجلال
بوحنیفہ کے قدم میں ہیں عیال
وای کیا قائم دین کی ہے جرأت
لیں ایسے نفوس کی نسبت
الغرض جو مناسبت ایسی
ہے بہ عیسیٰ بوحنیفہ کی
دیکھو ایسی مناسبت تو شدت
خواجہ پارسا لکھا یہ بات
کہ زبعد نزول عیسیٰ بھی
ہووے گا عامل بمذہب حنفی
یہہ مراد اسکی ہے تو ہو آگاہ
کہ بجا اجتہاد روح اللہ
ہو مطابق بہ اجتہاد امام
بوحنیفہ رح امام با اکرام
نہ کہ پیغمبر خدا عیسیٰ
ہو مقلد امام اعظم کا

تابع

تابع امت کے عالموں کا بھلا
بے تعصب و بے تکلف اب
نظر کشفی میں ہے فہیم سلیم
اور دیتے ہیں یہ بیان کر کے
اور بظاہر سواد اعظم بھی
اور بتقلید سنت اکرم
کہ یقیں وہ حدیث سلم کو
جانے لائق متابعت کے یقیں
باوجود ایسی تبع سنت کے
آہ ہوتے ہیں اس سے سوء ادب
بوحنیفہ ہیں فقہ کا بانی
فقہ ہے اسکے تین حصے یقیں
چار دانگ حصہ جو رہا باقی
فقہ میں ہے وہ صاحب خانہ
پھر مجدد یہاں کہا خوشنود ہے سبب
شان نبی سے مجھے محبت ہے
صدق سے جانتا ہوں اسکو بزرگ
بعضے اعمال نا قلد ہیں سعید
کیا کروں مجتہد جو ہیں دوسرے
سب وہ پیش امام غیر قصور
حال سبکا خدا ہی جانے خوب

ہووے کیوں جو نبی کا ہے حق کا
بولتا ہوں کہ نور ایں مذہب
نظر آتا ہے مثل بحر عظیم
مثل حوضوں کے اور جداول
بوحنیفہ کے ہیں توابع ہی
بوحنیفہ ہے سنت پیش قدم
اور صحابی کے قول اکمل کیا
نہیں ہیں دوسرے ائمہ دیں
صاحب رائے کہتے بعض لے
دیکے توفیق نیک ان کو رب
فقہ میں کون اسکا ہے ثانی
سب مسلم رکھے ائمہ دیں
انہیں سب مجتہد ہووے ساقی
سب ہیں اسکے عیال ای دانا
باوجود لزوم ایں مذہب
ذات سے اسکے بس عقیدت ہے
شرع و ملت کا ایک چراغ سترگ
اسکے مذہب کی کرتا ہوں تقلید
باوجود انکے علم و تقوی کے
مثل طفلوں کے ہوتے ہیں منظور
ہوا آخر خلاصۂ مکتوب

سَن

قطب دوران امام شعرانی
از دوان فضیلت صفت ثانی
صاحب اجتہاد و سر عیاں
اہل کشف و لو اجد عرفاں
حامی شرع و سنت سرور
حامی سنت و الالعلم
مدعی انتہ سنت نبی مذہب
تھا یہ علامہ صوفی المشرب
ذوالکرامات غوث اعظم کے
وہ مناقب امام اعظم کے
اجتہادات اس منظم ہے
اپنے میزان میں جو لکھا الصواب
اور دیا جو مخالفین کو جواب
ہے مطول اگرچہ وہ مضمون
ہے بیان مختصر میں لکھتا ہوں

کہ

جو پوچھا مالک سے شافعی نے
کیا تو نے دیکھا ابو حنیفہ رح کو
بولا مالک کہ ہاں میں دیکھا ہوں
علم اور فضل اسکا کیا بولوں
گر وہ کرتا مناظرہ مجھ سے
باب میں اس ستون چوبیں کا
کہ وہ روپے کا یا ہے سونے کا
نصف یا زر کا نصف روپے کا
قوت علم سے وہ اپنے بجا
اسپہ قائم دلیل کر دیتا
اور کہا شافعی کہ لوگ تمام
فقہ میں ہیں یقیں عیال امام
تھا یہ بغداد شافعی سا امیر
بو حنیفہ کا جب ہوا زائر
صبح کی اسنے وہاں نماز پڑھی
قبر تھی وہاں امام اعظم کی

کہ کہا اسطرح وہ حق آگاہ
بو حنیفہ رح کا علم اور عرفان
مثل دریائے بے کنار کے تھا
اور اس کے عقاید و اقوال
ہیں مستند کتاب و سنت سے
اسکے جانب سے جو لکھو نہیں جواب
بلکہ ڈہونڈھا ہوں میں بہت تفصیل
میں لکھا ہوں جو اک کتاب تمام
اور اسمیں دلائل مذہب
مذہب بو حنیفہ باشان
اور اٹھیگا اخیر میں سب کے
واسطے اپنے دیں کے رب انام
اور توابع اسی کے در ہر عصر
اور اگر انکو ضرب قید کریں
وہ نہ مذہب کو اسکی چھوڑینگے
رہے راضی نت اس امام سے رب
اور مودب ہی جو اسکے سات
یوں کہا سیدی علی خواص
مالک و شافعی کی نیک اوصاف
تو دے قولوں کو بو حنیفہ کے
لکہ ائمہ انہوں کی صبح و مسا

سب ائمہ یہ بات پہ ہیں گواہ
خاص علم حدیث اور قرآن
کوئی ایسا نہیں امام ہوا
اور افعال اسکے با اجلال
ہے یقیں وہ خیار امت سے
حسن ظن سے نہیں فقط دریاب
سب ائمہ کے مذہبونکی دلیل
جس کتیں منہج مبیں ہے نام
چار ائمہ کے میں لکھا ہوں سب
ہے یقیں اول المذاہب جان
بعض اہل کشوف یوں ہی کہے
برگزیدہ اسے کیا ہے امام
ہوتے جاوینگے حشر تک بحصیر
تا کہ اسکے طریق سے نکلیں
رشتۂ اخلاص کا نہ توڑینگے
اور سدا اسکے تابعوں سے سب
اور ائمہ کیسات سب خوشدہات
صاحب کشف و ذوق با اخلاص
جو مقلد ہیں یہ کہیں گر انصاف
نہیں ہرگز ضعیف جانینگے
تر زباں اسکی مدح میں تھے سدا

ویں

پس دب گئے امام اعظم کے
چھوڑ ڈالا قنوت کو اس نے

باوجودیکہ اس کا استحباب
ثابت ان کے یہاں ہی تھا آداب

لوگ پوچھیں تو شافعی بولا
کہ حضور امام ہے اس جا

کیوں کروں در حضور کا خلاف
پس دب سے قنوت چھوڑا صاف

کیونکہ اندر نماز صبح قنوت
نہیں نزد امام پایا ثبوت

حکایت

اور حکایت کیا ہی ای بھائی
اسی میزان میں شیخ شعراوی

کچھ مناقب امام اعظم کے
اور فضائل وہ فرد اکرم کے

میں رقم ایکروز کرتا تھا
تب مرے پاس ایک شخص آیا

دیکھتے ہی اسے ہوا مشتاق
تب نکالا ہے وہ کئی اوراق

دیا مجکو کیا میں اسمیں نظر
اسمیں تھا رد ابوحنیفہ پر

میں تب اس شخص کو کہا ایسا
ای فلاں آہ شخص تیرے سا

کیا سمجھتا ہے اسکا نغز کلام
تا کرے رد امام کا ارقام

وہ کہا رد یہہ میں لیا ہوں ہاں
از تصانیف فخر رازی جاں

میں کہا فخر فخر رازی کا
ہے امام زماں کے آگے کیا

طالب العلم سا ہے ہیچمدان
یا رعیت بہ پیش یک سلطان

یا ہے مانند ایک تاریکے
جوت میں آفتاب کے آگے

جوں رعیت کتیں نہیں جائز
طعن اک بادشاہ پر ہرگز

کیونکہ ہیں جو کہ لائق تقلید
انکو ہی منع اور حرام ای سعید

کہ کریں طعن بر ائمۂ دیں
اور نہوں تابعان مجتہدیں

ہاں اگر قول بوحنیفہ کا
ایسا
کوئی بالفرض پا
دلیل
نہیں ہے
تو قبیل
پس احتیاط
تو وہ نقل کو
ہے مفید عمل
تو سن
قول ہی اس امام اعظم کا
یعنی گر قول امام
کوئی ظاہر
نہ نص صریح
نہ ہو تم
تو یہہ ہے
واقع
نہیں پایا
یا کہ پایا ہے
یا کہ معنا و مطلب اسکا کیا
یا کہ نص صریح اک
نہیں اس مسئلہ کو
واقع

جب عیادت وہ گئے وہ بلوایا
دیں عیادت نہ اسکی جا کے کیا

پھر آداب تابعان امام
اس سے پھر ملکے نہ کیا کلام

بس یہی بھائی تو سب اماموں کو
انکے اتباع مقتدیوں سا

یا ادب کے رکھو زبانوں کو
کہ تھے مقبول بارگاہ الٰہ

شگوفہ

اور ائمہ کے درمیاں ہی بار
جو ہوا ہے مناظرہ کئی بار

تھا وہ اظہار حق کے ہی خاطر
نہ سبب تھا حسد کا ہی خاطر

کرنے کامل بھی ناقصوں کے تئیں
دینے ترغیب طالبوں کے تئیں

اور تعیین شریعت کبریٰ
سب ائمہ کے مذہب الا

پہنچتے ہیں جو ای گرامی ذات
کشف اثر تھی یہ جھلک بات

انکا بحث و مناظرہ تھا تب
متفق بعد کشف ہو گئے سب

خیابان پنجم

در مناقب عظیم و فضائل کریمہ آن امام الائمہ و بعض اوصاف جلیلہ صاحبین معظمین و تبئین اسمائے بعض اولیائے کرام و اصفیائے عظام کہ در شریعت و طریقت تابعان آن امام ہمام بودند رحمۃ اللہ علیہم اجمعین

درمختار میں یہ ہے مذکور
اور بھی اسکی شرح میں مشہور

کہ امام محمدؒ والا
تھا جو شاگرد بوحنیفہ کا

تھا بہت علم و فضل و حفظ میں طاق
اس سے پھیلا ہی علم در آفاق

اور تصانیف کا ہی اسکے شمار
ایک کم یا ہزار تک ہی یاد

اسکا شاگرد شافعی ہی جان
اور اسکا ربیب عالیشان

یعنی یاور ہے شافعی بھی
سب نکاح بنا
تھا جو محمد سے شیبانی تقلید
اپنے مال و کتب
سب سے تنہا کر دیا جو یہ
شافعی نفع اٹھا
ان کتابوں سے بلکہ
شافعی فقیہہ ہوئے
کہتے ہیں
آئے کے در بغداد
یعنی آئے انکے
سب نے شافعی امام ارشاد
تھا یقین گر مجتہد مطلق
سچ ہے یہی سب ہے حق
تو شافعی علم اسکا اور بہا
علم کو اسکے سب کمال ہوا
اور ہوا اغلب دینے کا
تر ہے بس گر ارادہ میں رکھا
تو تجھے علم دین کا اتنا
اگر محمد نہیں دیا ہوتا

پھر مین پوچھا کہ ای امام زمان
تب محمد کہا ہمارے سے
در مختار کا محشی یہان
یعنے اک درجہ اسکی سبقت کا
یا یہہ حاجت روائی سے ہی مراد
یعنے کرتا تہا عدل وہ بدوام
پھر مین پوچھا ہے کہ ای ذیشان
بولا اسکا مقام پاک یقین
یعنے وہ صاحبین سے برتر
کیون نہ درجہ اسے بلند ملے
کہ چہل سال صبح کی وہ نماز
کہ وہ سویا نہین تمامی شب
اور پچپن کیا ہی حج ای یار
ہی روایت اخیر دفعہ امام
کہ ترے بندگون کو روز شمار
حق کہا تو پڑہیگا صبح و مسا

ابو یوسف کا ہی مقام کہان
ہی بلند اسکی جا دو درجے
دیکھ اسطرح سے کیا ہی بیان
اور ہی دوسرا اسشخیت کا
مومنون کی جو وہ کیا ہے زیاد
جب تہا قاضی نافذ الاحکام
بو حنیفہ کا ہی مقام کہان
ہیگا برتر قصر علیین
یک مقام اسکا ہی بہشت اندر
نعمتین کیون نہ ارجمند ملے
از وضوی عشا پڑہا ہے نماز
یک بتدتلک بطاعت رب
دیکھا خالق کو خواب مین سو بار
پوچھا در خواب از خدائے امام
کس عمل کے سبب ملے چھٹکار
یہہ دعا بس ہی اسکو بخشونگا

سُبْحٰنَ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَۃً وَّلَا وَلَدًا۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ

سُبْحٰنَ الْاَبَدِیِّ الْاَبَدْ۔ سُبْحٰنَ الْوَاحِدِ الْاَحَدْ
سُبْحٰنَ الْفَرْدِ الصَّمَدْ۔ سُبْحٰنَ رَافِعِ السَّمَآءِ
بِغَیْرِ عَمَدْ۔ سُبْحٰنَ مَنْ بَسَطَ الْاَرْضَ عَلٰی جَمَدْ
سُبْحٰنَ مَنْ خَلَقَ الْخَلْقَ فَاَحْصَاھُمْ عَدَدْ۔
سُبْحٰنَ مَنْ قَسَّمَ الرِّزْقَ وَلَمْ یَنْسَ اَحَدْ۔

اور وہ حج آخری جو کیا
اذان کعبے کے خادمون سے لیا
کعبۃ اللہ مین تمام یک شب
وہ خوشی سے دیا اجازت تب
پس وہ کعبہ مین جب ہوا داخل
درمیان دو ستونکے ای عاقل
پاے سیدہے ہی پا دونون کھڑا
پاے چپ اپنا راست پر رکھا
نفل دو رکعتین شروع کیا
نصف قرآن پڑھ کے رکوع کیا
بعد سجدے پھر کھڑا ہو کر
پا اذن سیدھا رکھا ای ذوالفنن

نصف ثانی پڑھا وہ با حرمت ختم قرآن کیا بدو رکعت

اور کرکے ادا رکوع و سجود جبکہ پیر اسلام وہ مسعود

خوف سی حق کے اشکبار ہوا جوش قلبی سے زار زار ہوا

اور بدرگاہ خالق متعالی کیا آہستہ اسطرح سی سوال

کہ ترا عبد ناتواں یارب سر و ظاہر بجسم و جاں یارب

جوں سزاوار ہے تری طاعت نہ ادا کر سکے ہی باطاقت

پردہ پہچانتا ہے تیری صفت جو مدلل ہیں بر الوہیت

پس تو نقصان کو اسکی طاعت کے بخش حرمت سی اس پہچان کے

ہاتف غیب تب کیا آواز سمت کعبے سے ای نکو انداز

کہ ہمارے صفات تو جانا اور بخوبی یقین تو پہچانا

اور عبادت ہماری ای نعمان کیا اچھی ادا تو ستر و عیاں

ہم دعا کو تری قبول کئے تجکو لطف و کرم سے بخشدئے

پیروی بھی کریں تری جو لوگ اور رہینگے جو تیرے مذہب پر

تا قیامت ہم ان کو بخشینگے اور جزا بہتر ان کو دیوینگے

اور کرتا ہے نقل جرجانی سہل تستری سی لے گیانی

کہ کوئی گر باُمت موسیٰؑ اور یوں ہی بامت عیسیٰؑ

ہوتا مانند بو حنیفہ کے تو نصارا یہود نا ہوتے

اور مناقب میں اس معظم کے بو حنیفہ امام اعظم کے

ابن جوزی کا سبط با تکریم کیا تصنیف ہی دو جلد ضخیم

دوسرے علما بھی شرح بسط کیئے کئی مطول کتب لکھے خوش ہا

الغرض بعد حضرت قرآں ہوتا پیدا امام دیں نعمان

معجزات محمدی سی نقیب
ہے مرا معجزہ ای نجیب آپ ہیں
یہ سبب ایسا اس کا در آفاق
پہ سبب دیا ہے بہت خلاق
شہرہ ایسا ہوا وہ امام
ہاں کوئی نہیں ہوا برابر اعلام
پیشوا ہے بڑے بڑے سر خدا
اپنے اصحاب تابعین کبرا
اپنے اصحاب و شیر لیث غزا
از تبع تابعین سے سروری
بخشا ایسے دیا انہیں باری
اور فضیلت دیا انہیں مذہب سے
اور موافق اسکے مذہب سے
اور ہو جب اترے
حکم عیسیٰ کرے اجتہاد و ہمام
یعنی عیسیٰ اسکا اجتہاد و امام
ہووینگا حسب اجتہاد و امام
ورنہ حق رسول ای سامع
ہووے کیوں اک امام کے تابع

یونہی بولے ہیں اہل کشف و کمال — صاحب جذب و حال با اجلال
اور وہ بہر حفظ شرع متین — مسئلے فقہ کے کیا تدوین
ہے نکالا فروع کو ز اصول — اجر اس کا اسے ملیگا نہ بھول
فقہ میں ہے وہ صاحب خانہ — سب طفیلی ہیں اسکے ای دانا
فقہ میں اصل ہے وہی سب کا — اور ہیں سب فروع اسکے بجا
علما اور تا بروز شمار — فقہ کے جو کتب لکھیں اے یار
حکم ہے اس حدیث کے سنلے — بو حنیفہ کو اجر اس کا ملے

مَنْ سَنَّ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا
إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

یعنے جس نے اچھی چال ڈالی اسکا اجر اسکو ملیگا۔ اور دوسرا جو عمل کریگا اسکا بھی
اجر قیامت تک اسکو حاصل ہوگا

بو حنیفہ کا درجہ یہ تحقیق — ہیگا مانند حضرت صدیق
ہے یہ زنیہ بغیر شبہ بڑا — سارے علما میں حق اسے بخشا
اکثر اقطاب و اولیای کرام — مذہب اس کا کئے قبول تمام
جوں براہیم ابن ادہم تھا — تارک سلطنت برائے خدا
شیخ والا شقیق تھا بلخی — اور معروف عارف کرخی
محو وجداں عارف نامی — شیخ دیں بایزید بسطامی
اور داؤد جو کہ تھا طائی — تھی جسے سالکوں میں سرسائی
شیخ رہبر فضیل ابن عیاض — جس سے تازہ تھا معرفت کا ریاض
ابو حامد کہیں جسے لفاق — اور ابوبکر تھا بن الوراق
اور شیخ وکیع بہر فلاح — جس کے والد کا نام ہے جراح

اور امام شہیر عبد اللہ — یعنے ابن مبارک اے آگاہ
اور سوا ان کے ہیں بہت اخیار — کہ ہے جنکا شمار بس دشوار
اور ابوالقاسم قشیری جان — صوفیہ میں جو تھا جلیل الشان
بولتا ہے وہ قدوۂ آفاق — پیر استاد بو علی دقاق
کیا ارشاد ہے یہ میرے شیخ — کہ طریقت کا علم سیکھا میں
از ابوالقاسم نصیر آباد — ہے بلا شبہ وہ مرا استاد
اور وہ سیکھا ز خدمت شبلی — اور شبلی ز سری سقطی
اور سری ز شیخ دیں معروف — جسپہ تھے رمز باطنی مکشوف

اور داؤد طائی اے ہوشیار | یہہ طریقت کے رموز اور اسرار
سیکھا الحق امام اعظم سے | قدوۂ اولیائے اکرم سے
ایسے اقطاب و اولیائے کرام | ہینگے شاگرد اور مرید امام
تھے ائمہ و شب طریقت کے | اور اساطین تھے شریعت کے
بعد ان کے جو آئے ہیں اے یار | ہیں طریقت میں ان کے تابعدار
یہ بزرگان تمام سر دعیاں | معتقد تھے امام کے ایجاں
تھے فضیلت کے اسکے قائل سب | مدح گو اسکے تھے بروز و شب
مالک و شافعی و احمد جان | مدح میں اسکے تھے جو رطب لسان
تھے مقر اسکی جو فضیلت کے | انکے اقوال آئینگے آگے
ایسے اعلام و اولیائے کبار | جبکہ تابع ہوں اسکے سر و جہار
ہے عجب تر عجب از اجاہل | کہ نہیں اسکے فضل کا قائل
تا کرے اپنے جہل کا اقرار | کرے قول امام کا انکار
کیوں نہ ہووے وہ بدعتی مردود | اہل حق کا کیا خلاف نمود
در مختار کی عبارت کا ،، | ترجمہ اب یہاں تمام ہوا

شگوفہ

استادان امام کے اے یار | گرچہ ہیں تابعین سے بسیار
لیکہ حماد کے طرف نسبت | اوستادی کی پائی ہے شہرت
ہے بلاشبہ شیخ دیں حماد | بو حنیفہ میں فقہ کا استاد
وہ تھا شاگرد شیخ نخعی کا | کہ براہیم نام جس کا تھا
اور نخعی کے تھے یہ استادان | علقمہ اسود و شریح عیاں

کے دلائل اربعہ سے نہ ٹھہرنا فافہم ۱۲

گلدستہ در توصیف و تمدح آن امام از دیگر ائمہ کرام

ابن عاصم سے سنا یہ ہے منقول — کہ اگر تولیں سب جہان کے عقول
بوحنیفہ کی عقل ہوگی زیاد — یعنے اسکے ہی عصر میں رکھہ یاد
حسن ابن زیاد یوں بولا — بوحنیفہ امام اہل ھدا
نقل کرتا تھا چار ہزار اخبار — شیخ حماد سے ہی تھے دو ہزار
اور تھے دوسرے جو استاداں — ان سے سب دو ہزار تھے پہچاں
اور بہت مسئلوں کا استخراج — کرتا تھا وہ علوم دین کا سراج
بیشتر شغل تھا اسی کا مدام — کیونکہ ہیگا ضرور تر یہ کام
اور روایت حدیث کی اکثر — کرتا تھا کم وہ خلق کا رہبر

احادیثیں ۱۲

قرآن و حدیث سے ۱۲

؎ح یعنے امام کو محض حدیث کے کتابوں کی تدوین و تالیف کا شغل کم تھا کیونکہ امام اعلی درجہ کے محدث ہوکے پرلے درجہ کے مجتہد مطلق بھی تھے مجتہد کا کام قرآن و حدیث کے مطالب و معانی اور اس کے تقیید و اطلاق عموم و خصوص انواع و دلالات پر لیجا کے اس سے مسائل استخراج کرنے کا ہے نہ کہ فقط لفظ حدیث کی روایت و اسماء الرجال کی تحقیق وغیرہ کا اشتغال وگرنہ حدیث کا سامان امام اعظم کے پاس کچھ کم نہ تھا مشہور ہے کہ امام گیارہ لاکھ حدیث کے حافظ تھے اور انکے پاس حدیث کے کئی صندوق بھرے ہوئے تھے اور ان کو احادیث پہنچانے سو کل استاداں چار ہزار تک ہیں اور امام زمرۂ تابعین سے ہیں سن اسی ۸۰ میں پیدا ہوئے تیس سال کی عمر انکی صحابہ کے زمانے میں گذری کوفی میں چھ سو صحابہ تک کے رہے ہیں پس امام کو کتنے احادیث پہنچے ہونگے اور تعدد حدیث

۳۶ ونا داری کی تحقیق کس درجہ کی ہوگی غور کیا چاہیے ۱۲ منہ

کیونکہ اوروں سے ہوتی تھی یہ بات
یوں ہی لایا ہے دیکھو در مرقات
اور بولا امام کرمانی
حق کرے قبر اسکی نورانی
مسئلے پانچ لاکھ ہیں مستخرج
بوحنیفہ کیا ہے استخراج
اور بولا خطیب خوارزمی
جو تھا گنج اسرار علمی
کہ نکالا ہے مسئلے نعمان
تراسی ہزار ای باشان
تیس پر آٹھ ہزار بھی آبیار
بیچ عبادات میں زروئے شمار
اور باقی معاملات اندر
ہاں نکالا وہ خلق کا رہبر

اگر

گر نہوتی یہ بات اے ہوشیار ۔ ہوتے گمراہ لوگ در امصار

عاصم قاری شیخ پاک نہاد ۔ ہیں بقرأت امام کا استاد

بوحنیفہ کا جبکہ فضل و کمال ۔ کیا مشہور خالق متعال

استفادہ کے واسطے عاصم ۔ پاس آتا تھا اس کے ہو عازم

اور رکھتا تھا اسکو یوں اے امام ۔ کہ تو لڑکا ہی ہے اپنے مدام

آتا تھا گھر ہمارے بے وسواس ۔ ہم بڑھاپے میں آتے ہیں تجھ پاس

پوچھے عاصم سے اسطرح جب صاف ۔ بوحنیفہ کا کیوں کرے تو خلاف

کہا سمجھا تھا اسکو میں کرتار ۔ فہم اور علم دین کا بسیار

فہم سے اپنے ہم نہ پائے جو ۔ فہم کامل سے اپنے پایا او

جبتک اقوال باصفا اس کے ۔ خوب مفہوم ہم کو نا ہووے

ہم کو تب تک یقیں نہیں ہے روا ۔ قول پر اس کے دیویں تا فتوا

اور بولا ہے حجۃ الاسلام ۔ بوحنیفہ جو تھا امام ہمام

تھا بلاشبہ عارف باللہ ۔ زاہد و عابد گرامی جاہ

کہ خلوص اپنے علم سے للہ ۔ تھا ارادہ کیا وہ حق آگاہ

حکایت

شیخ علامہ کفوی نامی ۔ لایا ہے از خطیب خوارزمی

اپنی لڑکائی سے امام ہمام ۔ اب حاضر جواب تھا بہ انام

ہر جواب اسکا رہتا بس معقول ۔ اور رہتا موافق منقول

نقل ہے شہر روم کا قیصر ۔ تحفۂ مال و زر بہت دیکر

اپنے قاصد کو بھیجا تھا یکبار ۔ نزد منصور بادشاہ ای یار

تاکہ علمائے عصر سے کر و حال ۔ جمع کر پوچھے ان سے تین سوال

سب سے معقول دیویں تین جواب ۔ [illegible]

[illegible] ان پہ یہ ہے ثواب ۔ [illegible] معقول

[illegible] جواب [illegible] ۔ [illegible]

[illegible] علمائے [illegible] ۔ اور بہت [illegible]

جمع منصور نے کر دیا ہے ۔ [illegible] سب عالم

[illegible] تب [illegible] ۔ بوحنیفہ [illegible] بھی

[illegible] جو قاصد روم [illegible] ۔ [illegible] سوال [illegible]

جب [illegible] کی طاقت ۔ [illegible] نہ پایا جواب [illegible] رخصت

جا بیٹھا نعمان باپ [illegible]

کہیں دیوں جواب سکا اب | منع نعمان کیتیں کیا وہ تب
بار دیگر گیا ہے جب وہ سوال | بو حنیفہ ہو مضطرب فی الحال
چاہا ہے بادشاہ سے اذن جواب | وہ اجازت اسے دیا بشتاب
پوچھا قاصد کو وہ امام زماں | کیا تو سائل ہے وہ کہا تب ہاں
بولا اسکو اتر تو از منبر | دیونگا میں جواب چڑھ اسپر
کیونکہ شاگرد ہے بیقین سائل | اور مجیب اوستاد ہے کامل
اترا منبر سے جلد وہ قاصد | بعد اسپر چڑھا ہے وہ ماجد
بولا کیا پوچھتا ہے پوچھ تو اب | بے تامل وہیں وہ پوچھا تب
کونسی شئی خدا سے ہتی اول | اسکو پوچھا ہے یوں امام اجل
جانتا ہے تو کیا حساب گنتی | وہ کہا ہاں کہ جانتا ہوں میں
تب کہا اسکو ایک سے پہلے | کونسا ہے عدد تو کہہ مجھسے
وہ کہا سب سے ہے وہی اول | اسکو بولا یہ فرد وہ اکمل
جبکہ وہ واحد مجازی ہے | اسکے آگے ہوی نہ کوئی شئی
پس جو کوئی واحد حقیقی ہو | اس سے کس طرح پہلے کوئی ہو
پھر کہ قاصد کیا سوال دگر | کہ خدا کا تو بول منہ ہے کدھر
تب کہا اس کے نئیں امام زمن | کہ کریں جبکہ شمع اک روشن
اس کے شعلے کا بول منہ ہے کدھر | وہ کہا سب طرف ہے اے بہتر
کہا نور مجازی ہے وہ یقین | کوئی جہت جب مقرر اسکو نہیں
پھر جو نور حقیقی ہو اسکو | کس طرح اک جہت مقرر ہو

اللہ نور السموات والارض

پھر وہ پوچھا کہ حق تعالی اب | کیا ہے کرتا کہا ہے نعمان تب

کہ اُسے رب مشتبہی کو خدا
سر منبر سے ہی اتار دیا
مور سا بندۂ موحد کو
امتی در سول ماجد کو
دیکھ منبر پہ ہے چڑھایا اب
یہی اب کرتا ہے بیدار رب
سنکے قاصد وہیں جھکایا سر
ہوا حیران و لاجواب مگر
ان سوالات مشکلہ کا جواب
جو دیا وہ امام قدس مآب
تب نہی حالانکہ اسپہ لڑکائی
لے گیا سبقت اور سرسائی
علما دیکھکر ہوئے حیران
بولے یہ ہووے گا امام زمان

حکایت

نقل

نقل ہی خارجی کئی بدکار
بولے پھر اسطرح امام کبار
گر نہ انکا تو ہمکو دیوے جواب
کہا تمکو جواب دیوں گا
بولے گردن کے جرم سی تیرے
بولا کیا پوچھتے ہو تم پوچھو
یک جنازہ ہی اک شرابی کا
اور یک زن تھی حاملہ ز حرام
یعنے توبہ نہیں نصیب ہوا
اور خوارج کے پاس ای ماہر
تھا یہ انکا ارادہ باطن
اہل سنت کا جوں کہ ہی مذہب
انکو پوچھا ابو حنیفہ زود
تب وی کہنے لگے یہود نہیں
لگے کہنے نہیں نصارا وے
لگے کہنے مجوس بھی وے نہیں
بولے وہ بت پرست نیں تھے کبھی
کہے ناچار وہ مسلماں تھے
تم ہی اپنا دئے ہیں آپ جواب
پس وہ کس طرح ہو وینگے کافر
بعد پوچھے کہ وہ دونو مرتے

آئے ہاتھوں میں اپنے لے تروار
بات دو ہم تیرے سی پوچھتے ہیں
قتل ہی تجکو ہم کرینگے شتاب
کھینچو تیغوں کو اب نیام بھلا
گر نہ بادیں نیام اجر سلے
کہے ہم لائے ہیں جنازے دو
عین نشہ میں اپنے ہی وہ موا
جنتے ہی مرگئی ہے وہ ناکام
یہہ دونوں کو حرام سے اصلا
ہووے مومن گناہ سے کافر
گر وہ دونوں کہتیں کہے مومن
قتل کر دیویں اس امام کو تب
کیا ہیں یہ مردگاں ز قوم یہود
پوچھا پھر کیا نصارے ہیں یہ یقیں
پوچھا پھر کیا مجوس ہیں کہئے
پوچھا کیا بت پرست ہیں وہ یقیں
پوچھا پھر کون ہیں کہو تم ہی
لگا کہنے امام تب ان سے
کہ مسلمان کہے انہیں بصواب
ہوئے حیران یہہ سنکے وہ آخر
جنتی یا ہیں دوزخی کہدے

تب کہا وہ امام عالی صفات
میں کہوں حقمیں انکے اب یہ بات
جو کہا حضرت خلیل اللہ
ان ہی بدتر سے حقمیں ... آگاہ
فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ
اور کہا ہے جو حضرت عیسیٰ
انکے بدتر سے حقمیں وہی
ہیں یہی کہتا ہوں انکے حقمیں بھی
پس یہ آیت پڑھا امام نبی
اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ
بوحنیفہ سے یہ سنے وہ جب
سب اپنا کئے وہیں مذہب

حکایت

حکایت

کیا مسجد میں اس سے کوئی سوال
کہ کہے گر نبید کو تو حلال

ایسی مسجد میں اسکو پیؤں میں
تب کہا یوں امام اس کے تئیں

تجھ پہ تیری حلال ہے عورت
اس سے مسجد میں گر کرے صحبت

تب تو مسجد میں پی نبیذ یقیں
سن یہ شرمندہ ہوگیا وہ وہیں

اور کشاف میں لکھا سن لے
کہ قتادہ جب آیا کوفہ کو

اسکو گھیرے تھے تب بہت مردم
کہا پوچھو جو چاہتے ہو تم

پوچھا کوئی حضرت سلیماں کی
چیونٹی نر تھی یا کہ مادہ تھی

کچھ تامل کیا قتادہ یہاں
وہاں حاضر تھا ناگہاں نعماں

اور تھا کم عمر یوں کہا ہے تبھی
کہ سلیماں کی چیونٹی مادہ تھی

پوچھے اسکو تو یہہ کہاں سے لیا
کہا قرآں میں حق یہہ فرمایا

یعنے بولا ہے اسکنیُن قالت
اور نہ قالَ کہا ہے در آیت

حکایت

حق میں عثماں کے کوئی مردود
کہنے میں بولتا تھا لفظ یہود

کہا اک روز اسکنّیں نعماں
کہ میں پوچھتا ہوں اسطرح ایمیاں

اک یہودی کیا نہ بیشک تو
بیاہ کردیوے اپنی بیٹی تو

وہ کہا اے امام پاک سیر
کیوں یہودی کو دیویگیں دختر

اسکو تب یوں امام نے فرمایا
واہ سبحان اللہ سوچ ذرا

جب یہودی کو تو نہ دے دختر
فکر کر تو خدا کا پیغمبر

اپنے دو دختر انکو اختر
دو نبوت کے درج کے گوہر

کیوں یہودی کیتیں دیا ہوگا
کیوں تو رکھتا ہے ایسی بات روا

جب سنا وہ امام سے یہ بات
کیا تو یہ رہا ادب کے سات

حکایت

ابن خلکان نے یوں کیا ہے رقم
اپنی تاریخ بیچ اے اکرم

شیخ تھا اک ربیع نام اسکا
شاہ منصور کا مصاحب تھا

اور دشمن امام کا تھا بڑا
ایکدن بادشاہ سے بولا

ابن عباس جو ہے تیرا جد
بو حنیفہ عدو ہے اسکا اشد

اور یہی ہے مجھ تو اس کا سبب
ابن عباس کا ہے یہ مذہب

کوئی

کوی قسم کھا کے بعد یکدو روز
انشاءاللہ بولا ای فیروز

اسکا استثنا ہیگا یہ جائز
لازم آپر نہیں قسم ہرگز

کہتا ہے بو حنیفہ ای دانا
گر ہے نزدیک اس کا استثنا

ہے روا اور ہنو نہیں ہے روا
پس مخالف ہی یہ ترک عہد کا

تب کہا بو حنیفہ ای منصور
بولتا ہے ربیع ہے یوں مشہور

ہاتھ پہ تیرے تیری فوج یقین
کی جو بیعت کبھی درست نہیں

گر کریں عہد بیان قسم کھا کر
اور کہیں انشاءاللہ گھر جا کر

پس قسم ان کی ٹوٹ جاتی ہے
حفظ بیعت نہ لازم آتی ہے

بادشاہ بات یہ سنا ہے جب
مار قہقہہ بہت ہنسا ہے تب

اور کہا ای ربیع ہو ہشیار
معتبر تو نہ اسکا ہو زنہار

حکایت

پوچھا اک عالم ای امام اجل
مسئلہ کوی تو بول کر اول

بعد اسکے کہی ہے بحث یا
تب اسے یوں امام فرمایا

اک زن حاملہ موی اک بار
تب کئے لوگ مجھ سے استفسار

بچہ پھرتا ہے پیٹ میں اسکے
کیا تو کہتا ہے میں کہا ان سے

کر شکم اس کا چاک ای مردم
لاؤ بچے کو باہر اسکے تم

پھر ندامت مجھے ہوی بسیار
کہ وہ میت کو میں دیا آزار

حال بچے کا جانے وہ مولا
کہ وہ زندہ رہا ہے یا ہے موا

کہا سائل وہ ای امام زماں
فکر زنہار تو نہ کر کوی آں

ہوں بلاشبہ میں وہی بچا
کہ ترے یمن سے مجھے مولا

الہام
سر سے علم مجھ پر آیا
لایا ہاں علم مجھ پر وای فاتحہ
اور دیا علم مجھکو

غنچہ

اور کہا بو حنیفہ مجھکو خدا
بس ہے دعا کے علم میں
یمین سے
اللھم اعنا لنستعینک
علی طاعتک

نقل ہے سید بخاری سے
سر بعد اسکو پہنچے
جو فرض نفل
سید وزرا سے علم کے مولا
فضل سے اپنے کہوں ولیکا

خیابان ششم
در بیان فراست آن
آن آفتاب اوج کرامت

حکایت

بوحنیفہ نے کہا کہ قول مرا
بیشتر گر قیاس پر ہوتا
کہتا عورت سے پاک حیض سے جب
وہ کرے ساتھ قضا نماز کو تب
اور روزے کو وہ کرے نہ قضا
میں نہیں بولتا ہوں یوں صلا
بلکہ کہتا ہوں اسطرح بدوام
کہ کرے حایضہ قضای صیام
یہہ مرا بولنا بسر و عیان
اتباع حدیث سے ہے نہان
اور ہے دوسری یہ عرض جناب
کہ نجس ترمنی ہے یا پیشاب
بولا اسکو امام دین باقر
کہ نجس تر ہے پیشاب ہے ظاہر
بوحنیفہ نے کہا کہ قول مرا
گر مخالف نصوص کے ہوتا
چاہتا

حکایت

روضۂ فائق اندر ای بھائی — بولتا ہے کہ ایک زن آئی
سیب کٹ لا رکھی امام کے پاس — قدوۂ زمرۂ انام کے پاس
ایک جانب میں سرخ تھا وہ سیب — دوسرے جانب میں زرد تھا بے ریب
شق کیا اسکو بوحنیفہ تب — کہی عورت وہ عاقلہ خوش ڈھب
حاضران دیکھ یہ ہوئے حیران — اور پوچھے امام سے اس آن
بولا یہ دیکھتی ہے زن تا وہ — ہیں کبھو سرخ اور زرد کبھو
ہوئی سایل مرے سے وہ آکر — کون حیض کون ہے طہر
سیب کو چیر میں یہ بتلایا — جب تلک رنگ لہو نہ ہو اجلا
تب تلک پاک تو نہ ہوئیگی — پس وہ میرے جواب کو سمجھی

حکایت

جامع مضمرات میں مذکور — ہے یقیں یہ روایت پر نور
کہ امام محمد باقر — ابن علی بن حسین بن حیدر
حامل علم احمد مختار — رضی اللہ عنہ سرّ و جہار
بوحنیفہ سے ایکدن پوچھا — کہ میں سنتا ہوں اسطرح سے بجا
کہ مسایل قیاس سے اکثر — وضع کرتا ہے تو بشام و سحر
اور احادیث شاہ عالم کے — بالیقیں میرے جد اکرم کے
ترک کرتا ہے تو قیاس کیساتھ — بول سچ یا کہ جھوٹ ہے یہ بات
بوحنیفہ کہا ای ابن رسول — ای گل گلشن علی و بتول
تیرے خدمتمیں سے غرض ہے یہ — پوچھا کیا ہے کہا وہ عرض ہیں
روزہ افضل ہے یا نماز کہیا — بولا افضل نماز ہی ہے کہا

چاہتا ہی قیاس اسکی تیئں — غسل واجب لپشاب سے ہو یقیں
پر یہی ہے صریح میرا قول — غسل واجب منی پہ ہے نہ بول
یہ مرا قول جو بشہرت ہے — بھی ز روی حدیث و آیت ہے
تیسری عرض ای امام زمن — مرد ہیگا ضعیف تر یا زن
اسکو فرمایا حضرت باقر — کہ ہی عورت ضعیف و عاجز تر
بوحنیفہ کہا ای رمز شناس — قول ہوتا اگر مرا بقیاس
کہتا دختر کو دیویں دو حصے — بیشک اسکی پدر کے ترکے سے
پر میں کہتا ہوں حصے دو پسر — پہنچے اور حصہ پیوے اک دختر
چونکہ فرمایا خالق یزداں — حکم ایسا یہ آیت قرآن

لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنْثَيَيْنِ

پس مرا مذہب ای ستر عترت — ہے ز روی کتاب و سنت
اور با قوال کمل اصحاب — اور با جماع اہل حق دریاب
جب نپاتا ہوں انمیں کچھ رہنا — کرتا ہوں اجتہاد تب ناچار
پس امام محمد باقر — باقر العلم ابن پیغمبر
بوحنیفہ سی جب سنا یہ بیاں — ہوا مسرور اور بہت شاداں
لطف و اشفاق اسپہ کر بیحد — کیا اسکے مخالفین کو رد

ح یہاں معلوم ہوا کہ امام اعظم جو مسئلہ بیان فرماتے ہیں سو یا تو قرآن سے ہے یا حدیث سے یا اقوال و افعال صحابہ سے۔ دین کے لئے کہا مسائل و ارعۃ ان تین چیزوں سے ثابت ہوتے ہیں۔ نا دکسی چوتہیں جب ان تین چیزوں سے مراد دلیل نہ ملے وہاں امام ان ہی تین چیزوں پر اجتہاد و قیاس کو عمل میں لاتے ہیں چنانچہ حنفیہ کے کتب حدیث میں سے اسناد موجود ہیں پھر جو بعض لوگ مذہب حنفی پر کثرت قیاس

یہ بحث و قیاس کی اثبات کرنیمیں اسکا یہ سبب ہی کہ مذہب حنفی سے اسناد بجز قرآن و حدیث و آثار ہی نہیں ہوتے

باب سے وسیس ۱۲ منہ

حکایت

کسی روز دوکان پر جمع ہو کر لڑکے کوئی بازی کرتے تھے ناگہاں گلی ان کی ایک مجلس بوحنیفہ بیچ گری نہیں گستاخ کوئی ہوا کو کہ اٹھا وے گلی وہ آ بیٹھک ایک لڑکا سو بے ادب اسلام آکے بیچ گلی اٹھا لیا بوحنیفہ نے کہا کہ یہ لڑکا ہوا ہوگا حرام بیٹا

حاضرین

بو حنیفہ جو نصرانی تب
ہنس کے یوں بولی تھا جب
وہ جو خچر کا نام رکھا عمر
دی ماری ہو اس شقی کو ٹکر
جبکہ دریافت وہ کئے ہیں جا
بو حنیفہ کا قول تھا سچا

خیابان ہفتم

در مجاہدات و عبادات و ریاضات آں عالیمقامات رضی اللہ عنہ

بولتا ہے امام غزالی قدس اللہ سرہ العالی
بو حنیفہ امام اہل وقار
نصف شب جاگتا تھا شب بیدار
حقی ہی طاعت و عبادت میں
ذکر میں فکر میں ...

حاضریں جب کئے ہیں استفسار — پلٹے ویسا ہی اسکو بے تکرار
تب کئے عرض وہ امام سے آ — کیوں وہ لڑکے کا حال تو سمجھا
بولا ہوتا اگر وہ نسل حلال — رکھتا البتہ وہ حیا کا کمال

حکایت

ابن عاصم کہا کہ میں یکروز — گیا نزد امام ای فیروز
پاس بیٹھا تھا اسکے اک حجام — اسکو فرمایا یوں امام ہمام
کہ تو کر انتخاب اُجلے بال — عرض حجام یوں کیا درحال
بال اُجلے گر انتخاب کروں — بال ہوتے ہیں بس وہی افزوں
تب کہا وہ امام عالی جاہ — کہ تو کر انتخاب موئے سیاہ
انتخاب سیاہ سے شاید — بال کالے ہی ہوویںگے زاید
ہیں حکایت شریح سے یہ کیا — اس حکایت کو سن بہت وہ ہنسا
بولا گر بو حنیفہ قدوۂ ناس — چھوڑتا باصواب اپنا قیاس
چھوڑتا تھا بگفتۂ حجام — اسپہ رحمت کرے خدا کے امام

حکایت

اور تہذیب میں لکھا ہے قیل — ابن حماد یعنے اسماعیل
جو تھا پوتا ابو حنیفہ کا — نقل اس طرح سے وہ ہے لایا
کہ ہمسایۂ امام ہمام — ایک تھا رافضئ بد انجام
آسیابان تھا وہ زشت سیر — اور تھے اسکے پاس دو خچر
نام دونو کا رکھا تھا وہ خر — اک کا بو بکر دوسرے کا عمر
ایک خچر اسیکا آ یک لات — مارا اس رافضی کو ایسی لات
کہ ایسی لات میں تمام کیا — حشر تک جگ میں اپنا نام کیا

اکیدن ایک راہ سے گذرا
شخص اک دوسرے سے یوں بولا

کہ جو آتا ہے یہہ امام ہمام
زاہد و عابد و رفیع مقام

جاگتا ہے سدا تمامی شب
بخشوع دلی بطاعت رب

طاعت حق میں تب سے ہی وہ امام
لگا جگنے تمامی شب ای ہمام

اور یوں بولتا تھا وہ اکرم
شرم ہے حق سے مجکو یہہ ہر دم

کہ نہ اوصاف جو ہو میرے ہیں
لوگ توصیف اس سے میری کریں

گل

یافعی یوں لکھا ہے در طبقات
ابو یوسف یقیں کہا یہہ بات

بو حنیفہ کے ساتھ میں ہی تھا
اکیدن ایک راہ سے گذرا

دیکھ کر اس امام کو اسدم
شخص اک شخص کو کہا یہ ہیم

کہ ہے جگتا تمام شب یہ امام
نہیں سوتا کبھی یہ نیک انجام

بو حنیفہ کہا قسم بخدا
آہ کرتے ہیں لوگ میری ثنا

ایسے وصفوں سے جو کہ مجھ میں نہیں
کیوں نہ کوشش کروں میں اسمیں یقیں

لگا تب سے تمام شب جگنے
در عبادات ایزدی اسنے

گل

شیخ عطار بحر صدق و صفا
اسطرح اپنے تذکرہ میں لکھا

کہ ہر اک شب میں تین سو رکعت
پڑھتا تھا بو حنیفہ باصفوت

جاتا تھا اکیدن وہ نیک صفات
ایک رہ میں کھڑے تھے دو عورات

ایک دوسری سے یوں کہی ہے وہ زن
کہ ہر اک رات یہ امام زمن

پانسو رکعتیں پڑھتا ہے ہر شب یہہ امام
پانسو تھی سنتے ہی یہہ کلام
لگا پانصد وہ پاک سیر
بعد ازاں اکیدن وہ بہ جہت
گذرا لڑکوں کی اک جماعت پر
ایک لڑکا کہا ہے اپنے وہاں
کہ جو آتا ہے یہہ امام زمان
رکعتیں ہزار پڑھتا ہر شب
پڑھتا ہے اور جگتا ساری شب
بو حنیفہ کہا سنا یہ جب
کہ میں نیت کیا ہوں صدق سے اب
ایک رکعت ہزار ایک شب میں
ایک ساعت نہ رات میں سووں
لگا کرنے وہی وہ خوش فرجام
پس جبکہ اسکا سبب
لوگ پوچھے ہیں کہیں اک تل
بولا ڈرتا ہوں میں نہیں
حکم آیت میں یہہ ہوں داخل

صبح کی پھر نماز کرکے ادا | جلد مسجد میں بیٹھتا تھا آ
ہوتا تعلیم میں ہی پس شاغل | اس وتیرے پہ تھا سدا عامل
میں کیا عہد اپنے تا بہ ممات | رہوں صحبت میں اسکی ہی بثبات

گل

اور ابن ابی معاذ کہا | مسعر ابن کدام اہل وصف
مسجد بوحنیفہ میں ہی نہیم | ہوا مسجد میں جا بحق تسلیم
مسعر ابن کدام نیک صفات | بولا مسجد میں آیا میں یکرات
پایا میں ایک مرد کو بہ نماز | اور لگا سننے اسکا یہہ آواز
سبع قرآں تلک پڑھا بخضوع | میں نے سمجھا کہ اب کریگا رکوع
پھر کے قرات کیا ہے وہ آغاز | ثلث قرآں تلک پڑھا بہ نیاز
پھر میں سمجھا کہ آیگا برکوع | پھر کے قرات کیا وہ جلد شروع
نصف قرآن تک پڑھا یقین | بعد اسکے پڑھا ہے تا ثلثین
تب بھی کرکے نہ وہ رکوع کا عزم | ایک رکعت میں ہی کیا ہے ختم
میں کیا جبکہ اسکو استفسار | بوحنیفہ تھا وہ نکو کردار

گل

ابن مصعب سے آئی ہے یہ خبر | کہ یہ چار و بزرگ نیک سیر
ایک رکعت میں ختم قرآنی | کرتے تھے اندر ای گیانی
پہلا عثمان ابن عفان ہی | اور دوسرا تمیم ذیشان ہی
تیسرا ہے سعید ابن جبیر | اور چوتھا ہے بوحنیفہ بخیر

گل

اور کہتا ہے یحیی ابن نصر
صبیح و باوہ رہے بہ
ختم قرآن شصت با اکرام
کرتا تھا وا ماہ صیام
اور حفص ابن عبد رحمن سے
نقل آئی ہے سن لو جابجا
کہ امامس ابو حنیفہ امیر
تا بہ سی سال ہی نکو آئین
ایک رکعت میں باکمال ادب
ختم قرآن کیا تھا ہر شب

گل

شیخ عطار زبدۂ احرار
تذکرہ میں لکھا ہے یوں یار
کہ

که کہا بوحنیفہ پسر تکریم / یک تونگر کی ایک دن تعظیم
میں غنا کے سبب اسکو کیا / نادم و شرمسار بعد ہوا
اسکے کفارے میں وہیں ناچار / ختم قرآن کیا ہوں ایک ہزار
نقل ہے ایک سلسلہ اسیر / جبکہ ہوتا تھا سخت مشکل تر
ختم قرآن کرتا تھا چالیس / اسپہ حق حل وہ کرتا بے انیس

گل

اور لایا جو خضر خایق / کہ امام ابوحنیفہ بحق
جب تھا قیدی بمرض تو ای یار / ختم قرآن کیا ہے سات ہزار
اور قائم کہا امام ہمام / پڑھتا آیت یہ جب بے نیک انجام
کرتا اسکی بجوش ذل تکرار / صبح صادق تلک بگریہ وزار

بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ

بولا ہے ابن زائدہ یک رات / میں گذارا عشا امام کے سات
لوگ مسجد سے سب گئے باہر / میں ہی مسجد میں رہ گیا آخر
بوحنیفہ کو میرے رہنے سے / تھی نہیں کچھ خبر سو لیس اسنے
کیا آغاز قرائت قرآں / پہنچا آیت پہ جب وہ باشاں
بار بار اسکی کرتا تھا تکرار / صبح صادق تلک بگریہ وزار

وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ

خیابان ہشتم در زہد و ورع و عدم طمع آن ہمام

ہمام رحمۃ اللہ علیہ

در بیان تقوی امام کے انمول تھا
اور بڑے متقی اسکی از روئے
نقل کرتا ہے صاحب ارشاد
یعنی شیخ عبدالعزیز قدس نہاد
کہ ایک شخص کی تجارت میں
بوحنیفہ کے تھا شراکت میں
وہ تجارت کے واسطے یکبار
جنس لیکے مصر کو گیا ای یار
اسکے نزدیک جنس کے تھا نقصان
بھیجا ہے بوحنیفہ عالی شان
اور اسکو لکھا ہے اک مکتوب
کہ یہ تھا نقص نقصان اک معیوب
مصر میں جب تو اسکو بیچیگا
لینے والے کو عیب اسکا بتا
تھان سب بیچے اک کو بیچدیا
عیب بتانے سے اسکا بھول گیا

آیا

کرتا تھا پر ذخیرہ ای آگہ | بہر ازواج قوت یکسالہ
عورات ۱۲

گل

اور امام محمد ابن حسن
اپنی لڑکائی میں وہ قدوۂ دیں
بو حنیفہ سراجِ اہلِ ہدا
پھر نہ دیکھا ہے اسکو بار دگر
پیچھے پردے کے اسکو بٹھلا کر
پیش آئی تنگ اسے ناچار

اس کا شاگردِ خاص نیکو فن
تھا بہت خوبرو جمیل و حسین
بار اول ہی اسکو دیکھا تھا
احتیاط اس میں کرتا تھا اکثر
درس دیتا تھا وہ صفا مظہر
تھا یہی احتیاط لیل و نہار

گل

اور بعضے کتب میں ہے مسطور
بو حنیفہ امام نیک اوصاف
اسلئے وہ خلیفہ ہو کے خفا
بو حنیفہ انہیں دنوں یکرات
دانت میں کی خلال وہ دختر
پوچھی لڑکی کہ ای پدر یہ کہو
بولا دختر سے وہ جلیل لذات
کیونکہ سلطانِ وقت میرے تئیں
دیکھیے وہ امام نیک شعار

تھا خلیفہ جو وقت کا منصور
اسکا اک امر میں کیا تھا خلاف
فتوی دینے سے اسکو روکا تھا
کھانا کھایا ہے اپنی دختر سات
ہوا ظاہر ہے تب لہو کا اثر
بولے کیا کریں ہے نقضِ وضو
اپنے بھائی سے پوچھ تو یہ بات
فتوی دینا کیا ہے منع یقیں
کیا تھا احتیاط صادق الاقرار

گل

اور حسن ابن قحطبہ یکبار
نقل ہے ایک کیسۂ دینار
حکمِ منصور سے ای نیک انجام
لایا تھا یہ درِ جنابِ امام
وقت کی مصلحت پہ کر کے نگاہ
اسکو بولا امامِ عالی جاہ
کونے میں اس مکان کے رکھ دے اب
اسکو رکھ وہیں گیا وہ تب
اپنے فرزند کو بوقتِ وفات
یوں وصیت کیا وہ نیک صفات
کہ مرے بعد وقتِ یہ تھیلی
سونپ دے جلد تو حسن کو ہی
اور کہہ یہ تری امانت ہے
تجھکو پہنچی وہ باسلامت ہے
جو کہ یہ حکم پدر سے پایا
وہ وصیت پسر بجا لایا

گل

کرتا دریافت حال وہ اس کا
اور کرتا تھا حاجت اسکی روا

شخص اک اسکے پاس آبیٹھا
تن پہ اسکے لباس کہنہ تھا

لوگ مجلس سے جبکہ سارے اٹھے
مہربانی سے یوں کہا ہے اسے

اس نے اٹھکے جواب اٹھا تو ہم
اسکے نیچے ہیں لے ہزار درم

اس سے اصلاح حال کر اپنا
اور کر شکر حق صباح و مسا

تعبیر دلکشا

اور اسی تذکرے میں ہے بھائی
دیکھیو یہ بفضل معتبر آئی

بوحنیفہ امام اہل کمال
قصد عزلت کیا بہ اول حال

صوف کا ہی لباس پہن لیا
اور منہ اپنا خلق سے پھیرا

اور لایا طرف خدا کے رجوع
باکمال خضوع اور خشوع

تب وہ اک رات اپنے خواب اندر
دیکھا اقدس جمال پیغمبر

اسکو فرمایا یوں رسول خدا
کہ تجھے اسلیے کیے پیدا

کہ جلاوے مری سنن کو تو
اور کرے خوب منتشر اسکو

پس نہ کر قصد اب تو عزلت کا
عزم کیجے رواج سنت کا

نقل

یوسف ابن زرین فرخ سے
بوحنیفہ سے نقل کرتا ہے

کہ دیا یوں خبر امام ہمام
دیکھا میں ایک رات یوں بمنام

استخوان شریف حضرت کے
جمع کرتا ہوں اسکی تربت سے

بعض کو بعض سے ایک انتخاب
کرتا ہوں اختیار میں بہ یقین

اسکی ہیبت سے ہو گیا بیدار
مضطرب اور حزیں ہوا بسیار

اک صحابی سے یہ میں کر تقریر
پوچھا اس نے خواب کی تعبیر
وہ کہا تو بعلم پیغمبر
اور بحفظ حدیث آں سرور
ایسے رتبے کو پہنچیگا
کہ تو متصرف ... ہو دیگا
... صحیح و سقیم
حق بجگہ دوے گا یہ شان عظیم

... حضرت کے استخوان مبارک
کو امام جو جمع کرے صحابی ...
اسکی تعبیر یوں کہی تم ...
سو جمع کریں گے اور ... صحیح
کو سقیم سے جدا کرینگے
سبحان اللہ امام سے ایسا ہی
کام وقوع میں آیا ۱۲

فائدہ جلیلہ

الغرض حکم ترک عزلت کا ‌ جب نشہ انتہا سے اسکو ہوا
حسب فرمان واجب الاذعان ‌ ترک عزلت کیا ہے تب لقمان
قیمتی سے نہ بچھیر تا تھا لباس ‌ صوف ہی پہنتا تھا ہو سوا اس
اسپہ صوفی کا تھا ظاہر اطلاق ‌ ہوا اس سے کہی یہ شہرہ آفاق
اور حقیقی صفات صوفی کے ‌ سب کے سب اسکی ذات میں تھے بھر
اسلئے ہی کہا ہے شیخ شرف ‌ قدس اللہ سرہ الاشرف

اور در اسلام صوفی و صافی ‌ در شریعت وفی وہم وافی

شرح اس بیت کی اے یار عتیق ‌ کچھ میں لکھتا ہوں دیکھ با تحقیق
جو شریعت کے ہیں شیوخ کبار ‌ کہتے ہیں طایفے ہیں دو ای یار
اہل تلوین انمیں ہیں اول ‌ اہل تمکین دوسرے اکمل
صوفی کہتے ہیں اہل تلوین کو ‌ صافی کہتے ہیں اہل تمکین کو
وہی سالک ہے صاحب تلوین ‌ دل نہ یکساں ہو پر ہو اسکا یقین
ہو کبھو قبض اسکو بسط کبھو ‌ گاہ ہو صحو گاہ سکر اس کو
اسکو اسمیں نہ اختیار رہے ‌ اک نتیرہ نہ پر قرار رہے
اور وہ سالک ہے صاحب تمکین ‌ صاحب کشف و ذوق و قرب یقین
ہوے کشف حقیقت اسکو دوام ‌ موطن قرب میں ہو با آرام
قلب ہو اس کا مطمئن ہر حال ‌ اسکو نا ہو تغیر احوال
ہو بصیرت سے اس کے رفع حجاب ‌ کرے قطع وسایط و اسباب
اور اسے ممکنات سے کوئی چیز ‌ نا ہو مانع شہود سے ای عزیز

اور کرو کی اشتغال اے مشغول
[illegible] سے نہیں مشغول
[illegible] ہے حق اسکرو کی کام
[illegible] نہ [illegible] زمام
[illegible] حضور و شہود [illegible]
خلق کا اختلاط [illegible]
[illegible] صفت سے [illegible]
اس صفت سے وہ نقل [illegible]
[illegible] وجود [illegible]
ارتقا و وجود [illegible]
[illegible] صافی [illegible]
ابن الوقت [illegible]
ابن الوقت [illegible]
اور ابو [illegible] شیخ شرف الدین
عارف [illegible] یقین
صوفی و صافی [illegible] مراد
جان اس سے [illegible] نہاد
بوحنیفہ امام قدس [illegible]
سرہ

گذرا تھا از مراتب تلوین
پہنچا تھا بر مدارج تمکین

وہ مقامات میں ہے سب افضل
ہے مراتب میں سب سے وہ اکمل

اور صوفی کی معنی یہ ہی کبھو
بعضے کرتے ہیں ذکر صافی کو

کہتے ہیں اسلئے ہی کوئی رتبہ
نہیں رتبے سے صوفی کے اعلا

بس تو اب جان لیے بریں تقدیر
لفظ صافی ہے صوفی کا تفسیر

ہو سکے یہہ بھی ای نکو آئین
ہے وہ تمکین صاحب تلوین

جو نکہ وہ قطب اہل حق و یقین
نقشبند یقین بہاء الدین

پیشوائے طریقۂ اشہر
قدس اللہ سرہ الانوار

بولتا ہے کہ صاحب تمکین
پاوے احوال میں کبھی تلوین

پر بھی فرق ہے وہ شام و سحر
اپنے احوال باطنی اور یہ

ہووے غالب بغیر شبہ و گماں
اپنے احوال کر سکے پنہاں

یا یہ مقصود ہے کہ ور تلوین
اسکو حاصل ہے رتبۂ تمکین

رہنمائے رہ خدا طلبی
قطب آفاق محی دین عربی

بولا اکثر شیوخ فرخ پے
کہے تلوین مقام ناقص ہے

جانئے تم وے ہمارے پاس
وہ مقام شریف ہو سو اس

سب مقامات میں بغیر خلل
ہے بہ تحقیق افضل و اکمل

انہیں بندیکا بس وہی ہے حال
کہ اس آیت میں جو کہا متعال

کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ

خیابان دھم در بیان حلم و تواضع و دیگر فضائل آن امام

شیخ داؤد طائی نیک شعار
مدت تین سال تک ای یار

تھا ملازم ابو حنیفہ کا
علم دین اس جناب سے سیکھا

علم اسکا ہے جب تمام ہوا
خلق کا مقتدا امام ہوا

بو حنیفہ سے یوں ہوا ارشاد
کہ میں کس شغل میں رہوں مشغول

وہ کہا تو عمل میں باندھ کمر
اور کر قہر نفس شام و سحر

عالم بے عمل ہے ہر دو جہاں
ہے سمجھ مثل قالب بے جاں

قہر نفسی جہاد اکبر ہے
قتل کفرہ جہاد اصغر ہے

پھرا خیبر سے جب رسول اللہ
اپنے یاروں کو یوں کیا آگاہ

کہ رجعت جہاد اصغر سے
ہم طرف اب جہاد اکبر کے

حکایت

حکایت

دور مصنف حیوۃ حیوان کا | ابو العباس سے ہے نقل کیا
ایکدن بو حنیفہ صاحب راز | سنا اک زن کو رونیکا آواز
کہ مجھے مارتا تھا اسکا مرد | سن کے بولا ای عصر کا وہ فرد
مرد ماجور اس کا ہوویگا | اجر صدقے کا حق سے لیویگا
اسکے یاروں نے پوچھا ای استاد | کیوں ملے اجر کیجیے ارشاد
بولا نعمان کہا ہے خیر ورا | کہ ہے تادیب جاہلیں صدقہ

حکایت

روضۂ فائق اندرای بھائی | یہہ حکایت ہے دیکھ تو آئی
دیکھتا تھا کسی گنہ کو جب | سرخ ہوتے تھے اسکی آنکھیں تب
منتفخ اسکی ہوتی تھی گردن | مضطرب ہوتا تھا بسر و علن
دفع کرتا تھا اسکو بسرعت | گرچہ ہوتی سے رنج اور زحمت
لایا تشریف ایکدن باہر | دیکھا ہے ایک شخص کو ظاہر
کہ مزامیر وہ بجاتا تھا | اور علانیہ راگ گاتا تھا
منع کرنے لگا اسے وہ امام | اسکو نا جان کر وہ بدانجام
رنج و ایذا دیا امام کو تیں | قدوۂ مجمع انام کے تیں
باوجود اسکے وہ نہیں چھوڑا | سب مزامیر اسکے ہی توڑا
آیا جب اپنے گھر وہ نیک شعار | دو مہینے تلک رہا بیمار
اسی فاسق کے رنج و زحمت سے | اسی نادان کی مصیبت سے

حکایت

ور جوار امام
زمین میں
شہر کوفے
شخص کفش گر تھا کام
رہتا تھا ایک
کفش سیتا تھا
صبح تا شام
شب شراب پیتا تھا
روز رہتا وہ
نشہ میں ہمیشہ
حال ایسا ہی تھا
کرتا اس شعر کو
اضاعونی و ای فتی اضاعوا
لیوم کریہۃ و سداد ثغر

نیک صفات
وہ امام ہمسایہ
سنتا تھا ہر رات
اسکا آواز
رہتا مشغول خود عبادت میں
ذکر و فکر و دعا تلاوت میں
ایک شب محتسب کے وہ ہاتھ میں
قید کیا
اسکو لیا وہ
سنکر وہ آواز
شب
جب موقوف
بوحنیفہ

بو حنیفہ کیا ہے استفسار — بولے احوال اس کا اہل جوار
اپنے استر پو وہ چڑھا ہی تبھی — پاس حاکم کے وہ گیا ہے تبھی
جبکہ حاکم امام کو دیکھا — سر مسند پہ لا کے بٹھلایا
کر بہت اسکی عزت و حرمت — پوچھا فرما ہے کیا تری حاجت
بولا اک کفش دوز ہے بابہ — میرا اس شہر میں ہے ہمسایہ
تجھے رکھا ہے قید کر کے اسے — اے امیر اسکو اب رہائی دے
حاکم شہر سنتے ہی یہ بات — قید سے اسکو تیں دیا ہے نجات
اور سپڑے تھے جتنی لوگ اس شب — بھی رہائی دیا ہے انکو سب
آیا ہے جب امام اپنے گھر — کفش گر آ ملا ہے ہو خوشتر
شکر احسان بہت بجا لایا — کام سے جلد اپنے توبہ کیا

حکایت

در جوار امام اہل صفا — نقل ہے اک یہودی رہتا تھا
اسکے بیت الخلا سے اک میزاب — گھر طرف تھا امام کے دریاب
اس سے آب نجس ہمیشہ عیاں — گھر طرف اس امام کے تھا رواں
اور وہ آب نجس کے نالے پر — دیکھا اس امام کا تھا گذر
اسلئے وہ امام نیک نصاب — ایک آوند نزد آں میزاب
رکھتا تھا اسمیں جبکہ وہ پانی — جمع ہوتا ہمیشہ لے گیا نی
دست اطہر سے اپنے وہ فاخر — اسکو لیجا کے ڈالتا باہر
وہ یہودی یہہ ایکدن دیکھا — حال اسکا امام سے پوچھا
کہا اسکو تو گر نہ کرتا سوال — میں نہ کہتا کبھو حقیقت حال

پس کہا اسکو پیمبر نے کہ آپ
آتا ہے تیرے گھر سے ہی دریاب
آ کے دیکھا ہے وہ یہودی تبھی
کہ وہ پانی ہے اسکے گھر کا ہی
پس بہت اس سے شرمسار ہوا
معذرت کر بہت یہ کہنے لگا
اس سے آگے مجھے نہ تھی یہ خبر
کیوں نہیں تو نے دیا مجھے خبر
بولا شرع لائق ہے یہ میرا حق
جبکہ ثابت نہیں ہے پھر مطلق
وہ اٹھائے بجز نہ تھا چارا
کچھ نہ دیکھا مرض میں اسکے ہوا
پس یہودی وہ بیقرار ہوا
درد و حسرت سے زار زار ہوا
بولا کیا پاک ہی ہے مہتر دین
کیا مقدس نبی اسکے ہیں آئین

علم

غیر دیں کا بھی رہے جس میں ذرا | با ضرورت یقین نہیں ہے روا
میں بھی کرتا ہوں قبول آن دیں | کلمۂ طیبہ پڑھا ہے وہیں

حکایت

اور ذا ابن کمیت مرد رشید | جو موذن تھا نام اس کا سعید
نقل ہے بوحنیفہؒ عالی شان | رہتا تھا خوف حق سے گریاں
کہتے ہیں ایک شب امام خیار | پیشوائے ائمۂ اطہار
زین عباد اہل بیت رسولؐ | گوہر معدن علیؓ و بتولؓ
نام جس کا علی ہے ابن حسین | رضی اللہ عنہ فی الکونین
در نماز عشا وہ ذوالاجلال | پڑھا قرآں سے سورۂ زلزال
بوحنیفہ تھا مقتدی بہ نماز | باخضوع و خشوع اہل نیاز
با فراغت نماز سے وہ سب | گئے مسجد سے لوگ باہر سب
وہیں بیٹھا تھا بوحنیفہ غریب | آہ کرتا تھا درد سے غمگین
میں تصور کیا کہ یہہ مقبول | میرے رہنے سے تا نہو مشغول
باہر آیا وہیں مگر کچھ ڈھیل | اور تھا یا نہیں ہو ممکن قندیل
صبح کو جبکہ اپنی عادت پر | گیا مسجد میں جا کے میں نے نظر
بوحنیفہ کھڑا ہی تھا اس جا | اور داڑھی کو اپنی پکڑا تھا
اور تھا اشکبار زار و نزار | اور یہہ فقرے کی کرتا تھا تکرار

یا من یجزی بمثقال ذرة خیر خیرا و یا من یجزی بمثقال ذرة شر شرا اجر النعمان عبدك من النار وما یقرب منها من السوء و ادخله فی سعة رحمتك

تتمۂ باب یازدہم

مارا ان نے ہمیں وہ تھا وہی دن
پیچا پیچ تازیانے دس دس گن
اگرچہ وہ اسکو بہت ہی دل کیا
پر قضا وہ نہیں قبول کی

حکایت

اور لکھا ہے شیخ دین عطار
تذکرہ میں یہ ذکر دل افگار
کہ امام ہمام کا استاد
جو تھا شعبی امام اہل رشاد
قاضی عصر تھا وہ شیخ کبیر
اور علما میں تھا وہ فرد شہیر
جب تھا حاکم دوانقی منصور
کئے سپرد غلام کو مجبور
کچھ زمیں کو بہ ملک پر بخشا
اور بعضوں پہ کچھ وقف کیا

بوحنیفہ کو وہ بہت چاہا — کہ مقرر ہو قاضی کوفے کا
بوحنیفہ کیا بہت انکار — اور قبولا نہیں اسے زنہار
وہ شقی آخر اس عداوت سے — باطنی خبث اور شقاوت سے
اس امام ہمام کو ہر دن — مارتا تازیانے دس دس گن
تا کرے منصب قضا کو قبول — حکم کو اپنے وہ کرے نہ عدول
بوحنیفہ امام اہل ہدا — رنج دس روز تک بہت کھینچا
نہیں ہرگز قبولا اسکی بات — وہ شقی تب اٹھایا اس ہات

حکایت

اور بعضے کتب میں ہے منقول — کہ قضا جب نہیں کیا وہ قبول
تب وہ مردود ہو بہت برہم — اپنی مجلس میں کھایا ہے یہ قسم
بوحنیفہ کو آج قید کروں — تازیانے سے سر اوپر ماروں
پس وہ بدکار آ یوں ہی کیا — سر دو اس جناب کا سوجھا
وہ کہا ضرب تازیانہ مجھے — سہل و آسان ہے گزند آتش
اور کرتا ہے نقل اسمٰعیل — ابن حماد بن امام جلیل
یعنے پوتا امام اعظم کا — گل سر سبد باغ اکرم کا
ایکدن اپنے پدر کے ہمراہ — میں چلا تھا کہو فدای آگاہ
ہے کناسہ جو اک جگہ مشہور — جب ہمارا وہاں ہوا ہے عبور
آہ وہ والد مرا وہاں حماد — لگا رونے بہت ہی ہو ناشاد
میں کیا عرض ای گرامی شاں — کہا سبب تب یہاں ہو اگریاں
وہ کہا آہ ای مرے لڑکے — اس جگہ میں ہی باپ کو میرے

ایک سرہنگ کو وہ حکم کیا
تا غلاموں کو وہ سند ہووے
قاضی شعبی کو جلد بلوایا
پھر وثیقہ زمیں کا لکھوایا
بعد ازاں وہ وثیقۂ مسطور
بولا منصور کا ہے حکم تجھے
اس سے پوچھا ہے بوحنیفہ تب
بولا اپنے مکاں میں ہے وہ امیر
کہ یہاں خود ہی آوے اب منصور
تا شہادت صحیح ہووے بجا
قاضی شہر و عالمان دگر
پس تو کرتا ہے کیلئے اسناد

کہ وثیقہ زمین کا لکھوا
اٹھا سرہنگ حکم یہ سنکے
اور گئے عالموں کو جمع کیا
شاہدی ان کی اسپہ ڈلوایا
بوحنیفہ کے پاس لا بضرور
کہ گواہی تو اپنی اسپہ لکھے
بولا منصور تو کہاں ہے اب
اسکو فرمایا وہ امام شہیر
یا بلاوے مجھے وہ اپنے حضور
تب وہ سرہنگ تلخ ہوکے کہا
بے تردد گواہی اپنی لکھے
تب یہہ آیت کیا ہے وہ ارشاد

ع لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت

سنا منصور یہہ خبر ہے جب
پوچھا اسکو کہ کیجئے اظہار
وہ کہا ہاں کہ شرط ہے رویت
بولا مجھکو تو کب مجھے دیکھا
بولا بیشبہ میں یقیں سمجھا
اور تجھ کو نہ کر سکا ہوں طلب
عذر تیرا نہیں ہے یہ مقبول
پس کیا مشورت وہ ناہنجار

وہیں شعبی کو بس کیا ہے طلب
کیا گواہی میں شرط ہے دیدار
پوچھا منصور اسکو باسرعت
کہ شہادت تو اپنی اسپہ لکھا
یہہ نہ ہوویگا تیرے حکم سوا
اسکو منصور نے یوں کہا کر تب
ہے قضاوت سے آج تو معزول
کون ہے بولو لایق اس کار

سب ہی جا ہے یہ شخص ہیں لایق
پانچواں ہے نہ کوئی ہیں فایق
بوحنیفہ ہے شریک انجام
اور سفیان و مسعر ابن کدام
پس بلایا انہیں کو وہ بدکام
گئے یہہ چاروں فاضلان کبار
راہ میں یاں کہے بوحنیفہ کہا
تمکو سب جیسا میں سکھاتا ہوں
مکر میں سطرح کھلاتی ہے
پس بلا سے ہمیں رہائی ہے
بھاگ گئے سفیاں تو نہیں کر اقدام
ہو کے دیوانہ مسعر ابن کدام
میں بھی کرتا ہوں حیلہ پایا نام
بس یہ ہوویگا قاضی جا نو خیر
بھاگا بس وہ وہیں اب سفیاں
اور شعبی ہیں جا ہو انبوہ

اور

کہ یہ زن مکر اور فریب سے ہی
بولا اپنے پسر کو جلد امام
کہ بُلا لا تو جا وہ زن کو ابھی
خالی آیا ہے آہ جب حمّاد
ابوجعفر مجھے بلاتا ہے
قتل میں میرے شک نہیں ہے اب
پس وہ زن کو خلیفہ پاس لاکر
پوچھی ان سے وہی وہ جاکے شتاب
ابوجعفر نے یہ سنا ہے جب
جب گیا بوحنیفہؒ حاضر
بوحنیفہ سے پوچھا بوجعفر
کیا وصیت میں کی ترے سوال
بولا پوچھی مگر سے وہ آکر
تا عجب وصیتِ شوہر
میں کہا مستحق خلافت کا
ہے بلا شبہ جعفر صادق
کہ وہ اولادِ مصطفیٰؐ سے ہے
علم و تقویٰ میں بے نظیر ہے وہ
ذات میں تیرے یہ نہیں اوصاف
ابوجعفر یہ سنکے خوب مقال
وہی دو نوشتے ہیں اسکو جواب

آکے میرے سے یوں سوال ہی کی
کہ تھا حمّاد اس پسر کا نام
جاکے ڈھونڈا بہت وہ پر نہ ملی
بوحنیفہ اُسے کیا ارشاد
ابھی اس کا پیام آتا ہے
پس وصیت لکھا پسر کو تب
بھیجا ہے مالکؒ عطا کے پاس
وہی ہر دو نوشتے ہیں اسکو جواب
کیا تینو امام کو بھی طلب
تھے وہاں مالک و عطا حاضر
کہ ترے پاس ایک زن آکر
کیا دیا تو جواب کہہ فی الحال
ہے خلافت کے کون لائق تر
دیوں سب اسکا اسکو لیجا کر
اور حوالی تقیں امامت کے
ہے سند میرے قول پر واثق
نسب پاک مرتضیٰؑ سے ہے
نیک اوصاف میں شہیر ہے وہ
میں یہ کہتا ہوں از رہِ انصاف
پھر کیا مالکؒ عطا سے سوال
بوحنیفہ جو کہدیا بصواب

قاضی بن یہ باعث
پس دیا تینوں کیتیں بار رخصت
اسی سبب سے ہی دو بستر و علی
بوحنیفہ کا ہوگیا دشمن
حیلہ اک ڈھونڈتا تھا وہ بیباک
تا کرے اس امام دیں کو ہلاک
ایک مدت کے بعد اسکو بلا
بولا لیجے قبول امر قضا
وہ کہا یہ بلند خدمت ہے
مجھ کو اسکی نہیں لیاقت ہے
وہ کہا تو ہی اسکو لائق ہے
نہیں تجھ سے کوئی فائق ہے
بولا گر میں ہوں قول میں صادق
تو قضا کے یقیں نہیں لائق
اگر ہوں جھوٹھ میں کہا ہوگا
نہیں جھوٹے کو لائق امر قضا

ابوجعفر

ابو جعفر ہو سخت تر برہم / کرد یا قید اسکے تئیں اسدم

اور ہر روز تازیانے دس / مارنے اسکو بولا وہ ناکس

آہ یکصد ہوے ہیں لیکن جب / زہر اسکو دیا ہے وہ دون تب

وہ امام زمان شہید ہوا / قاتلش ثانی یزید ہوا

بعد اکیس روز وہ بدکار / آکلہ کے مرض سے ہو بیمار

حالت زشت سی ہوا ہے ہلاک / اس ستمگر سے یہہ جہان ہوی پاک

رحمت حق امام پر ہو نزول / اسکا قاتل ہو نار بیچ مخذول

سال مولد ابو حنیفہؒ کا / سر علمائے ہے یا سر فقہا

روز شنبہ چہارم شعبان / یا رجب میں کیا ہے رحلت جان

سن ہجری تھا یکصد و پنجاہ / سال اس کا تعلی ای آگاہ ١٥٠

ہے بہ بغداد روضۂ اکرم / قدس اللہ سرہ الاعظم

نقل کرتا ہے صاحب تہذیب / کہ پس از نقل آن امام مصیب

کثرت ازدہام سے پنج بار / بر جنازہ پڑھے نماز ای یار

اور حماد لیعنے اسکا پسر / سب کے آخر پڑھا نماز آکر

اور قاضی حسن بن عمار / غسل اسکو دیا بہ جمع کبار

خاتمہ در منامات مبشرہ و واقعات مطہرہ کہ پس از وفات آن امام ہمام از مشائخ کرام مرویست

شیخ عبد الحمید اہل صواب / بولا یکرات میں یہ دیکھا خواب

آسمان سے گرا ستارہ ایک / بولے یہہ ہے ابو حنیفہ نیک

پھر ستارہ گرا دگر ای ہمام / بولے اسکو یہہ مسعر ابن کدام

بولے یہ نجھبر نمبر ہے یقین سفیان / تیسرا گر اسکے بعد ازاں

واقعہ

لطف کہا یہ بات
رجب اس سال ہم
کر گیا جب ابو حنیفہ وفات
اور مدفون ہوا وہ قدوۂ دین
تب ہی خبر اسکے یقین
مقبرے بیچ بلند ترے ریب
بیچ بصوت بلند ترے از غیب
سنا تھا شعر یہ یقین

ذَهَبَ الْفِقْهُ فَلَا فِقْهَ لَكُمْ
فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَكُونُوا خَلَفَا
مَاتَ نُعْمَانُ فَمَنْ هٰذَا الَّذِي
يُحْيِي اللَّيْلَ إِذَا مَا سَجَفَا

واقعہ

جعفر

جعفر ابن حسن کیا یہ کلام | کہ میں دیکھا امام کو بنام
پوچھا میں کیا کیا تیرے سے خدا | وہ کہا ہے خدا مجھے بخشا

واقعہ

اور نوفل کہا کہ ای خوش نصیب
میں نے یک رات خواب میں دیکھا
اور خلائق بہ وضع حسنات
رونق افروز تھا رسول خدا
رو برو اسکے تھے شیوخ کبار
بوحنیفہ تھا رو برو با ادب
وہ کہا عرض کر تو حضرت سے
میں کیا مصطفیٰ سے عرض جناب
جام وہ ایک مجکو بخشا آب
قدح پانی کا کچھ وہ کم نہ ہوا
کون ہیں شاہ کے یمین و یسار
یہ براہیم ہے بسوے یمین
یونہی سرکو پوچھا تھا شتاب
کرتا تھا انگلیوں پہ میں تعداد
ہوا بیدار میں دریں اثنا

کہ کیا نقل بوحنیفہ جب
کہ قیامت کا روز ہے آیا
تھے کھڑے صف بصف اور کہ سادات
سرور انبیا شفیع ورا
اور بعضے سوے یمین و یسار
میں کیا جا کے اس سے آب طلب
تا اجازت سے سرفراز کرے
شہ کیا حکم کر اسے سیراب
میں پیا اور میرے یار اصحاب
بوحنیفہ سے میں سوال کیا
بوحنیفہ کہا ہے سب اطہار
اور صدیق دست چپ ہے یقین
اور دیا تھا بوحنیفہ جواب
پہنچا کرتا شمار تا ہفتاد
عقد ہفتاد انگلی اور بیٹھا

کشف محجوب میں کئی منقول
یحیٰ ابن معاذ سے منقول
کہ میں دیکھا رسول کو در خواب
اور کیا عرض سے کہ ای جناب
کہیے ارشاد ای پیمبر اب
کہاں تجکو طلب کروں میں اب
کیا ارشاد پت کہ ہو منظور
علم کے پاس ابو حنیفہ کے

واقعہ

زبدۂ اولیا عالی شان
گنج عرفان علی بن عثمان
کشف محجوب جسکی تصنیف
اور کیا ہے بہت کتب تالیف

واقعہ

سویا تھا ایک شب سعادت یاب
دیکھا کئے ہیں آپ کو در خواب
آیا ایسے میں حق کا پیغمبر
بنی شیبہ کے باب سے اندر
اور اک پیر مرد کو بکرم
گود میں اپنے ہی لیا اُس دم
جو نکہ اطفال خردسال کہیں
جوش الطاف سے اٹھاتے ہیں
دوڑ کر میں تب اسکے پاس گیا
پائے اشرف پہ اسکے بوسہ دیا
اور تعجب میں میں پڑا بس تب
کون یہ پیر مرد ہے یا رب
شاہ کونین ازرہ اعجاز
جلد پہچان میرے دل کا راز
مجھ کو بولا ہے یہ ترا ہی امام
تیرا اہل دیار با اکرام
یعنے ہے بوحنیفہ قدوۂ دیں
بحر کشف و شہود و شوق یقین
یہاں مصنف کہا ہی لوئی سعید
مجھ کو اس خواب سے قوی ہے امید
کہ تھا نعمان امام ربانی
اپنے اوصاف طبع سے فانی
اور باحکام شرع تھا قائم
اور باقی تھا اسکے ساتھ ہر دم
کیونکہ لیجانیوالا یہ اُس کا
ہے شہ انبیاء رسول خدا
اور سمجھ گر وہ آپ ہی جاتا
بسر باقی الصفت رہتا
جو کہ ہے باقی الصفت ای لبیب
گاہ وہ مخطی گاہ ہووے مصیب
نہیں گنجائش خطا ہے یہاں
خوب ہے مز لطیف یہ پہچان

گلشن دوم

در مناقب امام اکرم و مجتہد افخم امام دار الہجرت مقتدائے اہل حضرت سراپا متبع سنت سید المرسلین رونق اسلام و مسلمین منبع علوم اقدس مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ

گلشن ہشت بہشت خیابان ور بیت ...

خیابان اول در ولادت با سعادت و تاریخ و مقدار عمر شریف و رحلت آن عالی مرتبت

پیرو سنت شفیع امم
جان فدای رسول عرب و عجم
بحر علم حدیث مصطفوی
مہر اوج شریعت نبوی
ساکن دار ہجرت سرور
ذی جوار مزار پیغمبر
ملک فقہ و حدیث کا مالک
قرب مولا کی راہ کا سالک
مالک ابن انس ہے باصفوت
ابو عبد اللہ اسکی ہے کنیت
شیخ عبد اللہ یافعی اکرم
اپنے طبقات میں کہا ہے رقم

نو دا ؤ میں تھا سال جب چوتھا | مالک ابن انس ہوا پیدا
قول دوسرا ہے در سن نود | ہوا پیدا وہ قدوۂ امجد
جیا نود برس وہ نیکو چال | رہا ماں کے شکم میں تا سہ سال
صد و ہفتاد و نہ تھا نواں سال | تب ہوا اس امام دیں کا وصال

گلدستۂ عجیبہ

تھا محمد پسر جو عجلان کا | حمل اس کا بھی چار سال رہا
اور ہرم بن سنان بھی آیا | رہا ماں کے شکم میں سال چہار
بولا مالک امام دیں پر در | ابن عجلان کی جو تھی مادر
پاس گھر کے ہمارے رہتی تھی | حاملہ زن وہ تین بار ہوئی
حمل ہر ایک چار سال رہا | ہے معارف میں دیکھ یونہی لکھا

غنچہ در بیان اساتذۂ کرام و شیوخ حدیث آں امام عالیمقام

اور جو مالک کے تھے شیخ کرام | اوستاد حدیث اسکے تمام
اک براہیم ہے بن عتبہ | دوسرا اسحٰق ابن عبد اللہ
اور ابن حکم تھا شیخ جلیل | نام والا تھا جس کا اسمٰعیل
جعفر صادق امام ہمام | گوہر معدن رسول انام
اور نافع ملیک ورع و تقا | کہ جو ابن عمر کا مولا تھا
دختر سعد بن ابی وقاص | نام جس کا تھا عائشہ ہی خاص
کچھ شیوخ کبار سے ہی یار | وہ کیا ہے روایت اخبار

غنچہ در بیان شاگردان آنجناب کہ ازوی روایت حدیث کردہ اند

اور مالک کے ہیں جو شاگرد ان
جو روایت کی ہیں ان سے پہچان
ہے براہیم ابن عبد اللہ
تھا دیتے کا قاضی اسے آگاہ
اور حبیب اور سعد بن منصور
اور سفیان ثوری مشہور
اور سفیان بن عیینہ دوم
اور ابن مبارک اکرم
عبد رحمان بن عمر ای فہیم
اور اوزاعی اور عبد کریم
لیث بن سعد شیخ نیک نہاد
شافعی اہل علم کا استاد
اور علما بہت سوا ان کے
ہیں لگے راوی حدیث کے اس سے
مالک ابن انس بورع و تقا
اور بحفظ حدیث تھا یکتا

اسکے

اسکے قائل ہیں سب أئمہ دیں — اولیائی کرام اہل یقیں

گلدستہ در مدح وثنائے آں امام عالی وقار کہ مشائخ و علمای نامدار بجلوۂ ظہور رسیدہ

اور کبار مشائخ و علمائ — تر زبان اسکے تھے بمدح وثنا

حافظ بو عمر بن عبد عزیز — اس طرح بولتا ہے باتمئیز

مالک ابن انس بلند مقام — دار ہجرت کا تھا امام ہمام

دین کے نصرت و امامت میں — حق کے اظہار اور اشاعت میں

عصر کا اپنے وہ یگانہ تھا — فرد یکتائے آں زمانہ تھا

کہتے تھے عالم مدینہ اُسے — علم کا صاحب خزینہ اُسے

علم اُس کا بہ سایر اقطار — کہتے ہیں مشتہر ہوا بسیار

اور بہت کسب علم کے خاطر — لوگ اس پاس ہوتے تھے حاضر

ہفدہ سالہ تھا جب وہ نیک نہاد — درس وتعلیم کی رکھا بنیاد

اسکے محتاج تھے بہت علمأ — اسکے تھا فیض کا علم برپا

جیا نو د ۹۰ برس وہ با اجلال — اور وہ بیشک قریب ستّر سال

درس وفتوے میں تھا بہت شاغل — اسپہ رحمت خدا کی ہو نازل

خیابان دوّم در احادیث صحیحہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہ در فضائل آنجناب ہدی و مبشر اند،

آئی ہے اک حدیث ای دلبر — کہ کہا یوں امام جن وبشر

منقطع علم ہو ویگا بہ یقیں — کوئی عالم نہ باقی ہووے کہیں

جانو از عالم مدینہ زیاد — مالک ابن انس ہے اسکے مراد

تکمل

دوسری اک خبر بشارت سے ہے
بو ہریرہ سے یہہ روایت ہے
کہ قریب ہے کہ لوگ رہینگے
اونٹوں کے جگر کریں اپنے
ہے کنایہ یقین سرعت سیر
یا کہ طول سفر سے یہ بالخیر
یعنی پہنچنے کو علم کے بنیاد
طالبان آوینگے زدور دراز
پس کہیں عالم مدینہ سے
خلق وہ نہ پاوینگے
اعلم عالم نیک نفس
بولا ابن عیینہ تھا مالک ابن انس
اب اعلم سے کوئی بے تکرار
فرد ایسا ہی محققین کبار
جانتے تھے

یہہ

یہ صفت ہی اسکے ذہن ہی
نہیں مانند اسکے تھا کوئی

اجتہاد و حدیث و فقہ اندر
بسکہ ممتاز تھا وہ نیک سیر

تھا ملازم سدا مدینے کا
اس سے بس اختصاص تھا تہا

عبد رزاق یوں کہا ہی یار
خلق جوں دور دور سے بسیار

نزد مالکؒ مدام آتے تھے
یوں کسیکے نہ پاس جاتے تھے

مکی بن شعبہ بولا با تقدیس
سن تھا یکسو پہ جبکہ اکتالیس

میں گیا تھا مدینۂ اقدس
اور گیا نزد مالک ابن انس

ریش و سر میں تھے اسکے مو سپاہ
اور بیٹھا تھا وہ بعزت و جاہ

حلقہ کر گرد اسکے مردم سب
بیٹھے تھے صف بصف بحسن ادب

رعب ہیبت سے اسکے تب اصلا
بات کوئی بھی کر نہ سکتا تھا

مسجد مصطفے میں اسکے سوا
کوئی نپایا یہ جرأت افتا

گل

ابن مصعب کہا ہے ای سالک
ہیں سنا از امام دیں مالک

کہ میں اپنے کو لائق فتوی
کبھو زنہار جانتا ہی نہ تھا

تا کہ ستر دو عالمان دین کے
اہلبیت پر مرے گواہی دے

یافعی یوں لکھا ہے در طبقات
کہ کہا شافعی خجستہ صفات

کہ امام مدینہ وہ مالکؒ
اور سفیان عارف و سالک

گر نہوتے یہ ہر دو پاک نہاد
ہوتا مفقود علم اہل حجاز

اور کوئی شافعی سے یوں پوچھا
مثل مالک کسیکو دیکھا کیا

بولا اگلے جو تھے شیوخ کبار
سب بسند اس طرح کیے اقرار

تمثل مالک کا ہم نہیں دیکھا
یوں ہی دیکھا ہیں ہم جو پوچھے
اور جب شافعی امام ہدیٰ
قول مالک کا ذکر کرتا تھا
بولتا تھا کہ اوستاد ما
مالک اس طرح سے ہے فرمایا
بولا حماد مسلمہ کا پسر
کہ مجھے اس طرح کہیں اگر
واسطے امت محمدؐ کے
اختیار اک امام اب کیجے
سیکھیں تا علم لوگ اسی سے سدا
کروں مالک کو اختیار بجا
بولتا ہے محمد ابن ریاح
میری لڑکائی میں بعجز و فلاح
پیدر کے ساتھ میں حج کو گیا
پس مدینے کو جاکے جب پہنچا
سویا

سو یا در مسجد رسول انام — دیکھا اس طرح رات کو بمنام

بوبکر اور عمر پہ تکیہ کر — قبر سے اپنے ہی اٹھا سرور

میں اٹھا جلد تب بصد اکرام — اور کیا عرض تب صلوٰۃ و سلام

شاہ عالم دیا ہے مجھ کو جواب — اور کیا میں ادب سے عرض جناب

کہاں جاتا ہے یا رسول اللہ — مجھ کو فرمایا اس طرح وہ شاہ

مالک راہ راست کے ہی لیئے — قبر سے اپنے ہم قیام کیئے

ہوا بیدار دیکھ میں یہہ خواب — بدر کے ساتھ میں گیا ہو شتاب

نزد مالک امام اہل علوم — اسکی خدمت میں خلق کا تھا ہجوم

اور موطا کتاب پاک اسکی — اسکی تصنیف اسکی ہاتھ میں تھی

تھا وہی روز اول ای ماہر — کہ وہ لایا کتاب کو باہر

اور کیا نقل ابن عبد حکیم — ابن سری سے اسطرح ای فہیم

کہ میں دیکھا نبی کتیں در خواب — اور کیا یوں ادب سے عرض جناب

یا رسول اللہ حدثنی العلم احدث بہ عنک

مجھ کو اسکے جواب میں دلشاد — شاہ عالم کیا ہے یوں ارشاد

یا ابن السری انی اوصیت الی مالک بکنز یفرقہ علیکم

کنز سے وہ مراد ہے دریاب — ہے موطا کتاب فیض نصاب

ہے اصح کتب وہ ای آگاہ — بعد قرآن جو ہے کتاب اللہ

لنفع بس اس کتاب سے لیجے — فیض اس نسخ باب سے لیجے

اور اوردی کہا کہ ایک شب — دیکھا رویا میں اسطرح خوشتر جب

بیٹھ مسجد کے درمیان رسول — وعظ و ارشاد بیچ ہی مشغول

مالک ایسے میں ناگہاں آیا — دیکھ اسکو رسول نے فرمایا

آ قریب آ قریب تیرا ب
آ قریب آ قریب ای رب
آ تا نزدیک وہ زرو ادب
ہی انگشتری نکالا ہے
او رخنصر میں اسکے ڈالا ہے
اسکے ہیں کہ تب
علم ہے ویسے وہ نہیں
علم میں بے نظیر ہے وہ نہیں

نقل

خلف ابن عمر نقل کیا
کہ میں مالک کے پاس بیٹھا تھا
آیا ابن ابی کثیر وہاں
تھا مدینے کا قاری وہ ذی شان
ہاتھ مالک کے ایک رقعہ دیا
وہ مصلے کے نیچے اسکو رکھا
تھا وہ رقعہ میں اسطرح جو لکھا
اسطرح واقعہ میں دیکھا
کہ

بہ عبارت رسولِ پڑہتا تھا
وجہ پوچھے تو اسکا کہتا تھا
کہ حدیثِ رسول کا اکرام
میں یہ کرتا ہوں جان و دل سے مدام

گل

کہ میں مسجد طرف گیا ہوں یقیں — بیٹھا مسجد میں ہے رسولِ امین
خلق حاضر ہیں گرد و پیش زیاد — عرض کرتے ہیں کیجے کچھ ارشاد
انکو فرمایا یوں رسولِ کریم — زیر منبر ہے ایک گنج عظیم
حکم میں یہ کیا ہوں مالک پر — کرے تقسیم تم پہ وہ اکثر
پاس مالک کے جلد تم جاؤ — اس سے بس اپنے حصے تم پاؤ
مالک یہہ سنکر اشکبار ہوا — درد و رقت سے زار زار ہوا

گل

بولتا ہے وہب بن خالد — جو تھا اہلِ حدیث میں ماجد
شرق سے تا بہ غرب کوئی نہیں — غیر مالک کے در حدیث امیں
ابن اسعد کہا قسم بخدا — ہے جو ارض و سما کیا پیدا
دوست تر ہیں زیادہ مالک سے — نہیں رکھتا ہوں اس زمیں پہ کسے
کہتا ہوں میری عمر سے یارب — عمر مالک میں کر زیادہ اب

خیابان سوم در بیان تعظیم و تکریم علم حدیث کہ دائما آں جناب میفرمود و باب ایں امر شریف روز بروز می افزود

روضۂ فائق اندرائی اکرم — دیکھہ اسطرح سے کیا ہے رقم
مالک باصفا بہت تعظیم — کرتا تھا علم دیں کی ای فہیم
عزم کرتا حدیث پڑہنے جب — باضرورت وضو وہ کرتا تب
شانہ کرتا تھا اپنی داڑہی کو — اور لگاتا لباس کو خوشبو
اور کرتا نماز ادا ای یار — اور مسند پہ بیٹھتا بوقار

گل

بولتا ہے معن بن عیسیٰ
جبکہ مالک امام اہل صفا
عزم کرتا حدیث پڑھنے کا
تب وضو اور غسل کرتا تھا
اور لیتا بخور نیک اساس
اور کرتا معطر اپنا لباس
بیٹھتا با وقار و عزت و جاہ
اہل محفل کو کرتا یوں آگاہ
کوئی اب مت کرو بلند آواز
اور بیٹھو بصد خضوع و نیاز

کرتا آواز گر بلند کوئی | کرتا مجلس سے دور اسکو بھی
اور یہہ آیت کتاب اللہ | پڑہتا تھا وہ امام عالی جاہ

یا ایہا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

ای لوگو مت بلند کرو اپنی آواز نبیؐ کے آواز پر ۱۲

گل

شیخ ابن مبارک ای آگاہ | نام نامی ہے جس کا عبد اللہ
بولتا ہے کہ ایک دن میں جا | نزد مالک ادب سے بیٹھا تھا
اور وہ پڑہتا تھا حدیث رسولؐ | تھا سنانے میں اسکے بس مشغول
بیچھو اک سکتے میں دیا آزار | نیش مارا بدن پہ سولہ بار
رنگ متغیر اس کا ہوتا تھا | قطع با اس نہیں حدیث کیا
منتشر خلق سب ہوئی ہیں جب | جبۂ پاک اپنا جھٹکا تب
جب وہ بیچھو گرا زمیں پہ عیاں | ہیں کیا عرض ہو کے تب حیراں
تو یہہ بیچھو کا رنج اور آزار | کیوں سہا آہ ای امام خیار
بولا حفظ ادب حدیث کا تھا | رنج پر اسکے میں جو صبر کیا
نقل ہے اسکے گھر کوئی سائل | جبکہ آتا تو مالک کامل
اپنی باندی کو جلد بھجواتا | اور اس طرح اسکو فرماتا
پوچھ تو اس سے جا کے کیوں آیا | کیا تو چاہے حدیث یا فتوی
فتوی چہتا اگر وہ صاحب دین | باہر آتا امام نیک آئین
دیتا تھا مسئلے کا اسکے جواب | بعد کرتا روانہ اسکو شتاب
اور سائل حدیث گر چہتا | کہتے ہیں مالک اسکو بٹھلاتا
غسل کرتا تھا جلد تر وہ رئیس | پھرتا بعد ازاں لباس نفیس

اور خوشبوئی بھی سر پہ لگاتا تہا
پہن طیب وہ باہر آتا تہا
اور کرسی پہ بیٹھتا بوقار
اور پڑہتا حدیث شاہ ابرار

گل

اور کہا مصعب ابن عبد اللہ
جبکہ مالک امام حق آگاہ
کرتا تھا ذکر پاک پیغمبر
رنگ ہوتا تھا اس کا متغیر
اور خم اسکی پشت ہوتی تہی
سنکر اس امام کا تھا یہی
حال پاک اسکو کہتے ہیں
حال استادگی میں یا کہیں
یا وہ چلنے کیوقت رہ میں کہیں
سنت نکر وہ وہ سمجھتا تھا
پوچھنا بولنا حدیثوں کا

گل

پس تو دُر حقِ نبی ای امام
ہمیں جو کچھ کیا ہے تجھ کو عطا
ہوا مالک یہ سن بہت گریاں
بامر آیو لکھا تھا یوں بیاں

یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ
ثَبِّتْ مَالِكًا عَلٰى حَالَةِ
هٰذِهٖ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

رکھ تو مالک کو ثابت اے داور
تا قیامت یہی اسی حالت پر
نقل کرتے ہیں جب بوجہ لطیف
کیا مالکؒ کتاب کی تالیف
فکر میں تھا کہ کیا رکھوں میں نام
دیکھا اس شب میں اس طرح بمنام
کہ رسولِ انبیا رسول خدا
وطی رکھ لیتا میں نہ اعلم کیا

گل

تھا کھڑا ایکدن وہ اہلِ ہدا
مارنے کو اُسے دیا فتویٰ

اس سبب کوئی حدث آ پوچھا
کہ وہ یوں بے ادب ہو کیوں پوچھا

خیابان چہارم

در فضائل و مناقب و اخلاق جلیلہ و اوصاف جمیلہ آن امام عالی مناصب

یوں لکھا ہے بروضۂ فایق
تھا کثیر الصلوٰۃ اور اوراد
درس و تکرار علم میں بسیار
بہ زبان شریف پیغمبرؐ
دوسرے کو ہو کس طرح امکان
در سلوکِ طریق رب انام
تھا ریاضات میں بہت شاغل

مالک ابن انس امام بحق
صاحب ذکر و فکر ذو الارشاد
مشتغل تھا سدا وہ لیل و نہار
مدح گذری ہو اسکی جب ای بسر
مدح اسکی کرے ادا ز لسان
پس شب و روز وہ امام ہمام
اور رشد انکا تھا بہت حاصل

گل

بولتا ہے مثنیٰ بن اسعد
کوئی شب میں نہیں کیا ہے بے خواب
در کتاب الخواص غزالی
لکھا اس طرح ایکدن سفیان
کہ میں دیکھا ہوں کل کی شب بمنام
اپنی انگشتری پاک نکال

کہ یہ کہتا تھا مالکؒ امجد
دیکھا اس میں مگر نبیؐ کا جناب
قدس اللہ سرہ العالی
آ کہا نزد مالکؒ ذیشان
سرور انبیا شفیع انام
تیری انگلی میں ڈالا با جلال

اس اشارہ سے وہ امام ہمام — تب موطا رکھا ہی اسکا نام

گل

یوں کہا یونس ابن عبداللہ — کہ کہا شافعی خدا آگاہ

نہیں روے زمیں پہ کوئی کتاب — عصمت علم ہیں زروے صواب

جوں کتاب امام دیں مالک — جو طریق خدا کا تھا سالک

اک روایت ہی تحت جرح بریں — از موطا اصح کتاب نہیں

واقدی بولتا ہے با عزت — کہ تہی مالک کی یہ سدا عادت

پنجگانہ نماز کے خاطر — واسطے جمعہ کے بھی ای فاخر

سوئے مسجد ہمیشہ آتا تھا — اور جنازے کے ساتھ جاتا تھا

اور کرتا عیادت بیمار — اور ادائے حقوق ہر حقدار

اور مسجد میں بیٹھتا با دب — ہوتے حاضر ہی اسکے یاران سب

کرتا دینی امور کی تعظیم — مستفیدوں کو از رہ تعمیم

سب کو سکھلاتا شرع کی احکام — امر اور نہی بر خواص و عوام

دیتا صلحا کو خیر کی ترغیب — زجر سے اہل شر کو سب ترہیب

ایک مدت کے بعد وہ فیروز — چھوڑ مسجد کا بیٹھنا ہر روز

کر کے مسجد نماز وقت ادا — گھر کو تشریف اپنے فرماتا

نہ جنازے کیساتھ آتا تہا — واسطے تعزیت کے جاتا تھا

بعد اسکے ہوا ہے جب معذور — کر دیا ترک سب یہ ہو مجبور

گل

لایا ارشاد و بیچ یوں ابن سعید
لکھا مالک کو یحیی ابن یزید
ہمیں سنا ہوں خبر یہ با تحقیق
پہنا کرتا ہے تو لباس رقیق
کھاتا ہی نان نرم شام و سحر
بیٹھتا ہی ہے اوپر نرم فرش ابر
اور تو در پہ اپنے صبح و مسا
حاجبوں کو بھی ہی کھڑا کرتا
اور تو طالبان علم کی مجلس
کر کے بیٹھا ہے اسمیں بن جالس
لوگ تجھکو سمجھتے ہیں اپنا امام
بیں تو ڈر حق سے روز و شب بدوام
دیں مالک نے اسکے جواب لکھا
باصواب اور باشتاب لکھا
کہ ترا نامہ مجھکو پہنچا اب
ہوا معلوم اسکا سب مطلب

تو کیا کھا رقم کہ شام و سحر
پھرتا ہوں لباس میں بہتر

اور کھاتا ہوں میں لذیذ طعام
اور مرے در پہ حاجباں ہیں مدام

اور چڑھتا ہوں میں مراکب پہ
پیچ ہے کرتا ہوں میں یہ سب اشہر

پر میں کرتا ہوں حق سے استغفار
عفو چہتا ہوں میں یہ لیل و نہار

دیکھو قرآن میں تو با اور اک
کیا ارشاد حق یہ آیت پاک

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِىْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ
الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ

خیابان پنجم در بذل و سخا و جود و عطای آں امام باصفا رح

گوش جاں سے سن تو ای شایق
یوں لکھا ہے بروضۂ فایق

مالک ابن انس امام اجل
جب ہوا علم و فضل میں اکمل

اسکے فیض علوم کا مذکور
ہوا عالم میں چوطرف مشہور

ہدیہ آتا تھا اسکے پاس سدا
مال و زر چوطرف سے صبح و مسا

اپنے اصحاب پہ وہ باتکریم
کرتا تھا مال و زر وہ سب تقسیم

اسکے اصحاب بھی اسکے مثال
خرچتے نیک کام میں وہ مال

کہتا تھا وہ امام اہل یقیں
رہنے لے مال و زر ہی نہیں

ہے یہی زہد بلکہ اسی کا مل
مال اور زر سے کہ ننگ و عار خذلان

گل

شافعی بولتا ہے لو سن لے
در پہ دیکھا امام مالک کے

اسپ بہتر کئی خراساں سے
ہدیہ آئے تھے انکو باندھے ہوئے

دیکھے اسپ بھی وہ زنی تعداد
کہیں دیکھا نہیں تھا میں زنہار
جب تحیر سے کہے کہ انہم نظار
بولا گھوڑے یہ ہیں بہت بہتر
بس یہ سنتے ہی وہ امام کہا
سب یہ اسپاں تجھی ہیں یہ دیا
میں کہا ایک اسپ تو ان سے
رکھ لو سواری کیواسطے اپنے
تب کہا وہ امام عالی جاہ
کہ شہ دو جہاں رسول اللہ
ہوں جس خاک پاک میں مدفون
میں وہاں کیوں سوار ہو کے پھروں
آہ کیوں ہم اسپ سے پامال
میں کروں نقش وہ مزار خاک
از خداوند عاصم و ناظر
شرم آتی ہے بس مجھے وافر

گلدستۂ شریفہ در بیان آداب و احترام و اعزاز و اکرام مدینۂ سکینہ کہ از آنجناب بجلوۂ ظہور رسید

ابن خلکاں کیا ہے یوں مذکور — اپنی تاریخ میں جو ہے مشہور
مالک ابن انس امام شہیر — تھا معمر اگرچہ پیر کبیر
پر مدینے میں وہ کبھو زنہار — نہیں مرکب اوپر ہوا ہے سوار
اور کہتا تھا جثۂ سرورؐ — ہووے مدفون جس زمین اندر
کبھو ہرگز وہاں نہ ہوں سوار — یہ نہیں ہے مجھے ادب کا شعار
اور حب مدینۂ انور — اور تعظیم اسکی شام و سحر
کرتا تھا وہ یہاں تلک کہ ہاں — کہ کبھو وہ امام اہل وفا
نہ مدینے سے ہے گیا باہر — مگر اکبار حج کو ہی ماہر
تا مدینے سوا نہ مر جاؤں — اور مدینے سوا نہوں مدفوں
مسجد مصطفیٰؐ کے ہی اندر — مدت العمر لے گیا ہے بسر
اے خداوند کارساز قدیر — بہر آداب آن امام خبیر
اور حبسکا کیا وہ حفظ ادب — جو ہے تیرا حبیب یارب
واسطے اسکے کر یہ عرض قبول — کر توسل تو اسکا یہ مقبول
کہ فقیر حقیر احقر کو — عاجز و خاکسار کمتر کو
تا مدینہ لجائے خوشنود ہات — اور وہیں کیجے اسکی موت و حیات
اسکی یہ بہشت خاک اے رحماں — کر اسی خاک پاک میں زیر تہ

خیابان ششم در ماجرائیکہ درمیان آن امام باصفا و امرا و خلفائے پرجفا گذشت

نقل کرتا ہے حجۃ الاسلام — در خواص الکتاب با اکرام

شیخ ابن وہب ہیں ایک
شیخ ابن وہب امام دین مالک
سر جناب امام تھا اسطرح بہ نقیب
فتوی دیتا تھا لازم آتی نہیں
بیعت جبر
یعنی بالجبر بان لے کوئی
خلافت کسی خلیفے کی
جب ہوتی ہی لازم
نہیں بیعت یہ ہو قائم
کہ ہمیشہ وہ اب یہ
شخص تب ایک از بنی عباس
تھا مدینے کا والی پر وسواس
اسکو پہنچا سے دشمناں یہ خبر
ہوا برہم یہ بات وہ سنکر
اور مالک سے تین بلا پوچھا
کیا تو دیتا ہے فتوی اکہہ ایسا
یہی جبر
اس سے مقصود ہے
اصل اولاد مرتضیٰ کے سوا
کوئی کا

کوی خلافت کے ہے نہیں قابل
اسکو بولا ہے مالک اکمل
بولا حاکم یہ چھوڑدے فتوی
نہیں زنہار دین میں الحاد
بولا ہے لاطلاق فی اغلاق
پس اگر چھوڑوں قول شاہ ہدیٰ
بولا اس قول سے رجوع تو کر
بولا ہرگز نہ میں رجوع کروں
سنکے حاکم یہ بات غصہ ہوا
تازیانوں سے آہ پشت اسکی
اور شل ہوگیا ہے ہاتھ اس کا
اور حاکم کیا ہے قید شدید
قید میں بھی امام نے کو صفات
جو نہیں جانتے ہیں میرے تئیں
میں یہ کہتا ہوں جو کہا خاتم
مفسداں پھر اُسے دی یہی خبر
سن یہ حاکم وہ لاعلاج ہوا

پس خلافت ہے غیر کی باطل
حکم یہ ہیں انہیں کیا اول
مالک اسطرح تب اسے بولا
دیکھ سرور کیا ہے کیا ارشاد
اس سے اکراہ مراد ہے پس شاق
ہونگا گمراہ میں پناہ خدا
ہے ترے واسطے یہی بہتر
قول یہ حق ہے یہی حق سے پھروں
مارنے تازیانے حکم کیا
ہوی زخمی بھی شق ہوی پسلی
اسلئے ہاتھ سر آ نہ سکتا تھا
تھے نگہباں موکلاں عنید
آشکارا یہ بولتا تھا بات
مالک ابن انس ہوں جانو میں
بیعت مُکرہ آوے نالازم
کہ وہ کہتا ہے اسطرح اشہر
قید سے لینے اسکو چھوڑ دیا

بعد اس حادثہ کے پھر حجرے میں
آیا ہارون طرف مدینہ کے
آ گھڑا اس امام کے در پہ
دیر تک وہ نہ اپنا ہو لا در
بعد ازو وہ در کو پیٹے ہاتھو لا
ملے اس سے کہا ہے ہارون تب
آہ حاکم بیان کا بد انجام
بے اجازت میرے کیا یہ کام
میں نہ اس کام سے ہوا مسرور
بلکہ دل میں ہوا بہت رنجور
اسکو حاضر کیا ہوں تیرے پاس
لے تو اپنا قصاص بے وسواس
بولا مالک یہ سنکے اسکی بات
ہاتھ اسکی بات سے اٹھایا میں
درمیاں اسکے میرے روز جزا
تا نہ ہووے کچھ خصومت برپا

ہے

ابن خلکان ہے اور یوں لکھا
پایا رفعت لیا ہو شان دگر

گل

بعد ازیں ضرب حال مالک کا
ضرب گویا اُسے ہوا زیور

ہے وہ اک شاخ شجر سیدناس | یعنے ہیگا وہ از بنی عباس

گل

دیکھ پاس قرابت شہ دینؐ
بنی عباس کا تھا ایسا پاس
کہ علیؑ اور بتولؓ کے اولاد
واجب الاحترام ہیں وہ مدام
انکا حفظ ادب تھے لازم تر
ہوں جو اولاد بادشاہوں کے
عزت و قدر ان کی کرتے ہیں
پس شہ انبیا کی جو ہے آل
ہیں احادیث اس بیان میں صحیح
عربی ہیں بہت کتب اس میں
اور ہندی میں ہا قر آگاہ
دیکھیو اس کو جزائے خیر خدا
ہیں کبھی در ذکر اہلبیت خیال

ہیں کہاں تک کئے ائمہ دین
ہو بنی فاطمہ کا کیا پاس
ہیں وے گویا رسولؐ کے اولاد
ہوں جو سادات تا بروز قیام
رکھ مقدس نسبت انکے نظر
عمدگوں کے بھی اور امیروں کے
پاس آداب انکا دھرتے ہیں
کسقدر ہوویں واجب الاجلال
اور آثار آئے ہیں بھی صریح
اس بیان میں لکھی ائمہ دیں
ہے ریاض الجنان الحاد الخواد
سیر کر اس ریاض کا تو سدا
لکھا ایک نسخہ روضۃ الابرار

گل

حرملہ ابن یحییٰ با تمکیں
ہاشمی والی مدینہ تھا
بلا دیتا ہے فتوی تو ہر گاہ

نقل کرتا ہے شافعی سے یقیں
آہ مالک کو وہ بلا بھیجا
کیوں کیا ابطال بیعت اکراہ

گل

اور کہا شافعی مدینے کا

گل

اور قاضی عیاض اہل شفا
اسی طرح در کتاب شفا

تھا مرے گود میں نبی کا سر | ہوی نازل یہ آیت انور

لَا یَسْتَوِی الْقَاعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ

ام مکتوم کا پسر آگاہ | نام نامی ہے جس کا عبد اللہ
آیت پاک جب سنا ہے جب | عرض سرور سے یوں کیا ہے تب
ہے بفضل جہاد یہہ آیہ | میں ہوں نابینا یا رسول اللہ
کیا کروں مجہ کو کیجیے ارشاد | تب کہا یوں رسول رب عباد
میں یہ کچھ جانتا نہیں زنہار | ابن ثابت یہاں کہا ہی یار
خشک ابہی نہیں ہوا تھا میرا قلم | ہوا بیہوش سرور عالم
بعد ازاں جبکہ ہوش میں آیا | مجکو ارشاد ہے یہ فرمایا
لکھ یہ قرآن کی آیت اکرم | غیر اولی الضرر کیا ہی قلم
دیکھ ای ہارون حرف تہا واحد | جبرئیل اور ملائک ماجد
پنج صد سال کی مسافت سے | اسقدر رنج و تعب ہیں کھینچے
مجکو کہتا ہے تو بغیر ہراس | کہ پڑہوں لاکتاب تیری پاس
جمع حالانکہ میں کیا ہوں جاں | آ ہیں کیسے حدیث و قرآن
ہے سزاوار مجکو یہہ بدوام | کہ کروں اسکا عزت و اکرام
عز منصب تجہی دیا ہے خدا | عزت علم پہلے تو نہ گھٹا
عزت علم تو گھٹاوے اگر | تیری عزت گھٹا دیگا داور
یہہ نصیحت سنا ہی ہارون جب | متنبہ بہت ہوا ہے تب
بولا آتا ہوں میں تیرے ہی گھر | اور اٹھا ہے تبہی ہیں مضطر
ساتھ مالک کے باہر آیا وہ جب | چاہا ہونے سوار بر مرکب

اسکو مالک نے کہا کہ سن ای حبیب
ہے روایت یہ ز نافع ابن عمر
سر کہا یعنی ہمیشہ واجب
ہر کوئی علم دین کا طالب
گر کوئی علم کے طلب کیلیے
جب چلے علم کے طلب کیلیے
تو ملک اسکے پاؤں کے نیچے
بچھاتے ہیں اپنی پر آکے ضرور
پر تو اب یہہ شرف بغیر قصور
لے تو سب یہہ [illegible] سوار
بس تو عزت سے اپنی بسکون و وقار
چل پیادہ ہی پاس تب
گیا ہارون پیادہ ہمراہ تب
ساتھ مالک کے باکمال ادب
جبکہ مالک اپنے گھر آیا
مجلس میں اسکو بٹھلایا
صدر [illegible] غسل جلد کیا
آپ جا گھر میں [illegible]
حسب عادت لباس لایا

حدیث

عزّ و حرمت سے بیٹھے مسند پہ | یوں لگا کہنے وہ گرامی گہر

روایت

کہ ز نافع سنا ہوں میں یہ خبر | اور نافع سنا ز ابن عمر
اور ابن عمر پیمبر سے | شہ عالم شفیع محشر سے
کہ ہوں مخصوص جب خواص انام | واسطے علم کے بغیر عوام
نفع اس علم سے نہ لیں زنہار | تا عوام و خواص بے تکرار
ہے یہ ایسی کتاب ای دانا | کوی ز اہل حدیث نیں ہے سنا
اذن دے تا کہ سب عوام و خواص | آ سنیں اب حدیث با اخلاص
سن یہ ہارون اذن عام دیا | آئے اہل حدیث اور علما
بولا ہارون کو مالک ای سامع | میں سنا یہ حدیث از نافع
اور سنا وہ یقیں ز ابن عمر | اور ابن عمر نے پیغمبر
جو تو جمع کریگا علم لیے | اسکو رفعت یقیں خدا دیوے
پس تو آئیے حاضرین کیساتھ | بیٹھے علما محدثین کے ساتھ
سنکے ہارون خبر یہ جلد اٹھا | ساتھ اہل حدیث کے بیٹھا
مالک آغاز تب کیا ہے کتاب | اور فارغ ہوے کہ بعد شتاب
پوچھا مالک کہ ای امام ہمام | کیا رکھا ہے تو اس کتاب کا نام
بولا نام اسکا میں موطا رکھا | تو جو چھپتا ہے نام رکھ اسکا
بعد ہارون گیا ہے لے رخصت | اور بھیجا ہے ہدیہ با عزت
نقد تھے انمیں بیحد و بسیار | اور تھے چند مرکباں رہوار
وہ کیا ہے قبول نقد ہی | کیا واپس ہی مرکبوں کتنی

اور پیغام اسکو یہ بھیجا
کہ ہے ہارون یہاں سو مجھکو لا
نہ کبھو اس زمیں پر رہا مار
نہ پھروں تا حیات ہو کے سوار
نقل ہے یہ پوچھا ہارون مالک سے
کیا سکونت ہے یہ مکاں اپنے
بولا مالک نہ خاص گھر ہے مجھے
یا دینار تین ہزار اسے
اسکو مالک نے خرچ میں لایا
اور امانت ہی پاس اپنے رکھا
تا کہ ہارون ارادہ بغداد
جب مدینہ سے ہے کیا دلشاد
بولا مالک کو آ تو میرے ساتھ
سوی بغداد ای گرامی ذات
تا کہ تیری کتاب با توقیر
ہے جو اسکی کرو اشاعت ہر شہر

اور بولا کہ کوئی تیرے سوا
اس جگہ اب تلک نہیں بیٹھا
بولا مالک کہ ای بلند نسب
شجرۂ طیبہ سے ہے تو جب
تجھ سے طیب ہی ہویگا صادر
قول غزالی کا ہوا آخر

گل

اور ہارون کے پاس ای فیروز
مالک آیا تھا باشرف یکروز
ہوئی آخر دونوں کی جب صحبت
کیا ہارون عرض در خدمت
کہ اگر ای امام تو ہر روز
کرے میرے مکاں کو زیب افروز
میرے فرزند مامون اور امین
سنیں تجھ سے حدیث سر دین
تیری منت ہو ہمیشہ تب ای امام
اسسے مالک سنا ہے جب کلام
بس کراہت سے اسکو ہی دیکھا
اور اسطرح اسکو فرمایا
حق نے جس چیز کو دیا رفعت
پست اس چیز کی نکر عزت
علم وہ ہے کہ اسطرف جاوے
سو طالب علم ہی آوے
ہاروں انصاف سے کہا اسدم
حق کہا یہ سخن تو ای اکرم
آہ لغزش ہوئی یہ میرے سے
کر کرم اس سے در گذر کیجے
پس وہ بیٹوں کو اپنے بیوسوس
بھیجتا تھا امام مالک پاس
دوسرے طلبہ کو اذن دیتا جب
بار دیتا تھا انکو مالک تب
اور صف میں انہیں کے بٹھلاتا
اور احادیث انکو فرماتا

خیابان ہشتم در ذکر وفات آں امام ذو الکرامات

و منامات بشارت آیات کہ بعد رحلت از اکابر مروی ست

سن ہجری تھا یکصد و ہفتاد
اور نو سال ہی تھی ہیم نہاد
عہد ہارون میں ای نیک خصال
اور بعمر شریف نود سال
کیا رحلت ہی مالک ابن انس
قدس اللہ سرہ الاقدس

گل

بولا ابوالقاسم بلند نسب
آہ مالک کو مرض موت تھا جب
اسکی خدمت میں تب میں بیٹھا تھا
وار اور دی تب اسکی پاس آیا
بولا میں شب کو ایک دیکھا خواب
پوچھا کیا ہی تو کہہ مرے شتاب
کہا میں ایک شخص کو دیکھا
آسمان سے ہے وہ نزول کیا

اور

اور پہنا تھا وہ لباس ہرا ۔ ہاتھ میں اسکے ایک نامہ تھا
آسماں سے زمیں پہ سہ بار ۔ نشر کر اسکو یہہ کیا گفتار
کہ ہے مالک کی یہ برات بجا ۔ اب نہ نار سقر بفضل خدا
تھے اسی بات میں ہم ای راشد ۔ آیا ناگہہ امیر کا قاصد
اور گذارش کیا ہے یہ پیغام ۔ کہ موذن مدینے کا ای ہمام
آجکی شب جسے خواب اک دیکھا ۔ کیا ہے پوچھا تو تب وہ عرض کیا
تھا وہی خواب وہ بہی بتکرار ۔ دار اور دی جو آ کہا ای یار
خواب سردو سنا یہ مالک جب ۔ جلد تر فقرہ یہہ پڑھا ہے تب

اللہ المستعان ماشاء اللہ کان

شافعی بولتا ہے ای اکرم ۔ کہ تھے مکے کے بیچ ساکن ہم
یوں بہی میری ایکدن بولی ۔ کہ عجب تر یہہ خواب میں دیکھی
کہ کوئی بولتا ہے یوں آکر ۔ جو تھا اہل زمیں میں عالم تر
آجکی شب یقیں کیا رحلت ۔ حق کرے اسکی روح پر رحمت
جب کئے ہم حساب ای فیروز ۔ وہی مالک کے تھا وفات کا روز

گل

یونس اسطرح سے ہے نقل کیا ۔ کہ بشر بن بکر یہہ کہتا تھا
میں نے دیکھا یہہ خواب ای بہائی ۔ کہ امام بزرگ باوزائی
باگروہ کثیر از علما ۔ ہیگا داخل بجنت الماوا
پوچھا میں اس سے ای امام ہدا ۔ مالک ابن انس کہاں ہے دکھا
بولا ہم سے بدرجہ اعلا ۔ ہیگا مالک امام اہل تقا

بعد مالک کو میں نے دیکہا جب
پوچھا میں اس سے کیا کیا تیرے رب
بولا مالک کہ حضرت عثمان
مجکو پہنچا تھا اک جاں
کلمہ
میں کیا تہا مداومت اوس
مجکو بخشا ہے اسلئے داور
جب جنازے کو دیکہا عثمان
کلمہ پڑہتا تہا ای وہ
سبحان الذی حی لا یموت
اسکے حق یاب
ہمیں سے داخل جنت
کردیا مجہکو
گلشن سوم ومناقب
عالیشان

کمالات علیہ و الاحساب عباسی نسب وارث علوم نبی امام ہمام محمد بن ادریس شافعی مطلبی رحمۃ اللہ علیہ در گلشن ہفت خیابان است، خیابان اول در نام و نسب تاریخ ولادت ورحلت آن حضرت

ذوالمفاخر امام مطلبی | شافعی وارث علوم نبیؐ
عامل و حافظ حدیث رسولؐ | گوہر معدن ولائے بتولؐ
علم و حکمت کے اوج کا نیّر | شرف و عزت کے برج کا اختر
مولوی باقر خدا آگاہ | رحمت حق ہو اسپہ شام و پگاہ
نسب شافعی امام ہمام | یوں لکھا ہے بروضۃ الاسلام
نام اس شاہ کا محمدؐ ہے | اسم میں بھی وہ عین احمدؐ ہے
لقب اس کا ہے ناصر سنت | کیوں نہو ہے وہ ہادی امت
نام والد کا اس کے ہے ادریس | جو تھا افضل و شرف میں باتقدیس
ہے گا عباس اسکا والد جان | اسکا والد ہے بیگیان عثمان
والد ماجد اس کا ہے شافع | جو ہے فضل و کمال کا جامع
سائب اس کا ہے والد امجد | نہیں فضل و شرف کو اسکے حد
ہے گا صائب عبید کا فرزند | وہ ہے عبد یزید کا دلبند
از کرم انبیا کا شاہنشاہ | نام اسکا رکھا ہے عبد اللہ
ہاشم اسکا پدر رہے بے تکرار | مطلب اسکا باپ ہے ای یار
ہے گا عبد مناف کا وہ پسر | جو ہے جد رسول جن و بشر
ہے سیوم جد نبی کا عبد مناف | چار فرزند تھے اسے حسن صاف
ہاشم و مطلب سیوم نوفل | چارمی عبد شمس ہی کامل

ہاشم و مطلب ہیں ہمزاد
اسطرح ہی قریش ہے اسپہ نہ یاد
ودرکس ای بھائی اسماء امام
ہاشمیات ہیں بنت ہمیں کلام
مادر شافعی ہے ام حسن
ہی پڑ دی حسن کی وہ این
سائب و مرتضی بلا تکرار
ہیں خلیرے برادران ای یار
سائب ابن عبید ای امجد
شافعی کا ہی جان چوتھا جد
جد سیوم ہی اسکا شافع نام
نسبت اسکی طرف کی ہی امام
دونوں ہم اور اسکے دو اجداد
ہیں صحابہ رسول کر رکھہ یاد

گلدستہ دربیان تاریخ میلاد و مقدار

و مقدار عمر شریف و سال وفات آن گرامی صفات

اہل تاریخ متفق ہیں تمام | کہ یقیں شافعی امام ہمام
سن ہجری صد و پنجاہ | متولد ہوا ہے اے آگاہ
اور زندہ رہا ہے چون سال | دو صد و چار سن میں پایا وصال
تھی شب جمعہ وہ اخیر رجب | روح پر اسکے ہووے رحمت رب
جمعہ کے روز بعد عصر یقیں | مصر میں اسکی ہے ہوی تدفین
سال میلاد داد معلّے داں | سال ترحیل او مقدس خواں
سال میلاد شافعی امیلیا | سال ترحیل بوحنیفہ جاں
بعضے کہتے ہیں روز فوت امام | ہوا پیدا ہے شافعی با نام
جب ہوا ہے وہ آفتاب نہاں | ہوا تابندہ یہ مہ تاباں
اور ولادت کی جا میں اے خوشحال | مختلف آئے ہیں کئے اقوال
قول ہے اک وہ آیۂ رحمت | ہوا پیدا بہ بلدۂ غزت
جو ہے بیت مقدس ای کامل | اس سے وہ شہر ہے بہ دو منزل
جب ہوئی عمر اسکی دو سالہ | کہتے ہیں لائے اسکو در مکہ
اور ذہب بولا وہ مہ روشن | ہوا طالع یقیں با وج یمن
اور لکھا بیہقی نیک سیر | ہوا طفلی میں شافعی کا پدر
بلدۂ عسقلان سے جد اسکا | شہر مکہ میں اسکو لے آیا
درمیان عسقلان و غزہ کے | ہے مسافت چھ میل کی سنئے
اسی ہر دو بلد کو سر و دیں | نام رکھا عروس شام یقیں

خیابان دوم
در تسلیم قرآن امام بمعلم و تفریغ وی از حفظ قرآن کریم در سن ہفت سالگی۔

فخر رازی کہا ای نیک مزاج
تھا ادب میں بہت شافعی محتاج
تھا اور اسکے لیے نہیں
والد جب لگا کے چھوڑ گئے ہیں
کہ معلم سے پاس اجرت
پہ معلم کو ... دے اجرت
نہ سکتے ...
لے وہ معلم نذور
اس ... اسکی قصور
کرتا تعلیم میں تھا اسکی
شافعی میں بڑی زکاوت تھی
قدرت حفظ اور فراست تھی
دیکھ لڑکوں کو وہ پڑہاتا جو
یاد کرتا تھا شافعی اس کو
اور جاتا تھا جب کہیں استاد
وہیں لڑکوں کو وہ دلاتا یاد
جب معلم یہ حال ہے جانا
منزلت شافعی کی پہچانا
اجرت

ادب میں تھا وہ فصیح الناس
ایک مدت رہا میں اسکے پاس
بعد کے جب کیا رخصت
شعر پر آئی مجھے بڑی رغبت
تا کہ پایا ہوں رتبۂ بمبر
شعر کے فن میں ہو گیا شہرہ
ایکدن شخص کر زمان زبیر
گذرا میرے پہ اور کہا بافخر
ہم فصاحت میں لائق مرغوب
ہوئی گر نعت میں دیکھا تھا خوب
میں کہا کون شخص ہے باقی
ہو وے تا تم علم کا ساقی
نام مالک زبان پہ وہ لایا
مجھی رغبت میں اپنے دل پایا

گل

اجرت درس اس سے چھوڑ دیا
دل کو الفت میں اسکے جوڑ دیا
بولتا تھا نہیں حلال مجھے
اجرت درس کیوں تیرے سے
گذرے اسطور سے کئی ایام
ہفت سالہ ہوا ہے جب وہ امام
ختم قرآن کیا بفضل خدا
بہ تقی میں ومبدم وہ سدا

گل

یوں حمیدی یہ نقل کر لایا
کہ مجھے شافعی یہہ فرمایا
کہ تھا میں اپنی ماں کے پاس یتیم
میری مادر تھی مفلسہ ای سلیم
مجھکو مکتب میں ماں مری بھیجی
کچھ معلم کو دے نہ سکتی تھی
مجھ سے راضی تھا وستاد مرا
گر کسی کام کو وہ جاتا تھا
کرتا تھا وہ خلیفہ مجھکو تب
میں پڑھاتا تھا دوسرونکو سب

گل

بیہقی اسطرح کیا ہے بیاں
کہ کہا شافعی امام زماں
ختم قرآن میں کیا ہوں جب
آتا مسجد کو وا تھا بہ ادب
بیٹھتا تھا بہ مجلس علماء
مسئلہ یا حدیث جو سنتا
حفظ کرتا تھا اسکو بیو اس
اور میسر نہ تھی مجھے قرطاس
ٹھکریاں اور ہاڑ دانتوں کے
جمع کرتا تھا جابجا جیسکے
اور لکھتا حدیث کو اسپر
بھر گئے ہیں سبی بھئے ظروف اکثر
اور اوایل میں مجھ کو لیل و نہار
شعر پہ التفات تھا بسیار
اور مکے سے بادیہ کو میں آ
کئی دن صحبت ہذیل میں تھا

اور یہ شافعی دیا ہے خبر
کہ تھا میں عقبۂ منا کے اوپر

سنا پیچھے سے اپنے اک آواز
کہ تو ہو علم فقہ سے ہمراز

اور دور زیر سایۂ کعبہ
میں ہی آ سجائے پر تھا بس تنہا

سنا ایسا ہی اک ندا اس وقت
کہ پڑھیوں فقہ چھوڑوں شعر کی لت

اور اک روز مسلم خالد
بولا میرے سے یونہی ای ماجد

گلدستۂ شریفہ

اور اسی شب کو خواب میں دیکھا
رویت حضرت رسول خدا

کیا ارشاد مجھ کو ای لڑکے
کہہ تو ہے کون سے قبیلے سے

بولا تیری گروہ سے ہوں ٹھیک
بولا نزدیک آ گیا نزدیک

بولا منہ کھول کھولا میں نے شتاب
ڈالا اسمیں مبارک اپنا لعاب

بر زبان و دہان و لب میرے
وہ ملا ہے کمال رحمت سے

اور برکت کی وہ کیا ہے دعا
حق میں میرے بجوش لطف و عطا

بعد اس واقعے کے مجھ سے کبھی
ہرگز اعراب میں خطا نہ ہوی

حرملہ شافعی سے ہے ناقل
کہ مری کودکی میں اے عاقل

دیکھا اک شب رسول کو بمنام
کہ تھا در مسجد الحرام امام

اور وہ فارغ ہوا جب نے نماز
کیا تعلیم قوم کی آغاز

میں بھی نزدیک جا کے عرض کیا
یا نبی اب مجھے بھی کچھ فرما

پس نکالا ہے وہ شہ دو جہاں
آستین سے تب اپنے اک میزان

اور عنایت وہیں کیا ہے مجھے
اور کہا ہے یہہ واسطے تیرے

ہوا پیدا جبکہ میں ای خبیر
اک معبر سے پوچھا جا تدبیر

وہ کہا علم بن بفضل محمد
یا وہ بیگا نعت کہ اس کا وارث
اور تو ہو وے گا امام انام
و سنت رسول انام
پیرو ... وہ امام اجل
کیونکہ مسجد کا وہ امام اجل
سب ائمہ سے ہو تقیں افضل
ارشاد ہے
اور منیرات یہہ بشری
کہ تو جانے حقیقت
اور کہا ہے محمد ابن حکم
امام شافعی جب ای کریم
حاملہ شافعی سے جبکہ ہوی
خواب اپنی حمل میں وہ دیکھی
کہ مشتری اس کی ...
ہوا اسکے شکم سے ... آ
پارہ پارہ نور اس سے ...
کیا اطراف خلق کو خوشنا

یوں

یوں کہی ہیں معبران تعبیر — کہ وہ نیچے سے نور فیض کثیر
پاوینگے جابجا خواص و عام — ہووینگے مستفید اس سے تمام
فخر رازی نے لکھا ہے یوں ای یار — کہ کہا شافعی امام خیار
مرتضی آیا خواب میں میرے — میں کیا تب مصافحہ اس سے
اپنی انگشتری نکالا وہ — اور انگلی میں میری ڈالا وہ
بولا تعبیر اسکی میرا چچا — کہ مبارک مصافحہ اس کا
ہوویگا باعث اماں ز عذاب — اور ڈالا انگوٹھی جو وہ جناب
یمن سے نام اسکے تیرا نام — شہرۂ شرق و غرب ہوکے تمام

گلدستہ در ذکر اشیاخ کبار و اساتذۂ نامدار آں امام عالیوقار

فخر رازی کہا ہے رکھ تو یاد — شافعی کے اکابر استاد
پانچ مکی ہیں اور چھے مدنی — چار عراقی ہیں اور چار یمنی
اہل مکہ سے پہلے ہی سفیان — بن عیینہ محدث ذیشان
شافعی اسکو سمجھتیں بولا یاز — وہ نہوتا تو جاتا علم حجاز
دوسرا خالد کا ہے پسر مسلم — تیسرا ہے سعید بن سالم
اور داود شیخ چارم ہے — اور عبد المجید پنجم ہے
اور شیوخ مدینۂ اقدس — پہلا استاد مالک بن انس
اور ابن سعید انصاری — اور عبد العزیز داراری
اور براہیم شیخ ہے چوتھا — بن محمد بن ابی یحیی
اور محمد ہے ابن اسمعیل — ابن نافع ہے چھٹوا شیخ جلیل
اور شیوخ یمن رفیع مقام — پہلے مطرف ہے دوسرا ہے ہشام

اور عمر از صحاب اوزاعی
یحیی ابن حسان ای بھائی
اور ملک عراق کے استاد
ہیں وکیع ایک دوسرا حماد
تیسرا استاد انکا اسمعیل
عبد وہاب چار ان میں عقیل
جملہ ہیں بیس ہیں یہ امجاد
رحمت حق سے رہیں دلشاد

گلدستہ در ذکر تلامیذ آنجناب کہ از وی اخذ علم دین کردہ و روایت فقہ و حدیث نمودہ اند

ہیں جو فقہ و حدیث کے راوی
یعنی شاگرد اسکے ای بھائی
ہیں بہت ان سے اول و اکمل
ہے بلا شبہ احمد حنبل

ہے عجب شافعی کی شان عظیم
ہینگے ہر دم امام اہل ادب
یعنے مالک ہے اوستادِ اجل
اور شاگرد شافعی کا دوم
اور تلمیذ تیسرا ہے قیل
اور امام ربیع ہے چوتھا
شافعی کے کتب کا بالتحقیق
پانچواں حرملہ بن یحییٰ

اسکا شاگرد و استاد کریم
مجتہد ہر و صاحب مذہب
اور شاگرد احمد حنبل
ہے امام بویطی اکرم
بو براہیم ہیگا اسمٰعیل
اسکا شاگرد و خادم والا
وہی راوی ہے صاحب توفیق
بوجہ شاگردی یقین اسکا

خیابان سیوم در ترحیل آں امام جلیل زمکہ شریفہ بمدینہ منیفہ و اخذ علوم اقدس از امام مالک ابن انس رح

بولتا ہے امام فخر الدین
شافعی از ائمہ بسیار
سب وہ علما میں اعظم و اقدس
شافعی بولتا ہے یوں پہلے
ذکر مالک سنا دریں اثنا
اسکا شوق ملازمت بسیار
تب موطاے مالکے ہیسر
ہیں کیا حفظ جلد ہی آگہہ
لیا خط سفارش ایک اس سے

کہ ہے رازی سے مشتہر جو یقین
استفادہ کیا ہے علم ہی یار
ہے بہ تحقیق مالک ابن انس
فقہ پڑھتا تھا پاس مسلم کے
کہ ہے وہ پیشوا زمانے کا
دل میں میرے ہوا ہے میل تمام
مستعار ایک شخص سے لیکر
اور گیا نزد والی مکہ
نام سے والی مدینہ کے

اور بنام امام مالک بھی
یہ کتابیں ہوا ارادی
بیشتر ہے کہ حاکم تھا
اور مدینے کا جو خط کو پہنچایا
رئیس سے بلکہ وہ مکتوب
جب مطالعہ کیا ہے وہ مکتوب
کہنے لگا ہے اس اسلوب
مجھکو ہے سہل
از زمین مبارک مدینہ والا
ای جوان تا مدینہ ہے آسان
یہ ہے مدینہ کبھی جانا ہے مشکل جان
جانا مالک کے گھر ہے مشکل جان
دیکھ وہ نہ کھولتا ہے در
جب ہے بیٹھا ہے منتظر در
ہے کھڑے رہنا
چارو ناچار ہم ساتھ وہ گئے
مالک کے امام کے گھر
آیا ہے اسکو ہو کا جب
حلقہ در ہو گوا اسکا تب
باہر آئی ہے اسکی باندی تب

اسکو

ایک ساعت میں [illegible] دیکھا
اور فرمایا سعی اپنے وہ سمجھا
اور پوچھا کہ کیا ہے تیرا نام
میں محمدؐ کہا ہے میرا نام
وہ کہا مجکو ای محمدؐ اب
حق تعالی سے ڈر تو روز و شب
اور پرہیز کر گناہوں سے
اُمتِ شاہ انبیا میں مجھے
دیکھا شان عظیم رب غفور
قلب میں تیرے آویگا کر نور
معصیت سے وہ نور کو نہ بجھا
رہ ہمیشہ بطاعت و تقوی
میں موطا کتاب کا پڑھنا
کردیا تب شروع ای دانا
سنکے وہ حسن قرات و اعراب
متعجب ہوا وہ نیک انصاب

اسکو یوں حاکم مدینہ کہا ۔ کہ تو خواجہ سے اپنے کہدے جا
کہ کھڑا ہے امیر آ در پہ ۔ گئی باندی یہ سنکے گھر اندر
دیر کے بعد پھر کے وہ آئی ۔ اور زمالک پیام یہ لائی
مسئلہ گر تو پوچھتا ہے شتاب ۔ رقعہ لکھ تا لکھوں میں اسکا جواب
یار ہے گر تو دوسری حاجت ۔ جا تو واپس مجھے نہیں فرصت
وقت مجلس کے آ تو پاس مرے ۔ بولا حاکم جواب یہہ سنکے
بول جا کر کہ والی مکہ ۔ بھیجا ہے نام سے ترے رقعہ
ہے مہم ضرور تیرے سے ۔ گئی باندی یہہ بات بھی سنکے
کرسی اک لار کھی ہے وہ باہر ۔ بعد آیا وہ قدوۂ فاخر
تھا معمر وہ پیر مرد جلیل ۔ اور تھا قد پاک اسکا طویل
تھے وجاہت کے سر بسر آثار ۔ ریش سے اسکی ظاہری ہشیار
کرسی او پہ وہ آکے بیٹھا جب ۔ خط دیا والی مدینہ تب
کھول مکتوب کو وہ پڑھنے لگا ۔ جب یہ فقرہ یہ آکے ہے پہنچا

اِنَّ مُحَمَّدَ بْنَ اِدْرِيسَ رَجُلٌ شَرِيفٌ مِنْ اَمْرِهِ وَحَالِهِ كَذَا فَتُحَدِّثُهُ وَتَفْعَلُ وَتَصْنَعُ

آیا فقرہ یہہ پڑھتے ہی بغضب ۔ خط وہ ڈالا وہیں میں پر تب
بولا تسبیح پڑھ وہ با عزت ۔ آہ علم رسولؐ کی نوبت
پہنچی اس حد تلک کہ لوگ آکے ۔ طلب اسکو کریں وسیلوں سے
سنکے حاکم ہوا ہے یہ مبہوت ۔ لب کھولا وہیں کیا ہی سکوت
میں کہا ای امام دین نبی ۔ کہ ہوں میں ایک مرد مطلبی
سن کرم سے یہ ہے مرا احوال ۔ سنا تفصیل سے وہ با جلال

قصہ

کسکا مذہب میں اختیار کروں ‌‌ قول یہ ہے کنت من ابناد ہروں
مجکو ارشاد تب کیا سالار ‌‌ مذہب شافعی کو کر مختار
یعنے بیشک وہ مذہب منصور ‌‌ میری سنت یہی ہو گیا ہے پور
یوں ہی تاج الامام راس کرام ‌‌ ہے لقب جسکا حجۃ الاسلام
جسکو احیای دیں ہیں جد ہی ‌‌ قرن خامس کا جو مجدد ہے
فخر دوران امام غزالی ‌‌ جسکا عرفاں میں رتبہ ہے عالی
قوت علم سے بوجہ سدید ‌‌ چاہا کرنے کو اجتہاد جدید
استخارہ کیا بذوق و خشوع ‌‌ یعنے ختم رسل طرف ہو رجوع
دیکھا ہے خواب میں کہ وہ سرور ‌‌ بیٹھا ہے ایک قصر خاص اندر
چار دروازے ہینگے اسکی تمام ‌‌ بیٹھا ہے ہر در اوپر ایک امام
متوقف ہوا ہے وہ آن ‌‌ کہ کدہر سے میں جاؤں پاس انکے
ایسے میں جان انبیا کا مراد ‌‌ اسکتیں اسطرح کیا ارشاد
ہے محمد جدہر ادہر جاوے ‌‌ اسکے در سے ہر طرف آوے
دیکھا یہ خواب جب وہ با اجلال ‌‌ ہو یا ہے دل سے اپنے تب وہ خیال
مذہب شافعی لیا فی الحال ‌‌ اور یہ بیتیں کہا وہ فرخ فال

اِنَّ الْمَذَاهِبَ خَيْرُهَا وَاَصَحُّهَا ‌‌ هٰذَا قَالَهُ خَيْرُ الْاَنَامِ الشَّافِعِي
فَاخْتَرْتُهُ مَذْهَبَهُ وَقُلْتُ بِقَوْلِهِ ‌‌ وَاجْعَلْتُهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَافِعِي

یعنے بیشبہ خیر مذہب ہا ‌‌ اور صافی ترین مشرب ہا
مذہب شافعی ہے بر حکم و کاست ‌‌ جو ہے خیر الانام نیک صفات
اسکا مذہب میں اختیار کیا ‌‌ اسکے قولوں سے میں نے بہرہ لیا
اور اس شاہ دیں کو روز جزا ‌‌ میں نے اپنا شفیع گردانا

یعنی بنایا گروہ کبریا یار
شافعیہ کا بھی امام ہمارا
وہ کتب اسم پیر نیت وزن
ہو گیا ہے بیاں میں جو مجتہدین
اور لکھے ہیں کتب میں کہ تحقیق
کہ جب آیا شہاب ابن ملیق
پیشوا ہے جو راہ عرفاں میں
مشتہر ہے جو کشف و وجدانی
جا بجا حضرت عطاء اللہ
علم و عرفاں میں ہے جو عالیجاہ
شاذلی سے ہوا ہے جکہیں ہم
مذہب مالکی سے تھا مشہور
ہوا اسکو کہ ای فخار جہاں
کیا چھپا ہو تیں سلوک میاں
ہو وہ لیکن میں شافعی مذہب
اپنے مراد دل ہا وہ مشرب

ہے محبت مجھے امام کیساتھ
گر تو چھوڑے مجھے یہ ہے یہ
وہ کہا واعجب یہہ کیا ہی خیال
تجکو مذہب ترا مبارک ہو
کہا میرے سے شیخ پاک انفاس
ہیں سنا ایک شیخ سے اکبار
شاذلی سے جو ہو گیا ہی سخیر
شافعی نیں کیا ہی جگ سے گذار
اور لکھے ہیں شیخ مبتولی
ایسا بیداربخت تہا وہ امام
حضرت سید رسل کے تیں
بولتا ہے کہ حضرت خاتم
سید احمد کیساتھ بھائی بنا
اور کہا مجکو یوں حبیب کریم
مصر میں گر کوئی ولی نفیس
سید احمد سے افضل و اعلا
سن تو ای یار مصر میں فنون
باوجود اسکے انبیا کا رئیس
گرچہ ذوالنون کا تہا بڑا پایہ
سید الطائفہ ابو القاسم
نام جسکا جنید ہے ای یار

عشق میں اسکو محو ہو ذرات
رہوں خدمتمیں تیری شام و سحر
کیوں ہوا تجکو یہہ گمان محال
کہتا ہوں فائدہ میں یک سنیو
پیر میرا جو ہے ابو العباس
بو الحسن تاج اصفیای کبار
جسکا دیکھا نہیں زمانہ نظیر
جبتلک نیں ہوا ہی قطب مدار
حد سے باہر ہے جسکی مقبولی
کہ بہ بیداری دیکھتا تہا مدام
کیا کہوں اسکی اس مقام کو میں
کر دیا تھا مجھے بلطف و کرم
جو ہے بڑی سی شہر ہا رجا
سنیو اس رمز کو ای ابراہیم
ہوتا بعد محمد ادریس
تجکو میں بہائی اسکا کر دیتا
تھوت اکابر میں جیسے ہیں اک ذوالنون
بولا بعد محمد ادریس
پن وہ رتبہ نہ اسکا ہے پایا
جو تصوف میں تہا بڑا عالم
صوفیہ کا جسے کہے سردار

یوں کہا ہے کسی نے نعمی
و بطون امام
جو تھا ازظاہر ہے حال
و ریہہ
تھا مؤید خدا سے اسکا انتقال
تھا ہمیشہ خدا سے اس برادر دین
شفقت سے یہ
وہ امام امین
یوں کیا نصیح
وار دنیا کو یادگاری ہیں
ہیں گھر میں عزیز داری
ہے گذرا
اسکی سب ویران
ہیں عمارات اسکی
ہیں سب اسکے
زاید قبر اسکی جمعیت
ہے پراگندہ اسکی
کلفت ہے اسکی نکبت و
دولت اسکی محض کمی
ہیں زیادہ اسکی عین غمی
شادمانی ہے اسکی
راضی و شاد
سید تو ہو حق سے
اعتماد اپنا کر حاصل

دار

امام ہمام کی شیدہ سمت و مکالمہ وی با ہارون رشید

نقل ہے شافعی امام زمن
جبکہ گردن نو جوا یمن
اور وہاں اک عمل پہ تھا مولو
تھا وہاں واقع فساد و شر و در
حاسداں لیکے محمد اسیر
الغرض تھے اس اعتزال الشر
مذنون یحیی ابن عبداللہ
بن حسن بن علی ولی اللہ
اور سادات اسکے چند صحاب
وہاں کئے تھے خروج کا اسباب
اتنے ہارون بہت جوش تھا
ایک جا سے نہیں اسکو لکھا
کہ جواں اک محمد ادریسی

شافعی

دار فانی کو چھوڑ دے ای یار — دار باقی اپر کر اپنا مدار
یہاں ترا عیش ظل زائل ہے — جیسا تیرا جدار مایل ہے
روز و شب کر مداومت بعمل — اور کوتاہ کر دے اپنی امل
اس طریقے میں ایسے اسکے نکات — اور معارف میں اسکے سب کلمات
ہنگے از بس لطیف و شور انگیز — اور ہیں سب صوفیہ کے دست آویز
بسط چاہتا ہے یہ بیان نخواہ — یہہ رسالہ تو ہے نپٹ کوتاہ
ورجن کیلئے یہ ہی منظوم — ان کو کیا کر سکینگے وہ مفہوم
اور مقامات اسکے ہیں بیحد — اور کرامات اسکے ہیں بیعد
تھا سب اخلاق بیچ وہ اکرم — مظہر خلق حضرت خاتم
جو تھے اسوقت اکابر اعلام — اوستاد اسکو جانتے تھے تمام
احمد حنبل آں امام ہمام — جسکو صدیقیت میں ہے گا مقام
سرور سرور دوکون کے اخیار — جسکو تھی یاد دستا لک ای یار
باوجود اس علوم و تقوی کے — زین پوش اسکا دوش پر لیکے
دوڑتا تھا رکاب میں اسکے — بہوت رکھتا تھا اعتقاد اس سے
محو تھا اسکی وہ محبت میں — تر زباں تھا نت اسکی مدحت میں
یحیی بولا کہ کیا ہوا تجھ کو — کہ باین علم و فضل زہد کی تو
شافعی کے رکاب میں چلتا — اسکو وہ مقتدا جواب دیا
تجکو بہی شوق علم گر ہوتا — اسکی خدمت میں عمر کو کہوتا

خیابان ششم

در خروج آں مقتدا سے زمین بسوی
یمن پس مقید شد نقل ازآنجا بہ حمد
حماد و رفتن وی به بغداد و بیان مصاعب شدیدہ که

شافعی نام صاحب تقدیس | ہے وہ سادات میں شریک یہاں
اسکی تیغ زباں لطیف بیان | اگرتی ہے بے نیام ایسا کام
تیغ براں کرے نہ ویسا کام | اگر تو چاہے حجاز کی دولت

کہ ہو باقی ترے یہ باشوکت

جلد اسکو بلا تو اپنے پاس | ہاروں سنتے ہی یہ خبر ہراس
سب وہ سادات شافعی کہتیں | قید کرکے بلایا جلد وہیں
بولتا ہے وہ قدوۂ آفاق | جب ہمیں لے چلے ہیں سوئے عراق
ہمکو ایسا کئے تھے قید شدید | نہیں آرام مجھے دئے ہیں عنید
ناخن و موئے سر تراشی کی | ہمکو رخصت نہیں دئے وہ کبھی
صد و ہشتاد و چار وہاں تھا سن | ماہ شعبان کا تھا وہ روشن
جا کے ہم جبکہ پہنچے ہیں بغداد | نیم شب گذری یہ وہ اہل عناد
ہمسے دس دس کو پاس ہارونکو | قید خانے سے لیکے جاتے تھے
بیٹھا ہارون از پس پردہ | بات اک اک کی خاطر خواہ
حکم کرتا تھا قتل کے ان کا | آہ جلاد قتل کرتا تھا
ہاروں اور بھائی اسکا بالتخصیص | قتل سادات پر بہت تھے حریص
پہنچی جب میری قتل کی نوبت | کردیا حکم وہ بھی باسرعت
میں کہا عجز سے اُسے ای امیر | کر مرے قتل میں ذری تاخیر
مجھ پہ یہ تہمت کئی ہیں یہ باطل | میں نہیں ہوں یہہ قوم میں داخل
میں نہیں تیرے یہ خروج کیا | نہیں تیرے سے انحراف لیا
سنکے ہارون بات یہ باغور | بھیجا زندان میں مجھے فی الفور
چغلی پھر لوگ جب کئے ای یار | پھر بلایا ہے مجکو دوسرے بار

میں کہا ای امیر اہل وفا
ہے سنا شیعہ نہیں یہ عجب
بالتواتر سنا ہے اسکا شرف
جب ہے اپنی قوم میں
نہیں سمجھتا ہی قتل تو جانشیں
نہیں انکا عذر قبول
اور کرتا ہے یہ معمول
وہ کہا اس نے یہ ہے
لیکہ صاحب ترا نہیں
یہ بغاوت کیا ہی جو آ
سکے گر کوئی اسکے تابعدار
اور ہو تو لوگ اس گروہ کا سردار
اور تو تھا اس
عذر باقی ہی کیا ترا صاحب
میں جواب اسکا یوں دیا ہے جب
سخن صاف
تو ہی لایا ہے ... بالانصاف
اب میں کرتا ہوں بار گراں
لیکہ زینب کا ہے تو جان
مستعذر ہوں اپنے

ہارون

ہاروں اپنے غلام کو بولا — تب وہ زنجیر جلد آ کھولا
ہیں کہاں ای امیر دانشمند — کیا نہ رکھتا ہے کام تو یہ پسند
مازنی خارجی کے زیر علم — ہیں کبھی اور مومناں نہوں قائم
ہوویں زیر لوائے ابن حسن — نام عبداللہ جسکا ہے روشن
ہاروں تکیہ لگا جو بیٹھا تھا — بات سنتے ہی یہ ہوا سیدھا
بولا زیر لوائے آل رسولؐ — رہنا بہتر ہے اور ہے مقبول
رہنے سے خارجی کے زیر لوا — ہے بلا شبہ افضل و اعلا
پر سنا ہوں کہ ہے ترا یہ کلام — کہ ائمہ قریشیاں ہیں تمام
کیا ہے اس قول پر تری حجت — تب پڑھا شافعی نے یہ آیت

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَنْ تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ

حاث اللہ یہ آیت میں نے کہا — جھوٹھ بولا ہے کوئی تجھ سے آ
نقل ہے جب سنا ہے یہ ہارون — ہوا خاطر کو اسکی چین و سکون
اس امام ہمام کی عزت — جاگی اسکی دلمیں باعزت
پاس اپنے اسے بلایا ہے — اور تعظیم سے بٹھایا ہے
اسکو پوچھا کہ در کتاب اللہ — علم کتنا ہے تیرا ای آگہ
شافعی یوں دیا ہے اسکو جواب — حق نے بھیجے ہیں چار کتاب
چار اعلیٰ کتاب ہیں اکبر — اور ہیں باقی صحائف اصغر
آئے ہیں دس صحیفے آدم پہ — اور پچاس بہ شیث پیغمبر
تیس ادریس پر ہیں باتکریم — اور دس آئے ہیں پہ ابراہیم

اور توریت آئی موسیٰ پہ — اور انجیل آئی عیسیٰ پہ
آئی داؤد پہ زبور ہے جان — سید المرسلین پہ قرآن
جامع ہیں چار قرآن میں — کہ محمد میں سب آ نشستا
بولا ہاروں بیاں یہ سن اسکو — خوب تفصیل سے کیا ہے تو
ہے کچھ میرا سوال از قرآن — جو ہے نازل بہ سید کوناں
تب کہا شافعی امام کبیر — کہ ہیں قرآن کے علوم کثیر
کس سے ہے تیرا سوال ہے بہ تفصیل — ہے کچھ ز تنزیل یا کہ از تاویل
یا ح پھیرنا آیت کا طرف — ایسے معنی کے کہ اس کے قبل
و بعد کے مطابق ہو اور یہ — آیت

کتنے ہیں فاتحہ کے حرف تمام / یوں دیا تب جواب اسکو امام
کیا تو بسم اللہ ای نکو آئین / اسکے آیات ہیں گنی یا نہیں
نہیں بولا کہا وہ با تقدیس / تو ہیں حرف اسکی کسو اٹھائیس
ہاروں یہ سنکے تب جھکایا سر / ہاتھ کھینچا ہے آستیں اندر
کیا تعداد ہیں وہ حرفوں کا / سب بے کم و بیش اتنے ہی پایا
اور بولا ہے تجکو شان عظیم / در علوم کتاب ربّ کریم
بعد پوچھا ای زبدۂ امت / علم کتنا ہے تیرا در سنت (یعنی علم حدیث)
سنکے یہ بات وہ رفیع جناب / جلد تر اسطرح دیا ہے جواب
وہ احادیث جانتا ہوں میں / وجہ ایجاب پہ جو آئے ہیں
ترک اس چیز کا یقیں ہرگز / یاد رکھ تو کبھو نہیں جائز
اور بوجہ حظر جو آئی چیز / فعل اسکا روا نہیں ای عزیز
آئی جو وجہ خاص پہ با تمیز / نہیں جائز ہے اسمیں شرکت غیر
اور جسکا خروج کر معلوم / ہو دی شبہ و شک بوجہ عموم
غیر بھی اسمیں ہے جو داخل / غور اسباب ہیں کر ای عاقل
اور جواب سوال سائل ہیں / نکلی جو چیز یاد رکھ دل میں
غیر کتنی بھی اسکا استعمال / نہیں جائز ہے اسکو اغفال
اثر و ام علوم سے جو شئی / سینۂ مصطفیٰ میں آئی ہے
اور جس چیز پہ کیا ہے عمل / شاہ کونین احمد مرسل
اقتدا اسکا دوسرے کے تئیں / پہنچتا ہے بغیر شک یقیں
اور خصیصہ ہے جو پیمبر کا / غیر کو پیروی اسمیں ہے روا
کہا ہارون سنکے یہ ای لبیب / دیا سنت کو تو نے خوب ترتیب

اور بسم کو کیا ہے جدا
قاضی اسکو بتا مطلوب ہے اطلاع
شافعی بولا یہ ہے نقض خدا
یا پڑھو اور ساری سورہ پر جہر کیا
سمجھو اور جانو یہ شرف مقبول
حق تعالیٰ دیا بجا و رسول
پوچھا ہارون اسکو تیرا علم
عربیت میں کیسا ہے اے با علم
شافعی نے اسی کہا اے جان
وہ ہمارا تو خاص ہے میدان
ہمیں ہے ہمکو سبقت و تقدیم
اسپہ شاہد ہے یہ کلام کریم
قال اللہ تعالیٰ و ما ارسلنا
من رسول الا بلسان قومہ
اس میں ہے نبوت یہ قوم میں داخل
ہے فضیلت یہ قوم کو حاصل
اصل

ترے اجداد اور مرے اجداد / وہی انساب سے ہیں نیک نہاد

جبکہ ہارون نے سنا یہ بیان / جان و دل سے بہت ہوا شادان

وہ جو تکیہ لگا کے بیٹھا تھا / جوش فرحت سے راست ہو بیٹھا

اور کہا اے محمد ادریس / جانا ہے تو عجب علوم نفیس

خوش ہوا دل مرا بیان سے ترے / تو معظم ہوا نظر میں مرے

جلد اب کچھ مجھے نصیحت کر / تا مرے دلمیں اسکا ہووے اثر

ہووے ظاہر تری فصاحت اب / لوگ حاصل کریں افادت اب

موعظت میں وہ تب زبان کھولا / یوں جواہر ہے پند کے رولا

چھوڑ دے اپنی حشمت و ہیبت / اور تو وضع کی کر قبول صفت

دوش سے اپنے کبر کی چادر / ڈال دے عجز لے بشام و سحر

روبرو اپنے رکھے تو بہ یقیں / جان اپنے کو عاجز و مسکین

ہے اسکے طرف ترا جانا / ایکدن یاد رکھ یہ اے دانا

خوف و خشیت اسکی رکھ دلمیں / اسکو ہی یاد کر تو ہر پل میں

جو کہ اسباب پر رکھیگا نظر / کہ موکل خدا کا اک اسیر

ہے نگہبان یقیں صباح و مسا / کرے لازم وہ آپ پر تقوی

پاس حضرت کے جبرئیل امین / ایکدن آکے یوں کہا یہ یقیں

یَا مُحَمَّدُ عِشْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَیِّتٌ وَاَحْبِبْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مُفَارِقُهٗ وَاعْمَلْ مَا شِئْتَ فَاِنَّكَ مَجْزِیٌّ بِهٖ

کہی سخن ایسے ہی نصیحت کے / بس فصاحت سے اور بلاغت سے

ازرہ اختصار اور ایجاز / یوں کیا ہے بیان وہ با انداز

جس سے ہارون بیقرار ہوا / درد و رقت سے اشکبار ہوا

بعض روایات میں ہے کہ حضرت فضیل شافعی کہیں بیٹھے تھے ای جوان بیٹھے تو فضیل سے کہا کر نظر رقت امیر اور پھر آج اسکو بہت رلایا تو دیکھ غصے سے شافعی انکو بولا ای اہل ظلم کے اعوان ای ائمہ کے دشمن نادان جانو دنیا ہمہ وار فانی ہے ہرگز اسکو نہ جاودانی ہے اسکے لذات بیوفا کیسا پیچھے اپنے نفوس کم ہیہات رنج عقبی کیش ... کیا ہے لوگوں کو ظلم تو کہی جو کچھ آگے گناہ با حشمت اور بیہودہ دنیا کی پاداش لعنت

امتحان ان سے ہاں کیا تہا رب
چھوڑ اپنے نشیمن اور قصور
آخرت میں حساب باقی ہے
بعد ہارون کو کہا ای امیر
کہ تجہے آخرت میں ہووے نجات
سن یہ ہارون بہت بسوز و گداز
اور بولا کہ ای بن ادریس
تو چلا یا جو ہے یہ تیغ زباں
بولا یہ تیغ تو قبولے اگر
ورنہ یہ تیغ ہے تری پہ جان
ہاروں اس پند سی ہو متاثر
ایک ساعت کی بعد با عزت
بعد آتا تہا پھر کے جب وہ امام
بعد چاہا کہ دیوی اسکو قضا
پوچھا ہے اور کچھ تجھ حاجت
کہ بقدر کفاف جو ہے یقیں
ہاروں اسبات کو قبول کیا
اور پچاہ ہزار درہم تب
اپنے گھر آئے تک وہ با برکات
سنکے ہارون اس خبر کو کہا
اتباع بنی نہ ترک کئے

ہو کما خوف ناگہاں وہ سب
بس تہ خاک ہو گئے مقبور
اور رنج و عقاب باقی ہے
آج کرلے تو ایسی کچہ تدبیر
اور دنیا کے عذاب کے آفات
رو دیا ہے بلند کر آواز
ای دُر بحر عزت و تقدیس
تیغ براں سی تیز ہی وہ عیاں
یا دے اس تیغ سے ہی فتح و ظفر
نفع نا دیوے بلکہ دیوے زیاں
دیر تک اپنا تہا جہکایا سر
شافعی کو دیا ہے وہ رخصت
کرتا تہا اسکا وہ بہت اکرام
عذر کر شافعی کیا ہے ابا
یوں کہا وہ امام ذی عزت
مصر میں بس ہی میں ہو نگا ہیں
اور رخصت خوشی سی اسکو دیا
شافعی کو دیا بفرح و طرب
سب دراہم وہ کر دیا خیرات
کہ ہنی مطلب بجود و سخا
جود و بخشش کا وا ولیا اُسے

خیابان ششم در جود و سخاوت

ابا علی عطا رحمۃ اللہ علیہ
ہیں کہ جب سخاوت [illegible] ابتدا
الی یوم [illegible]

یہہ روایت حمیدی لا یا ہے
شافعی جب مکہ آیا ہے
یعنی صنعا سے ای نکو کردار
دس ہزار اسکے پاس تہے دینار
[illegible] شہر سے باہر
کہتے ہیں ایک خیمہ دیکے وہ فاخر
اترا تہا [illegible] اسکے پاس
لوگ آتے تہے [illegible]
ان کو دیتا تہا وہ بلا تاخیر
وہ زلال نوال کا ساقی
ہوا ایسا نہ کچھ رہا باقی

حکایت

بولتا ہے ربیع [illegible]
[illegible] آن شخص [illegible]

اور دیتا ہے یوں جم بولور
شافعی تھا کرتا بھی خوش طور
بخت الوان نعمت ای مشفر
جاتی ہو کیفر جو رتا پر ا
بیش قیمت سی انکو کرکے خرید
اسکو کرتا تھا سطرح تاکید
اپنے اصحاب کو جو ہو مرغوب
وہ پکا کر کھلاو انکو خوب
پس وہ کرتے تھی جو کہ فرمائش
وہ کھلاتی پکا کے برخواہش
اس سے ہوتا تھا شافعی مسرور
اس سے راضی رہی خدای غفور

حکایت

تھا محمد جو ابن عبداللہ
سطرح بولتا ہے ای آگاہ

قرودع

مجکو بولا وے چار سے دینار
کرکے منبر سے معذرت بسیار

ایکدن ہو سوار مرکب پر
کرتا تھا رہ سی وہ امام گذر

ہاتھ سے اسکے تازیانہ گرا
ایک لڑکا اٹھایا اسکو آ

پاک کر آستیں سے گرد و غبار
ہاتھ اسکو دیا ہے ای ہوشیار

کہا اپنے غلام کو وہ امام
ہے ترے پاس جو کہ ہووے دام

سات دینار پاس اسکی تھے
وہ دیا جلد تر نکال اُسے

اور اکدن وہ فخر اہل سخا
مسجد مصر سے نکل آیا

ٹوٹی تب اُسکی نعل کی ہے ڈوال
کسی دیا شخص اک سی فی الحال

شافعی تب ربیع سے پوچھا
کہہ ترے پاس مال اب ہے کیا

کہا کہتا ہوں سات ہی دینار
وہ دلایا تبھی اسے اکی بار

حکایت

ایک درزی قمیص اسکا سیا
قدر قامت نہ اسکا جانا تہا

آستیں سید ہی اسکی تنگ کیا
آستیں ڈہانوں ہی کشادہ رکہا

لوگ کرنے لگے ملامت اُسے
یوں کہا شافعیؒ نے فرحت سے

آستیں تنگ جو رکہا ہے ایک
ہے یقیں وہ وضو کیجا طرنیک

آستیں جو رکھا کشادہ دگر
اسمیں رکہنی کتاب ہے بہتر

دلوی تجکو جزا خبر خدا
قاصد آیا تبھی ہے سلطان کا

لایا تھا دس ہزار وہ درہم
ہدیہ شافعی سحاب کرم

تب وہ درزی کو وہ امام کہا
اسکے سینے میں تو جو نکر کیا

اسکی اجرت میں یہ دراہم لے
وہ ہوا بیقرار یہہ سنکے

کام سے اپنے شرمساد ہوا
اور اسکے قدم کو بوسہ دیا

قدوۂ شرع شافعی یک روز
اپنے گھوڑے سے وہ اترا ی یار
گھر ہمارے ہوا ہی جلوہ فروز
چڑھ کہا مجکو میں ہوا ہوں سوار
پھر کہا مجکو پھیر پھیر اہیں
کہ یہہ گھوڑا ہے ساڑوار تجہے
کہا الطاف سے مرے تئیں
بخشا از لطف بے شمار تجہے

حکایت

بولتا ہی ربیع اہل صلاح
شافعی اسطرح مجہے پوچھا
کہ کیا جبکہ میں نے اپنا نکاح
مہر عورت کا کس قدر باندہا
میں کہا ای امام سی دینار
بولا اسکو دیا ہے کس مقدار
میں کہا دی چکا ہوں چھے دینار
گیا وہ گھر میں سنکے یہہ اظہار
باقی دینار جو کہ تھے چوبیس
بھیجا نزدیک میرے وہ ای ایس
کہا بو ثور اسطرح سن تو
شافعی آیا جبکہ مکے کو
مال تھا اسکو پاس تب ای این
میں کہا اس سی کر خرید زمین
تا ترے بعد ای امام ہمام
تیرے اولاد کے وہ آوی کام
بعد چند روز اس سے میں ملکر
پوچھا اس مال و زر کی ان خبر
بولا دریافت میں کیا ای یار
وقف مکی کی ہی زمین بسیار
پر منا میں لیا ہوں ایک مکان
جو ہمارے ہیں دوستاں یاران
حج کے خاطر جو آئینگے ہر سال
اتریں تا اس مکان میں خوشحال

حکایت

بولتا ہے ربیع ای کامل
آیا نزدیک اسکے یک سائل

سب بیان ...
اپنا احوال سب ... دینار
... ہی ... پاس ... دینار
جلد ... اسکو وہ ... وال
... رحمت ... اسکو تو دیتا
... دو ... وہ زاہد تھا
... سی ... کہا ... مجہے
شافعی تب ... مانگے
... تا ... مرے ...
... اپنی پاس ... حاضر ہو
... اسکو وہ ...
... دیا ... اسکو

حکایت

ایک حجام ... بلا یا وہ
... آیا شاہ وہ
... اسکو ... سواس
شافعی جلد اسکو ... دیا ...
... دینار ... جب

اور

اور یوں بولتا ہے وہ اکرم | کہ یقین بخشش و سخا و کرم
پردہ ہے دو جہاں کے عیبوں کا | نکتہ یہہ یاد رکھ تو صبح و مسا
اور روایات ایسے ہی منقول | ہیں بہت گر لکھوں ہو نسخہ طول

گل دربیان فراست آن امام ذوی الکرامت رحمۃ اللہ علیہ

بولتا ہے حمیدی ای فیروز | شافعی اور ہیں دو تو یکروز
آئے ابطح میں شہر مکے سے | اور وہاں ایک مرد کو دیکھے
میں کہا اسکا کسب کیا ہوگا | شافعی اسطرح مرے سے کہا
یا ہے خیاط یا ہے وہ نجار | میں کیا جا کے اس سے استفسار
بولا کرتا تھا پہلے نجاری | پہ کسب اب ہے میرا خیاطی

حکایت

یہہ حکایت ربیع ہے لایا | اہل صنعا سے ایک شخص آیا
شافعی اسکے تیں کہا پہچان | اہل صنعا کو ہے تو بولا ہاں
پھر کہا اسکو ہے تو آہنگر | بولا ہاں ای امام نیک سیر

حکایت

بولتا ہے ربیع بھائی مرا | صحن مسجد میں ایکدن گذرا
کچھ دیکھا نہ تھا اسے وہ امام | یوں بلا کر کیا مرے سے کلام
یہہ سمجھتا ہوں ہے ترا بھائی | میں کہا ہاں یہی مرا بھائی

حکایت

بولتا ہے ربیع نیک صفات | شافعی با صفا کے وقت وفات
میں بویطی بھی مزنی ای آگاہ | بیٹھے تھے اور ابن عبد اللہ

ایک ساعت ہی تو وہ دیکھا و بس
اور فرمایا ای ابو یعقوب
تجھی قید میں مریگا تو
اور اسطرح بولا مزنی کو
کہ ای ماہ تو ایسا باد رہیگا
قیّاس میں اس زماں ہوگا
ابن عبد اللہ کو کہا رات و
ای محمد یہہ بات رکھ تو یاد
مذہب پدر کے طرف اپنے
تو کریگا رجوع بیچ مرے
اور کہا ای ربیع موذن
تو ہے نفع علوم اور کتب

۱ بہت قیاس کرنے والا ۱۲

تشیع

متبسم ہوونگا مرا آخر ـ جوں کہا وہ یہ سب ہوا ظاہر

خیابان ہفتم

در ذکر وفات و وصایای رفیع الدرجات و منامات بشارت آیات کہ بعد وفات وے از اکابر امجاد مروی است

مزنی کہتا ہے وہ امام خیار ـ جب ہوا مرض موت سی بیمار

تھی ہوا میر کی بڑی شدت ـ تھا رواں اس سے خون با کثرت

میں عیادت کو جا کے عرض کیا ـ کَیفَ اَصبَحتَ یا امام ہدا

تب وہ فرمایا صبح میں تو کی ـ بالیقیں امر اور نہی میں ہی

اور کہاتا ہوں رزق اپنا میں ـ منتظر بیٹھے ہوں اجل کا میں

گل

پوچھا اکبار پھر کہ ای استاد ـ کَیفَ اَصبَحتَ تب کیا ارشاد

کہ کیا اسطرح میں صبح بھلا ـ صدو ارتحال پر زجہاں

دیتی بھائیوں کے بھی فراق ہیہ (؟) ـ اور پیتے پوچا م موت کے اب

اور اب حق کے پاس جاتا ہی ـ اور جزا بد عمل کا پاتا ہے

نہیں معلوم آہ میرا مقر ـ ہو و جنت میں یا بدار سقر

رہے جنت تو تہنیت ہی بجا ـ اور ہے دوزخ تو تعزیت ہی بجا

میں کیا عرض ای امام زماں ـ کچھ نصیحت مجھے تو کر اس آں

تب کہا وہ مجھے خدا سے ڈر ـ فکر رکھ آخرت کی دل اندر

اور رکھ موت کو تو پیش نظر ـ اور یہ یاد رکھ تو شام و سحر

کہ قیامت میں روبرو حق کے ـ بالیقیں ہووئیگا قیام تجھے

کر گناہ سے احتراز سدا ـ اور فرائض خدا کے کیجے ادا

ہووے تیری لسان صدق سلا | اور ہووے وفا عمل تیرا
شکر مولا ہو و طہارت تو | دائما حق ہو و تجارت تو
ہو محدث لقیں ترا قرآں | ہووے مونس ترا اسرار جہاں
خوف تیرا رہے ہمیشہ جلیس | حلم تیرا رہے وزیر و انیس
ورع تیرا رہے توکل جاں | اور دنیا کو جان تو زنداں
اور قرآن پاک کر لازم | اپنا سمجھا یہ جانیے دائم
جس میں ہووینگے یہ صفات علا | اسکا ماوا ہے جنت ماوا
اک نگہہ بعد آسمان پہ کیا | اور عبرت سے ایک شعر پڑھا

گل

یوں ابو اللیث بولا نیک صفات | شافعی کے یقیں وفات کی رات
میں نے دیکھا ہوں اسطرح بمنام | کہ گیا ہی وفات خیر انام
اور لا کر بمسجد جامع | غسل دیتے ہیں اسکو ہی سامع
اور کوئی بولتا ہی میرے سے | عصر کے بعد اس لیجا دینگے
جب ہوئی صبح میں سنا یہ بات | کہ گیا شافعی جہاں سے وفات
اور جنازے کو اس معظم کے | بعد جمعہ مسجد تو لادینگے
وہیں آیا ہے دل میں میرے شتاب | عصر کے بعد میں سنا ہوں بخواب
تھا تفکر یہی مجھے بضمیر | آیا ایسے میں جلد حکم امیر
شافعی کا جنازہ طاہر | عصر کے بعد لائیو باہر
اسکے ہمراہ تا چلوں میں بھی | پس کیے حکم سنکے ویسا ہی

گل

بوعلی ہے حسین جس کا نام | عبد رحماں سے یہ سنا ہی کلام

رات جب فوت شافعی کی
میں نے دیکھا ہوں خواب ایک
کہ مصطفیٰ ہیں شخص اک
اپنے ہاتھ لیے ہیں جلدی غسل
اور جنازہ کو اس کے لے گیا
مسجد مقصورہ تک مجھے لا
اور کوئی بولتا ہی آج کی رات
کہ گیا ہی نبی جہاں سے وفات
جب ہوئی صبح میں کیا ہوں نظر
شافعی کا جنازہ اطہر
مثل اس شخص کے ہی لایا ہے
اسپہ محمل بھی اک اٹھایا ہے
گل
اور ربیع ان جو ہے انطاکی
اس طرح سے بیان کیا ہے سچی

کہ میں دیکھا بعالم رؤیا
ہوئی قائم قیامت اب گویا

اور محشر میں ہیں خلایق سب
اور لیتا حساب سب سی ہی رب

عرش سی اک ندا ہوئی ہی تب
ابو عبد اللہ کو لیجاؤ اب

ابو عبد اللہ میں جو ہیں جلیل
کرو جنت میں انکے ساتھ دخیل

میرے نزدیک کوئی بیٹھا تھا
پوچھا میں کون ہیں وہ مجھ سی کہا

انمیں اول ہی مالک بن انس
دوسرا سفیان ثوری اقدس رح

شافعی انمیں تیسرا اکمل
اور چوتھا ہی احمد حنبل رح

گل

بو الحسن بولتا ہی میں بجنام
پایا ہوں روایت شفیع انام

اور کیا عرض ای رسول خدا
اپنے نسخے میں شافعی یہ کہا

وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّدٍ کُلَّمَا ذَکَرَہُ الذَّاکِرُوْنَ
وَغَفَلَ عَنْ ذِکْرِہِ الْغَافِلُوْنَ

کیا ترے لیے جزا ہی اس کو ملا
مجکو فرمایا تب شہ والا

کہ اسے موقف حساب اندر
نہ کرینگے کھڑا انہیں ہی خطر

گل

احمد ابن محمد ای کامل
ابو عبد اللہ سی ہی یوں ناقل

کہ کہا شافعی جلیل الذات
دار فانی سے جب کیا ہی وفات

بعض اخیار اس امام کیتئیں
خواب میں دیکھ کر یہ پوچھے ہیں

کہ خدا کیا ہی تیرے سات کیا
کہا رحمت سے مجھ کو بخش دیا

پوچھا پھر کس عمل سی بخشا رب
شافعی انکو تب کہا ہے تب

سرور انبیا پہ اے مسعود
بھیجا کرتا تھا میں یہ پنج درود

مجکو اس سبب سی بخش جب
پوچھے وہ کون سی ہی فرمایا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ صَلّٰی عَلَیْہِ
وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ بِعَدَدِ مَنْ لَّمْ یُصَلِّ عَلَیْہِ
وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا تُحِبُّ اَنْ یُّصَلّٰی عَلَیْہِ
وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا اَمَرْتَنَا بِالصَّلٰوۃِ عَلَیْہِ
وَصَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ کَمَا یَنْبَغِی الصَّلٰوۃُ عَلَیْہِ

شب جمعہ وہ آخر رجب
دو صد و چار سن تھا ہجری جب
نوش وہ شربت وصال کیا
ونز فانی سی انتقال کیا
اور قرافی میں شہر مصر کے بیچ
اس کی تدفین بعد عصر ہوئی
ذات تھی اس کی مجمع البحرین
رضی اللہ عنہ فی الدارین

گلشن چھبیسواں

در مناقب امام المحدثین رئیس المحققین زبدۂ زمرۂ صدیقین
شیخ اجل امام اکمل امام احمد بن محمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ دریں گلشن ہفت خیابان ہست خیابان اول
در نام نسب تاریخ ولادت و رحلت آنحضرت رح

مجتہد چار وان امام ہمام — رونق افروز ملت اسلام
راز دان حدیث پیغمبر — مہر اوج شریعت انور
دُر یکتائے بحر ورع و تقا — گوہر بے نظیر صدق و صفا
قدوۂ اتقیائے عالیجاہ — زبدۂ اصفیائے حق آگاہ
وارث علم احمد مرسل — شیخ آفاق احمد حنبل
رضی اللہ عنہ طاب ثراہ — جعل الجنۃ لہ مثواہ
یوں امام زمان جمال الدین — اپنی تہذیب میں لکھا ہے یقین
نام اس با صفا کا احمد ہے — پدر کا نام جان محمد ہے
اس کے والد کا نام ہے حنبل — ہے وہ ابن ہلال اے اکمل
باپ اس کا اسد ہے شیبانی — تھا مروزی وہ پہلے اے گیانی
بعد بغداد میں رہا آکر — یہ نسب ہے صحیح اور اشہر
اور سمجھ اس امام کی کنیت — ابوعبداللہ ہے اے با عزت
اپنی مادر کے تھا شکم میں وہ جب — آئے بغداد کو مرو سے تب
متولد ہوا وہ در بغداد — اک جہان اس سے ہوگیا دلشاد
جب وہ مہر منیر ہوا روشن — یکصد و شصت چار وان تھا سن
پھر اسی شہر میں کیا رحلت — جمعہ کا روز تھا وہ با حرمت

بارھویں تھی ربیع الاول کی
دو صد و چہل و اک تھا سن ہجری
[illegible] یعقوب جہاں
مقبرہ ایک شہرت ہے وہاں
[illegible] وہ محمد ز زمان [illegible]
سال میلاد و سنت [illegible]
سال [illegible] اس خدا آگاہ
[illegible] صاحب جنان اللہ

خیابان دوم
در [illegible] علم [illegible]
[illegible] محدثین و علما و فقہا
[illegible] اساتذہ [illegible] و شیوخ
حدیث [illegible] قدوۂ انام
[illegible] تہذیب [illegible]
[illegible] احمد حنبل رح

طلب علم کے لئے بے بیم
گیا کوفہ و بصرہ و حرمین

اور گیا ہے سوئے جزیرۂ شام
اور سوئے یمن بجملہ تمام

کئے علما سے مستفید ہوا
اور روایت حدیث کی بھی کیا

اوستاداں ہیں اسکے بے اختیار
اور شیوخ حدیث بے تکرار

اک براہیم ابن خالد جان
کہتے صنعانی جس کو ای ذیشان

اور براہیم ابن سعد دوم
جس کو کہتے ہیں زہری جانو تم

ابن عباس تیسرا ابراہیم
تھا سمرقندی جوادی باتکریم

اور داؤد ابن مہراں ہے
اور ابن سعید ریحاں ہے

اور سفیان بن عیینہ بھی
اس کا ہے ایک اوستاذ زکی

اور صنعا میں وہ امام ہدا
عبد رزاق سے حدیث سنا

از براہیم بن حکم بعدن
اور بہت عالموں سے بھی بہ یمن

اس کو اخبار کی سماعت ہے
اور ان سے کیا روایت ہے

شافعی رح سے روایت اخبار
بھی کیا ہے وہ زبدۂ ابرار

شافعی کے وہ خاص یاروں سے
ہے تلامیذ و دوستداروں سے

کرتا تھا شافعی کا بس اکرام
اور مصاحب تھا اسکا صبح و شام

اس کی صحبت کیا تھا بالالتزام
تاکہ وہ مصر کا ہوا عازم

گلِ ہشتم

در بیان بعض یاران و شاگردان آنجناب کہ از وے روایت حدیث کردہ اند

اور بہت سے محدثین کبار
حافظان حدیث اور ابرار

جوں بخاری امام شیخ جلیل
جو محمد ہے ابن اسماعیل

ابن حبان [illegible] شہر نیشاپور
جو تھا ساکن [illegible]
ابو داؤد امام ربانی [illegible] سجستانی
ابو داؤد بھی
اور عبداللہ جو تھا اسکا پسر
اور سوا ان کے عالمان بھی دگر
نقل اس سے حدیث کرتے ہیں
اسناد اس کی [illegible] ہیں

تکملہ

خیابان سوم

در مدح و ثنائے آن امام
[illegible] علمای کرام
و تاریخ وفات آن [illegible]

اسطرح ہوتا ہے عبداللہ
[illegible]
[illegible] ابن [illegible]
[illegible]

عبد رزاق اور وکیع کو بھی
اور قتیبہ بن ولید سے بھی علا
اور بہت سے لوگ ان کے سوا
مثل احمد کے نہیں دیکھے
فقہ اور زہد و ورع و فہم علوم
مثل احمد تھا کسے معلوم

نقل

نقل بوبکر یوں کیا ہے ٹھیک
ایکدن بوعبید کے نزدیک
مسئلہ دین کا میں اک بولا
مجھ سے کوئی پوچھا تو یہ کس سے سنا
میں کہا اس سے یہ سنا ہوں یقین
کوئی بڑا جس سے مشرقین میں نہیں
ابن حنبل امام فرد وہ تحقیق
سن کیا بوعبید بھی تصدیق

نقل

بیٹھا احمد بھی تھا وہاں آکر — لوگ ہنسنے لگے ہیں کچھ سنکر
تب غضبناک ہو کے اسماعیل — یوں کہا ان کو زجر سے بے قیل
جہاں بیٹھا ہو احمد حنبل — وہاں ہنستے ہو تم ادب سے نکل

نقل

اور اسی سے ہے نقل اے اکرم — جب تھی احمد کی عمر تیس سے کم
گذرا اک روز نزد اسماعیل — اٹھے مجلس میں کر کے سب تبجیل
یہی ہر شخص اس کو کہتا تھا — یہاں تشریف لائے خالی جا

نقل

اور اسحٰق راہویہ کا پسر — نقل کرتا ہے یوں وہ نیک سیر
کہ یحییٰ سنا ہوں میں یہ کلام — کہ یہی احمد یقین ہمارا امام

نقل

یوں کہا حرملہ بن یحییٰ — میں سنا شافعی یہ کہتا تھا
آیا بغداد سے نکل کر میں — نہیں چھوڑا وہاں کسی کے تئیں
افقہ و اورع ازہد و اکمل — اعلم و اتقی ز احمد حنبل

نقل

ابوبکر مروزی یوں بولا — پاس ابوثور کے میں بیٹھا تھا
مسئلہ اس سے کوئی آ پوچھا — یوں ابوثور اسکو فرمایا
کہ ہمارا امام شیخ اجل — ابوعبداللہ احمد حنبل
کیا اس مسئلے میں یوں ارشاد — مسئلہ بولتا تھا وہ رکھ یاد
بولا یحییٰ بغیر احمد میں — جامع کل خیر دیکھا نہیں
دیکھا سفیان بن عیینہ کو — اور سمرہ بن ربیعہ کو

اور کہتا ہے احمد ابن سعید — وارثی سے جو مشتہر ہے رشید
کوئی جوانکو ندیکھا میں زنہار — کہ ہوا حفظ حدیث کا بسیار
عقیدت امام دیں احمد — روح اللہ روح الامجد
اور علماے دیں میں آیا یار — اس کی مسند ہے مشتہر بسیار
اور احادیث مصطفیٰ معدود — اسمیں ہیں تیس ہزار سے افزود
وہ کتاب شریف ای دلبر — ہے بہت سے کتب کی جامع تر
ہفتصد و نیم لک حدیثوں سے — بلکہ زاید ہے اس سے بھی اس نے
چن احادیث اسمیں جمع کیا — ہے وہ مجموعہ اسکے مدنکا

گل

ابوزرعہ کہا ای نیک آئیں — کہ نہیں دیکھے میرے چشم کہیں
بالیقیں مثل احمد حنبل — پوچھے کیا علم بیچ ای اکمل
بولا در علم و زہد و فقہ اتم — اور سب نیکیوں میں ای اکرم

گل

اور ادریس ابن عبد کریم — اسطرح بولتا ہے سن ای فہیم
کہ بہت عالموں کو میں دیکھا — مثل ہیثم و مصعب و یحییٰ
اور سوا ان کے اہل علم کثیر — اہل فقہ و حدیث با توقیر
ابن حنبل کی کرتے تھے تکریم — کرتے اسکو سلام با تقدیم
ابی حاتم کا بولتا ہے پسر — میں سنا ہوں زپدر خود اکثر
ابن حنبل سے جو رکھے الفت — جانیو اسکو صاحب سنت
نوح ابن حبیب فرد شہیر — نقل کرتا ہے اسطرح ای خبیر
سن ہجری تھا یکصد و نود — آٹھ سال اسپہ زاید ای امجد

بسکہ حنفیہ اندر ہے
ایک ان کا خجستہ
احمد حنبل [illegible] بنا دے
بیٹا تھا سب [illegible] آ رکھے
جمع اہل حدیث کی تعلیم
انکو فقہ و حدیث عمیم
کیا خوبی سے وہ ابو جعفر علما
اور ملتا اسکے میں [illegible]
فتوی لوگوں کے [illegible] وہ دیتے
ابو اسحق شیخ فرد وحید
نقل کرتا ہے بولنا ابن سعید
کہ اگر عصر احمد حنبل
پاتے ایسے ائمہ اکمل
یعنی اوزاعی ثوری ای مالک
لیث ابن سعید ای سالک
ہوتا ہر آئینہ مقتدی مرد
سب میں ہوتا سمجھ کر [illegible]

پوچھے وہ کیا کرے ہے شامل تو
تابعین میں امام احمد کو

کہا ہاں اور یوں کہا بہ نور
دیکھ اس باتیں تو کر ٹک غور

کہ ہے نور تا ہے افقہ و اکمل
احمد ابن محمد حنبل

گلدستہ

شیخ عطار قدوۂ رہبر
قدس اللہ سرہ الانور

یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل
اہل سنت کا شیخ ہے اکمل

اور اہل حدیث کا تھا امام
ورع و تقویٰ میں تھا بلند مقام

نہ ریاضت میں تھا کوئی اسکا نظیر
تھی کرامت میں اسکی شان کبیر

اور وہ صاحب فراست تھا
نزد حق مستجاب دعوت تھا

اسکے انصاف سے سبھی اقوام
تھے بدل اس کے قایل اکرام

ابو داؤد بولتا ہے یقیں
ساتھ احمد کے بیٹھنا ای امیں

مجلس آخرت ہے بے دیوکس
ذکر دنیا نہیں تھا ان کے پاس

اور اسکا وہ کلام تشبیہ سے
تھا مبرا کمال تنزیہ سے

نقل ہے ایک روز اسکا پسر
ذکر کرتا تھا یہ حدیث مگر

خمرت طینۃ آدم اربعین صباحا

کہتے میں ہاتھ اپنا وہ فاخر
تب کیا آستین سے باہر

یوں کہا وہ امام اس کو تب
کہہ ید اللہ تو کہیگا جب

کر اشارہ نہ ہاتھ سے زنہار
احتیاط ایسی کیجئے بسیار

اور کہتے ہیں وہ امام ہمام
تھا ملاقی بہ اولیاء کرام

مثل ذوالنون شیخ مصری سے
بشر حافی سے شیخ بصری سے

شیخ معروف قطب دوراں سے
اور رکھے اولیا ذیشان سے

خیابان چہارم
در زہد و قناعت و ورع
و تقویٰ اس پر او من بحث

نقل ہے از محمد ابن سعید
مرد حق تھا جسکو کہتے ہیں ای رشید
تھا خراسان میں اک خبیر
اسکو لکھا یوں پیر کے کہا
اک بضاعت خرید کر لکھا
میں یہ نیت کیا بدل ای یار
نفع اس کا ملے جو میری تئیں
ابن حنبل کو دیوں گا وہ میں
نفع اس کے مجھے دس ہزار درم
لے گیا اس کو پاس میں درہم
کیا منت سے میں بہت اس کو اگر
سن کہا وہ مجھے جزاک اللہ

ہے مجھے وسعت وغنا فی الحال
رد کیا اور نہیں لیا وہ مال

گل

اور اسحٰق ابن موسیٰ سے
نقل اس طرح آئی ہے سنئے

اموں یکبار مال بھیجا تھا
پاس میرے بھی یہ پیام کہا

کہ یہ اہل حدیث پر قسمت
کیا قسمت لئے دے با عزت

احمد حنبل اس سے کر انکار
آپ اس سے نہ کچھ لیا زنہار

گل

بولا حماد از برائے حسن
ابن عبد العزیز ای مومن

زر خالص کے ایک لک دینار
آئے میراث مصر سے یکبار

تھیلیاں تین اس سے ای بہتر
الف دینار تھے ہر اک اندر

بھیجا ہے نزد آں امام ہمام
اور ظاہر کیا ہے یہ پیغام

کر اجابت یہ ہے زمال حلال
خرچ کیجے اسے یہ اہل وعیال

وہ کہا اب ہے مجھے نہ حاجت ہے
جو ہے مجھ پاس وہ کفایت ہے

اور لکھا ہے امام غزالی
روح اللہ روحہ العالی

شیخ سری شروح کبار
بھیجا احمد کے پاس کچھ اکبار

اور بھیجا پیام ای رہبر
کر قبول اس کو اور رد مت کر

بالیقیں آفت اجابت سے
آفت رد ہے سخت تر سنئے

اس لئے رد کیا ہوں وہ بولا
ہے کہ پاس قوت اک مہ کا

گل

شیخ عطار عارف اکمل
یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل رح

گرچہ بغداد میں تھا ای دلشاد
پر نہ کھاتا تھا غلۂ بغداد

زمیں نہاں
اور کہتا تھا یہ ہے وقف عیاں
غازیوں پر کیا تھا وہ بھیجا
پیسے وصول کو پھر وہ منگوا
اور آتا وہاں سے نان
اور اس نے چھپکا تے نان
اس کو کھاتا تھا وہ امام زماں
تھا اک اس کی
تام صالح بیٹا تھی تھا
سینے میں اصفہان کا
اصفہاں کا یقین قضا
تھا مسلط وہ اس کو خوش
وہ کو رہتا ہمیشہ وہ صاحب
اور تھا تجارت کرتے تمم
اور زیادہ کچھ دوست
نہیں سوتا تھا شب کو
اور بنایا تھا اک مکان
اور نہ دربان کو رکھا اس نے

بیٹھا اسمیں وہ تمامی رات | آتے پاس اسکے سب ذوی الحاجات
اذن کی بھی نہتی کسے حاجت | تھی یہی ایک سال تک عادت
بعد اک سال کے وہ بحر صفا | کر دیا ہے رضا سے ترک قضا
گھر میں احمد کے الغرض یکروز | ایک روٹی پکائے ای فیروز
پاس احمد کے لارکھے وہ جب | پوچھا کیا ہے حقیقت اسکی تب
بولے آٹا ترا ہی ہے ای خبیر | گھر سے صالح کے پڑے ہیں خمیر
بولا تا ایک سال ہو راضی | صالح تھا اصفہان کا قاضی
ہو جو روٹی میں اسکے گھر کی خمیر | میں نہ کھاؤنگا وہ بغیر نکیر
پوچھے پھر کیا کریں یہ روٹی ہم | تب دیا یوں جواب وہ اکرم
کہ اگر کوئی آکریگا سوال | پہلے اسکو کہو حقیقت حال
کہ ہے احمد کے گھر کی یہ روٹی | ہیں ملی ہے خمیر صالح کی
گر وہ سائل قبول اسکو کرے | دیجو روٹی یہ بولکر پہلے
اتفاقاً ہیں گذرے دن چالیس | کوئی سائل نہ آیا ہے ای نفیس
بعد ازاں اک کنیز احمد کی | ڈالی دجلہ میں وہ لجا روٹی
جب ہوا اس خبر سے وہ آگاہ | کہتے ہیں جب تلک رہا زندہ
مچھلی اس کی نہ کھایا کبھی وہ امام | رضی اللہ عنہ بالاکرام

نقل

اور سفیان بن عیینہ پاس | پھر سمع حدیث خیر الناس
آتا جاتا تھا وہ خرد آگاہ | نہیں آیا ہے ایک دن ناگاہ
اپنے شاگرد ایک کو سفیان | گیا اس پاس پھر خبر رواں
دے کسی کو لباس وہ اپنا | اپنے گھر میں برہنہ بیٹھا تھا

دیکھو یہ حال اسکا وہ ای یار
بولا ہے پاس میرے ہیں دینار
بے تکلف مرے سے وہ لیجے
اپنی حاجت میں صرف میں کیجے
بولا اک شخص سے ہیں گے قبول
پوچھ کیا بات یہاں کی یوں قبول
مجھکو اجرت ملی اسی کی جب
ایک کپڑا خرید ہو نات جب
اور بناؤنگا اک قمیص و ازار
نہیں مجھکو ضرور یہ دینار

نقل

نقل ہے اور بہن تھی جو خواہر
ایک پرچی تھی اور حمید دگر
پوچھا احمد سے کون عاقل تر
لے پرچی ہے یا کہ فلم ہم

بولا اس سے کر وہ مرا پیغام | کیا اس سے نکاح پس وہ امام
تذکرہ میں ہے اولیاء کے لکھا | ابن حنبلؒ کے پاس کوئی جا
کرتا تھا باب فقہ بیچ سوال | دیتا اسکا جواب وہ فی الحال
گر حقائق میں پوچھے کوئی اگر | کرتا تحویل بشر حافی پر
کیا توکل ہے پوچھے وہ بولا | رزق میں ہو ویں معتمد بخدا
اور محبت ہے کیا اسے پوچھی | تب وہ فرمایا اسطرح اسنے
کہ بشر جب تلک رہے جیتا | میں نہ اسکا جواب بولونگا
پوچھے پھر زہد کیا ہے ای رہبر | بولا ہے زہد تین قسموں پر
قسم اول ہے زہد زہد عوام | جانئے ہے وہ زہد ترک حرام
اور زہد خواص با اجلال | ہے زیادت کا چھوڑنا ز حلال
عارفونکا ہے زہد وہ سمجھو | حق سے جو کہ پھیر چھوڑ دیں انکو

کل

اور کہتا ہی وہ امام خیار | میں جماعت کے ساتھ اکبار
آئے حمام میں ہونگے سب | نہ برہنہ ہوا مگر میں تب
یہ حدیث شریف رکھ منظر | بالیقیں میں کیا عمل اسپر

مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يَدْخُلُ
الْحَمَّامَ اِلَّا بِمِئْزَرٍ

اور اسی شب میں خواب میں دیکھا | ایک قائل مجھے کہا ایسا
تجکو ہووے بشارت داور | کہ عمل جو کیا تو سنت پر
حق تجھے اس لئے ہی بخشدیا | اور تجھے خلق کا امام کیا
پوچھا میں کون ہے تو کہ ای خلیل | بولا میں ہی وہ ہوں جبرئیل

خیابان پنجم در بیان
زیارت و عبادت و زہد
و مجاہدات و کرامات
بعضے مناقب
آں مستجاب الدعوات
ابن خلکان نے یوں کیا ہی رقم
اپنی تاریخ بیچ ای اکرم
بیٹا احمد کا جو تھا عبد اللہ
اس طرح بولتا ہی ای آگہ
سرور ارباب صاحب اجلال
تھا معمر تخمینًا ای سال
وہ بایں عمر ڈیڑھ سو
پڑھتا تھا روز و شب ای باعزت
اور ہر دن تلاوت قرآن
کرتا تھا ایک سبع با عرفان

کل

اور دمیری حیوۃ حیوان میں ۔ یوں لکھا اس امام کی شان میں
کہ سنا جب احمد حنبل رح ۔ ایک فرد جلیل شیخ اجل
ماوراء النہر میں رہتا ہے ۔ تین احادیث یاد رکھتا ہے
کر سفر اس سے جا ملا ہے امام ۔ وہ کھلاتا تھا ایک سگ کو طعام
احمد اس شیخ کو سلام کیا ۔ شیخ سنکر اسے جواب دیا
تھا کھلانے میں سگ کے وہ مشغول ۔ دیکھ احمد ہوا یہ دل میں ملول
جب فراغت ہوئی آ حاصل ۔ ابن حنبل طرف ہوا مائل
اور بولا کہ یہ مجھے ہے گمان ۔ آیا خطرہ یہ تیرے دل میں یہاں
کہ میں کتے طرف رہا راغب ۔ نہ ہوا ملتفت ترے جانب
میں کہا ہاں یہ دل میں پایا ۔ تب وہ شیخ جلیل فرمایا
کہ حدیث ایک ہو ز یاد مجھے ۔ بولا اور وہ سنا تھا اعرج سے
بو ہریرہ سے وہ سنا یہ خبر ۔ وہ سنا از جناب پیغمبر

مَنْ قَطَعَ رَجَاءَ مَنِ ارْتَجَاهُ قَطَعَ اللّٰهُ مِنْهُ رَجَاءَهُ
يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فَلَمْ يَلِجِ الْجَنَّةَ

اور کتے نہیں ہیں اس جا پر ۔ نہیں اس سگ کو جا نبی دیگر
قصد میرا کیا وہ سگ ای رشید ۔ میں نہ چاہا کہ کاٹوں اس کی امید

گل

کہتے ہیں ایک روز وہ رہبر ۔ وضو کرتا تھا بیٹھ دجلے پر
وضو کرتا تھا ایک شخص دگر ۔ بر کنارہ اس امام کے اوپر
دیکھکر اس امام کو با ادب ۔ نیچے آ دوسری جا یہ بیٹھا تب
جب ہوا اس کو خواب میں دیکھے ۔ پوچھے حق کیا کیا ہے تیرے سے

بولا احمد کی درد و غم و تعظیم
یہی کیا ایک بار با تسلیم
اس نے دیکھے میرے تئیں بخشا ادب
وہ بہ شان خدا کا کرتا ادب

گل

اور دمیری اسی کتاب اندر
لایا ہے یہ حکایت خوشتر
والدہ اک جوان کی تھی بیمار
بولی اپنے پسر کو وہ ناچار
کہ اگر تو مری رضا چاہے
پاس جا تو امام احمد کے
عرض کر اس سے تا کرے وہ دعا
تا کہ برکت سے اس کے پاوے شفا
تنگ آئی ہوں اس مصیبت سے
آہ ایسی مرض کی زحمت سے

وہ جواں اپنی ماں سے یہ سنکر　جا کے پہنچا ہے اس امام کے گھر
ٹھوکا ہے اس کے گھر کے در کو جب　پوچھا اندر سے کون ہے وہ تب
بولا محتاج ہوں میں ای رہبر　کھول دروازہ تب وہ کھولا در
اور بولا ازبرائے بیمار　میری مادر ہے سخت تر بیمار
مجکو خدمت میں تیری بھیجی ہے　اور دعا وہ ترے سے چہتی ہے
سنتے ہی یہ نشان کراہت کے　ہوے ظاہر جبیں پہ ہیں اسکے
کیونکہ چہپا تھا وہ سدا یہ بات　لوگ پہنچے نہ جانیں کچھ حالات
الغرض اس جواں کنیں بولا　جا تو اب اپنے گھر وہ پھر کے گیا
بعد ازاں غسل کر کے وہ بہ نیاز　ہوا مشغول در دعا و نماز
وہ جواں جا کے جبکہ پہنچا گھر　جلد اٹھا اس کی ماں ہے کھولی در
اس کی یمن دعا سے جلد خدا　صحت کاملہ اسے بخشا

گلدستہ

اور اسی میں لکھا ہے وہ امجد　کہ کہا یوں امام دیں احمد
ایک جنگل میں گم کیا تھا راہ　اس سفر میں نہیں تھا کوئی ہمراہ
وہاں اعرابی ایک مجھ سے ملا　اس سے راہ کو تبھی ہے میں پوچھا
بات سنتے ہی یہ وہ رونے لگا　میں یہ سمجھا کہ ہوگا یہ بھوکا
نان جو میرے پاس تب اک تھا　جلد میں اس کو اسکے آگے رکھا
سخت برہم ہوا ہے وہ امجد　اور مجکو کہا کہ اے احمد
کیا تو اب کر کے قصد بیت اللہ　نہیں راضی ہے اسپہ ای آگاہ
کہ خدا راہ تجھ کو بتلاوے　کس لیے پوچھتا ہے دوسروں سے
اس سبب سے ہی گم کیا ہے راہ　چونکہ چہتا ہے حق سے ہی تو چاہ
پس یہ سنتے ہی آتش غیرت　سلگی ہے دلمیں میرے با سرعت

میں کہتا ہے تب ای خالق شجعان
بندگان تیرے ایسے صاحب جاں
حال چھپاتا ہے خلق سے پنہاں
ایسے جنگل میں رہتے ہیں پریشاں
تب کہا وہ تبرک ای احمد
کیا تو کرتا ہے فکر یوں بیجا
ایسے بندے ہیں حق تعالی کے
کرتے ہیں گر سوال وہ حق سے
آسمان و زمیں کو کردیں زر
زر ہی کردیگا یقین داور
سن کے یہ بات ہی آسمان و زمیں
زر خالص ہی بن گئے پر میں
نظر خشاں میں انکو دیکھا جب
شش و بیہوش ہو گیا ہوں تب
جلد بیہوش ... پایا ای کرنا
از فاقہ میں ... آواز

دو پیالے امام پر بھی آہ
مشتبہ ہو گئے ہیں بے ناگاہ
پس وہ مہر دو پیالے چھوڑ دیا
اور زنہار ایک بھی نہ لیا

نقل

اور مزنی یہ نقل ہے لایا
کہ مجھے شافعی نے یہ فرمایا
نزد ہارون میں گیا ہوں جب
ظاہر اس سے کیا تھا یہ مطلب
ایک حاکم ضرور ہے یمن
مجھ سے ہارون نے کہا یہ سخن
کہ چلیو ساتھ تیرے پھر خدا
کر پسند اس کو ہی میں بھیجوں گا
گھر کو آیا میں جب وہاں سے نکل
دیکھا بیٹھا ہے احمد حنبل

کہ ای احمد حذر بہت کیجے / اور بخوف قلب کو رکھئے
کہ یہ بندہ مرا اگر مجھ سے / بالیقین بات یہ کیھو چاہیے
کہ زمیں سے سما بیچ میں / ہاروں البتہ مار دو سنگا یقین

نقل

تذکرہ میں ہے اولیا کی لکھا / ایک شاگرد امام احمد کا
اس کے گھر سے جو نکلا تھا پھرا / گھر سے لاشا راہ میں ڈالا
اس کو فرمایا وہ امام ہمام / کر کیا کیوں تو اے ایسے کام
نہیں ہے اب جواز میرے تئیں / کرنا تعلیم علم تیرے تئیں
راستہ مومنوں کا سن ای یار / ایک ناخن کے گرچہ ہو مقدار
بند کرنا تجھے نہیں جائز / کام ایسا نہ کر کبھی ہرگز
اور اسی تذکرہ میں ہے یہ بات / ایک شب وہ امام نیک صفات
ایک شاگرد کو کیا ہے عطا / کوزہ پر آب ایک پانی کا
اور دیکھا ہے صبح کو وہ شتاب / کہ بھرا ہی لیا کوزہ وہ پر آب
پوچھا پانی نہیں ہوا کچھ کم / کہا وہ کیا کروں میں ای اکرم
بولا ہوتا وضو سے تو نماز / اور کرتا ادا نماز و نیاز
ورنہ تعلیم علم کس خاطر / علم بہر عمل ہے ای ماہر

نقل

اور اسی تذکرہ میں ہے یہ رقم / وہ امام زمن ستودہ شیم
اک پیالہ بہ نزد دکاندار / گروی رکھا تھا ایکبار آیا نہ
پھر چھڑانے گیا اس کو جب / دو پیالے رکھا وہ لا کر سب
اور کہا کونسا ہے تیرا لے / کہ پہچانت نہیں رہی ہے مجھے

اس سے ظاہر کیا حقیقت حال
اور بولا ای مرد فرخ فال

کہ قضائے یمن کے خاطر میں
اب کیا اختیار تیرے تئیں

چل خلیفے کے پاس شاطر سے
تا مسلط کرے قضا پہ تجھے

دیا مجکو جواب وہ واں تا
کہ ترے پاس یہ مرا آنا

ہے اسی واسطے تو کہ معلوم
کہ کروں اقتباس نور علوم

اور رہتا ہے آہ اب تو مجھے
کہ گرفتار اس قضا میں کرے

شافعی بولا میں یہ سن گفتار
شرمسار اس سے ہو گیا بسیار

خیابان ہشتم

در بیان آفات فراوان و بلیات بے پایاں کہ بسبب عدم اقرار قدوۂ اخیار بخلق قرآن از احکام جفا کار و اہل اعتزال بد شعار بر سرش آمد

نقل کرتے ہیں جب ہوا ہارون
حاکم اسکا پسر ہوا مامون

سر اٹھائے ہیں سارے معتزلہ
پائے مامون کے پاس عزت و جاہ

اہل سنت پہ غلبہ کر آخر
اپنے مذہب کو کر دئے ظاہر

لیا مامون عقیدۂ باطل
خلق قرآں کا ہوا قائل

کہتے ہیں غیر احمد حنبلؒ
کوئی بغداد میں نتھا اکمل

چاہتے ہیں یہ اہل اعتزال تمام
کہ موافق ہو اپنے ساتھ امام

مامون ترغیب سے انہیں کی وہیں
ہے بلایا وہ با صفا کے تئیں

ان کی ترغیب سے ہی حکم کیا
کریں حاضر یہاں پہ اسکو لا

احمد اس بات سے ہوا آگاہ
اس کے شر سے لیا خدا کی پناہ

اور کیا عرض یا مسطر آخر
ایک ایسا سبب تو کر دے اب

کہ نہ پہنچے کبھی ان پہ آسیب
اور نہ مامون سے ہو وہ ارشاد
اور اس وقت خارج بغداد
سفر میں تھا کہ جب
جا پہنچے اس کو یہ
تو گیا مامون کہ اسکو طلب
کے پاس انکی
کہ بولا بسم اللہ
حضرت کیا وہ امام
تب نہیں یہ ارادہ
اب توکل کیا تو بیچ جلال
بس بلا شک انہوں کیا
ابھی بغداد کو نہ پہنچا تھا
جلد مامون گیا ہے از دنیا
یہ اسے وہ نہیں دیکھا
وہ خلافت کا امر اسی پہ ہوا استقرار
پائے تنگ و دو
سے احمد کو قید میں از کید
قید
دو برس

بولتا ہے ربیع یوں ای یار — شافعی قدوۂ اولی الابصار
جب ہُئے تو مصر سے روانہ ہوا — میں بھی تھا ہمرہ رکاب اسکا
ایک مکتوب شافعیؒ لکھا — نامہ وہ ہات میں ہے میرے دیا
اور فرمایا یوں کہ احمد کو — یہ رقیمہ لیجا کے پہنچا تو
مصر سے جب گیا ہوں میں بغداد — گیا احمد کے پاس ہو دلشاد
صبح کی وہ نماز پڑھتا تھا — میں بھی ساتھ اس کے وہ نماز پڑھا
جب کہ فارغ ہوا وہ نیک اسلوب — میں دیا اس کے ہاتھ وہ مکتوب
پھر کہا شافعیؒ امام ہمام — یہ رقیمہ تجھے دیا ای امام
جب پڑھا اس کو احمد حنبلؒ — ہو گیا اشکبار ای اکمل
میں کیا عرض اس سے ای اکرم — کہ وہ اس خط میں کیا کیا ہے رقم
بولا ایسا لکھا ہے مجھکو اب — کہ یہاں خواب میں ہے مرا اک شب
کیا ارشاد احمد مرسلؐ — کہ تو یہ لکھ یہ احمد حنبل
کہ پیمبرؐ تجھے کہا ہے سلام — اور بعد سلام آیہ پیام
کہ یقیں عنقریب ای احمد — تجھ پہ آویگی اک بلائے اشد
امتحاں ہے یقیں وہ تیرے ساتھ — صبر کر تو بہت دراں آفات
دیوینگے رنج وہ سر جاں کو — کہ تو مخلوق بول قرآں کو
تو نہ ہرگز قبول کر یہ بات — بلکہ کر لے قبول وہ آفات
حشر میں تیرے علم کو داور — ہاں کریگا بلند اور برتر
میں کہا واقعے تو یہ سنکر — کہ بشارت ہو تجھکو ای رہبر
تو نے پایا ہے نعمت عظمیٰ — یہ بشارت ہے دولت کبریٰ

۱۲۰

پیرہن تب تھا ایک پہنا
جلد تر وہ نکال مجھکو دیا
اور اس خط کا جواب لکھوایا
مصر کو میں سوار ہوا تب شتاب
اور لیجا شافعیؒ کو پہنچایا
شافعیؒ دیکھ مجھکو فرمایا
کیا دیا تجھکو احمد حنبلؒ
میں کہا یہ قمیص ای اکمل
شافعی بولا مجھکو وہ دیکر
وہ قمیص اپنے آب میں تر کر
اسکا پانی نچوڑ مجھکو دے
تا رہوں میں شریک ساتھ اسکے

نقل

نقل ہے بیہقی نے فرمایا
سنا سلمہ سے میں کہ انھنے کہا

عصر میں معتصم کے بیوسوس	بیٹھا تھا میں امام احمد پاس
پوچھا اک شخص آ کے ای اکمل	ہے یہاں کون احمد حنبل
رہے خاموش ہم یہ سنکے تمام	بولا احمد کہ میں ہوں [illegible] تمام
کہہ مرحمت سے کیا تری حاجت	وہ کہا ای امام با حرمت
قطع کر میں چہار سو فرسنگ	بحر و بر کر کے طی بہ نیک آہنگ
تیری خدمت میں جلد آیا ہوں	اور سعادت کا نقد پایا ہوں
اک شب جمعہ کی ہی میں سویا	اور دیکھا بعالم رُؤیا
پوچھا اک شخص آ کے میرے تئیں	کیا تو احمد کو جانتا ہے یقیں
میں کہا جانتا نہیں اسکو	سوے بغداد وہ کہا جا تو
جب ملیگا تو اس سے کہہ یہ پیام	کہ تجھے خضر اب کہا ہے سلام
اور بولا ہے وہ کہ رب ودود	اور ملایک تری سے ہیں خوشنود
اس سبب سے کہ تو ہوا صابر	واسطے حق کے محض ای فاخر
جب سنا اس سے یہہ کلام امام	پڑھا یہہ فقرہ ای نکو انجام

ما شاء اللہ لا قوة الا باللہ

پوچھا ہے اور کچھ بھی حاجت	کہا اور کچھ نہیں ای با عزت
محض کہنے یہ بات آیا تھا	بول اسطرح وہ چلا ہی گیا

گل

ابن خلکان نے ای ستودہ شیم	اپنی تاریخ میں کیا ہے رقم
کہ کیا نقل ایک اعرابی	میں ہوا زائر مزار نبی
اور سویا میں پیش روضہ	دیکھا اس شب کو واقعے انور

کہ بلا کر کے پاؤں کو بھی
کوئی جگایا ہی اور اٹھایا بھی
اور پیٹھ پہ لگایا ہے ہاتھ مرا
تب [illegible] دلوا [illegible] نبی پیدا
تب سنا سوں میں [illegible]
صوت سالار انبیا شہ بار
حج مجھ ارشاد
کہ ہوا اسطرح سے
جا تو اب جلد جانب بغداد
ابن حنبل سے ملکی کہہ اب
کہ ہو نہیں تو قاصد [illegible]
اب وہ کہا ہی تیرے پاس بھی
اور بولا ہے وہ [illegible] مجھے
اور کہا اس کا [illegible] تری تئیں
مبتلا حق کر گیا اب ای ایا
امتحان ہی وہ ایک محنت ہیں
کہے جب نیک بھی اس آزمائش میں

جب یہہ پہنچی بشارت نبوی | قلب احمد کا ہو گیا ہے قوی

گل

راوی کہتا ہے معتصم باللہ | جب خلیفہ ہوا ہے اور گمراہ
ابو داؤد کا یسر احمد | کہ وہ معتزلی ہو گیا تھا اشد
یہہ یہ اندیش تب ہوا قاضی | کر بہت معتصم سے ہمرازی
ابن حنبل کیتیں بلانے پہ | آہ اسکو بہت ستانے پہ
معتصم کو بہت ہی پھسلایا | اسکو دام فریب میں لایا
الغرض معتصم کے فرمان سے | ابن حنبل کو لائے زنداں سے
جو دیا تھا نبیرہ وہ اعرابی | حسب حکم محمد عربی
بعد پچیس روز ای ماہر | حادثہ آہ یہہ ہوا ظاہر
احمد ابن فرج کہا ہے جان | کہ جب آیا ہے وہ امام زمان
پاس تھا معتصم کے میں اسوقت | کرسی زر یہہ وہ کیا تھا نشست
بولا کرتا ہے زعم جو بدوام | کہ کرے جار حق ہے کلام
لاؤ بیٹے کو پاس پھر اب | گئے احمد کو اسکے آگے تب
پہنا تھا اک قمیص تب وہ نیک | اوڑھا تھا طیلسان از تن ایک
پاؤں میں اسکے چار تھی زنجیر | پوچھا دیکھ اسکو معتصم ای پیر
کیا ہے کہہ تو ہی احمد حنبل | میں ہوں ہاں بولا وہ امام اجل
پھر کہا کیا تو بولتا ہے سدا | غیر مخلوق ہے کلام خدا
بولا ہاں ہے یہی مرا مقصود | رشتہ بدا ء کہا الیہ یعود
پوچھا کیا ہے سند یہہ عوکے بیہ | بولا قرآن و قول پیغمبر

پوچھا کیا ہے حدیث مصطفوی
بولا احمد کہ ہے حدیث یہی
عبد رزاق سے روایت ہے
از معمر اسے سماعت ہے
وہ سنا ہے زبان سے زہری
اور زہری سنا ہے سالم سے
باپ سے اپنے ہے سنا سالم
پدر اسکا حضرت عالم
خاتم الانبیا کہا یہہ خبر
ہے یہی وہ حدیث پیغمبر
ان اللہ تعالی کلم
موسی علیہ السلام بمائۃ
الف کلمۃ وعشرین
الف کلمۃ وثلثمائۃ الف
کلمۃ وثلثۃ عشر کلمۃ
وکان الکلام من اللہ

تعالیٰ و الاستماع من موسیٰ علیہ السلام فقال
موسیٰ ای رب انت تکلمنی ام غیرک قال اللہ
یا موسیٰ انا اکلمک لا رسول بینی و بینک

معتصم سنکے یہ کہا اسکو
کہ نبی پر کیا ہے بہتان تو
ابن حنبلؒ کہا معاذ اللہ
کون تہمت کرے گا یہ گمراہ
جانے بار کے اگر اسے تہمت
کیا تو کہتا ہے اندریں آیت

لَاَمْلَاَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ

معتصم بولا اپنے علما سے
کیجو تم مناظرہ اُس سے
تے کہے اسکو اب تو قتل ہی کر
خون ہے اسکا ہمارے گردن پر
راوی کہتا ہے تین دن کے ار
کئے اس سے مناظرہ بسیار
ہوا آخر امام ہی غالب
ہو گئے سب وہ خاسر و خائب
معتصم حکم یوں کیا ہے تب
کہ کریں ضرب اس امام کو اب
آہ وہ ہاتھ اسکے تب باندھے
تازیانے سے مارنے کو لگے
بولتے تھے وہ گنج عرفاں کو
کہ تو مخلوق بول قرآں کو
بولتا تھا وہ میں نہ بولونگا
لب پہ [illegible] نہ کچھ بولونگا
مار پہ اسکے صبر کرتا تھا
حق کہا یاس کلام [illegible]
یافعی بولتا ہے در طبقات
مار یہ جو اس امام کو ہیہات
دو صد و بیس ان تھا سن ہجری
عشرہ ثالثہ تھا در رمضاں
شافعی اسکے آگے تھے [illegible]
نوش فرما ہوا ہے جام وصال

گل

از علی بن محمد قرشی
ہے کتاب الطبقات میں [illegible] مروی
ضرب جب حضرت پہ ہوئی بسیار
کھل گیا حضرت کا بند ازار
تا گھبرا کے ہلائے اپنے لب
وہ ہلایا [illegible]
ہاتھ وہ غیب سے [illegible] ازار
اور باندھیں [illegible]
اس کرامت کو جو دیکھا سب نے
ہے سبب اور خوف سے [illegible]
اسکو چھوڑا [illegible] ہاتھ
اسکو بھیجا در زندان
معتصم [illegible] وہ امام
گئے دن گذری [illegible]
چھوڑ زندان [illegible]
گیا [illegible]

گل

اور بولا کہ ای ابا جعفر
پھر تو اس قول کا اعادہ کر
پھر میں اس قول کی کیا تکرار
ماشاء اللہ پھر کہا دو بار

غنچہ

اور بخاری کہا ہے ای خوش تہذیب
ابن حنبل کو آہ مار سب جب
امام تھے بصرہ کے شہر میں تھا
میں سنا بوالولید کہتا تھا
کہ کبھو حادثہ پڑا ایسا
آل یعقوب میں اگر ہوتا
تو زمانے کا ہوتا افسانہ
ہو سے مغموم خویش و بیگانہ

گل

شیخ عطار عارف اکرم — یوں کیا تذکرہ میں اپنے رقم
ابن حنبل کو جبکہ زنداں سے — لے چلے ہیں طرف خلیفے کے
ایکدربان اسی خلیفے کا — پیش آکر اس امام سے یہ کہا
کہ تو رکھ استوار اپنا دل — ہی ہو صبر و شکیب کیں کامل
آہ دزدی کیا تہا میں یکبار — مجکو مارے ہیں چوب ایکہزار
نہیں اقرار میں کیا ہرگز — اور کیا صبر سب ہوے عاجز
تھا میں حالانکہ محض باطل پر — دیا آخر خلاص وہ داور
تو تو ہے حق پہ ای امام بحق — رنج پر صبر ہے تجہے الیق
یہہ کلام اس امام کو ہو معین — اسکے دلکو وہیں دیا تسکین

گل

ابو جعفر کہا ہے ای ذی خیر — ابن حنبل کو آہ کرکے اسیر
حکم ماموں سے لاے ہیں حسن حال — میں یہ سنکر گیا ہوں استقبال
پہلے رود فرات پر گذرا — اور سراپا میں اسکے تیں دیکہا
میں کہا ای امام فرخ پے — اب تو ماموں کی پاس جاتا ہے
مومنوں کا تو مقتدا ہے اب — کرتے ہیں اقتدا وہ تیرا سب
گر تو قرآں کو بولے اب مخلوق — بولینگے یوہی اسکو سب مخلوق
اور اگر اس سے تو کری انکار — رہے انکار اس سے سر دیندار
گر خلیفہ نہ مارے تیرے تئیں — آخر اک روز تو مریگا یقیں
موت ہرگز کسے نہ چھوڑیگی — رشتۂ عمر اس کا توڑیگی
ابن حنبل یہہ سن ہوا گریاں — ماشاء اللہ سے ہوا گویاں

ابو عبد اللہ شرح اربعین
حدیث سہل ربانامہ
لکھی قرآں کی وہ عجیب تفسیر
ورنہ پیچ خطا میں خلق تشبیہ
جو بقطا یحیی ہے ابن معین اسے
کذب کی نفی وہ کیا خبر

اور محمد جو تھا علی کا پسر | وہ علی تھا شعیب کا و پسر
ذکر کرتا ہے وہ کہ میں نے سنا | اپنے والد سے یوں وہ کہتا تھا
کہ بلاشبہ احمد حنبل | ہے مقرر وہ شخص سے امثل
حق ہیں جسکے یقیں سو لکھا | یہہ حدیث صحیح فرمایا

كَانَ فِي أُمَّتِي مَا كَانَ فِي بَنِي إِسْرَائِيلَ
حَتَّى إِنَّ الْمِنْشَارَ لَيُوضَعُ عَلَى فِرَاقِ رَأْسِهِ
مَا يَصْرِفُهُ ذَالِكَ عَنْ دِينِهِ

کام پر ایسے وہ امام ہمام | گر نکرتا قیام بااکرام
تا بروز شمار سر و جہار | ہمکو ہوتا پڑا ہی ننگ و عار

غنچہ

اور ابو بکر سہروردی نے | نقل کی اسطرح سے ہی سنئے
روبرو معتصم کے سیاطین | مارے تھے اس امام کو جو لعین
دیکھا اعضا میں ایک کے ان سے | برص سے ریزہ ریزہ ہو کر گرے

گل

اور لکھا ہے ہلال ابن علا | کہ اس امت پہ بالیقیں مولا
چند اماموں سے رکھا احساں | ان سے ہی ہیں یہہ جا عالیشاں
ان سے ہے ایک احمد حنبل | رہا ثابت جو ریخ میں اول
گر نہ رہتا وہ ثابت و صابر | لوگ ہوتے تھے ضال اور کافر
دوسرا شافعی ہے مطلبی | کہ لکھا فقہ از حدیث نبی

خیابان ہفتم

در مناقات عجیبہ و روایات غریبہ بعد ارتحال آن ذوی الاجلال علمائے نامدار و مشائخ کبار کہ دیدہ اند و بہ علو منصب وے وال اند

احمد ابن محمد ذیشاں
بسطرح ہو لیتا ہے سوال ایماں

ہوئے داخل جو کوئی در جنت ‌ ‌ اسکی رفتار سے یہ با فرحت
میں کہا کیا گیا تیرے سے خدا ‌ ‌ وہ کہا ہی خدا نے مجھے بخشا
اور دکھا کرم سے وہ داور ‌ ‌ اک کرامت کا تاج میرے سر
در و یاقوت کو بہ زینت و زین ‌ ‌ مجھے مرصع جو خوب تر نعلین
پاؤں میں پہرنے دیا ہے مجھے ‌ ‌ اور مغفور وہ کیا ہے مجھے
اور بولا ای احمد حنبل ‌ ‌ یہہ کرامت ہی تجکو اسکے بدل
کہ تو قرآن کو بستر و عیاں ‌ ‌ غیر مخلوق ہے کہا ہر آں

گل

اور کہتا ہی حبش نیک نصاب ‌ ‌ دیکھا اک شب نبیؐ کو میں خواب
اور کیا عرض یا رسول اللہ ‌ ‌ کیا ہے احمد کا حال کر آگہ
بولا سرور کہ پیچھے اب میرے ‌ ‌ موسیٰ آتا ہے پوچھ تو اس سے
آیا ایسے میں ناگہاں موسیٰ ‌ ‌ حال احمد کا اس سے میں پوچھا
بولا احمد یہہ آشکار و نہاں ‌ ‌ فرحت و رنج میں بھی ہر اک آں
آزمایا گیا بصدق و یقیں ‌ ‌ ہوا داخل بجمع صدیقیں

گل

شیخ عطار عارف اکمل ‌ ‌ یوں لکھا ہے کہ احمد حنبل
اپنے زخموں کے ہی سبب سے بجا ‌ ‌ جو تھے موصل بدرجۂ شہدا
جبکہ پہنچا وفات کے نزدیک ‌ ‌ حالت نزع میں وہ اپنے ٹھیک
ہاتھ سے اپنے یک اشارہ کیا ‌ ‌ اور لا بعد منہ سے اپنے کہا
تب کیا عرض اس سے اسکا پسر ‌ ‌ کیا ہی یہہ قول تیرا کہہ اے پدر
بولا وقت خطر ہے یہہ دریاب ‌ ‌ نہیں فرصت ہے دینے تیرا جواب

یہاں شیطان کھڑا کر زبان پاک
ڈالتا ہے ہی اپنے سر پہ خاک
اور یوں بولتا ہے وہ مجھ سو
کہ مرے سے نجات پایا تو
کہا لا بعد لیتے ہیں جان
ابھی یکدم ہو باقی میرا ایماں
اور وہ تو خطرہ میں ہے سن جے
نہیں اس میں ہے کچھ نہیں تیرا شر سے

گل

اور اسی تذکرہ میں ہی اکرم
شیخ عطار یوں کیا ہی رقم
کہ جنازہ امام احمد کا
جب اٹھایا وہ شیخ امجد کا
[illegible] سر پر ابر فوج یہہ فوج
آ کو دریا جو کہ حباب جو موج

اور

اور وہ سب ہوا میں جمع ہوئے — ایک دوسرے پروں کو جمع کئے
سایہ انداز ہو نعش امام — نوحہ کرنے لگے ہیں آپ یہ تمام

گل

با صفا احمد ابن ابی خالد — اسطرح بولتا ہے ای ماجد
کہ نعش امام ای فاخر — جمعہ کے روز میں ہوا حاضر
تھا محمد جو ابن عبد اللہ — وہ امامت کیا ہے ای آگاہ
جب جنازہ کی پڑھ چکے ہیں نماز — بولا کیجے شمار اور انداز
شخص کتنے کیئے نماز ادا — تب کئے ہیں حساب ان سبکا
مرد اسی ہزار تھے ای یار — اور تھے عورتیں بھی شصت ہزار

گل

کرتے ہیں اور یوں قلم رانی — کہ مجوس و یہود و نصرانی
روز ترحیل آں امام ہمام — ہوگئے ہیں مشرف اسلام
جب ان اشخاص کا کئے ہیں شمار — ہوے محسوب سب وہ بیست ہزار
جا رحلت کر لوگ ہو یہ غم — کیئے ہیں اس امام کا ماتم
اہل اسلام اول ای مسعود — اور نصارا مجوس اور یہود
کہتے ہیں معتصم بھی دیکھ یہ حال — پھر گیا اعتزال سے فی الحال
جتنے تھے اہل اعتزال آخر — کر دیا ان کو شہر سے باہر
اہل سنت کا بستر اکرام — سب سے لگا کرنے بس وہ صبح و شام
پوچھے اک شخص سے کہ ای اکمل — کیا سبب کر رہے سب اہل ملل
بولا احمد تھا مستجب دعا — وہ دعا یہہ ہمیشہ کرتا تھا
یا الٰہی تبہ میں امیان — اسکو اپنے کرم سے دے ایمان
دولت ایمان کی دیا ہے جب — پھر وہ دولت نہ لے [illegible]

ابو سابعون ان اسکو درود عا کوئی امر نہ ان [illegible]
اور بعد وفات اسکو عیاں
[illegible] ہیں یہاں
اور بھی لکھا ہے [illegible]
فرقہ ارشاد [illegible]
نجی النَّاجُونَ وَهَلَكَ الْهَالِكُونَ
ہیں کیا عرض یا حبیب اللہ
ناجیاں کون ہیں وہ کرا [illegible]
بولا سرور ہے احمد حنبل
اور اصحاب اسکے ہیں اہل

گلدستہ

اور علی

اور علی بن موفق اسے دلدار
دیکھا اک شب بہ عالم رویا
اور محشور ہیں خلایق سب
کہ علی بن موفق ہیگا کہاں
تند رو اور درشت تو کہتے وے
رو دئیے جب حساب کے آفات
بعد ازاں کردگار از رحمت
دیکھا جنت میں ایک مرد کو میں
ایک ملک بیٹھا اسکے سوئے یمیں
اور ملک دوسرا بسوئے یسار
کم نہوتا ہے وہ طعام و آب
اور نہیں اس ملک کو رنج و تعب
دیکھا اک شخص کو کہ سوئے خدا
اور ایک شخص کو بھی ہیں دیکھا
در جنت کے اندروں بیروں
اناللہ میں پڑھا ہوں تب
تب کہا میں جو حالتیں دیکھا
پس مجھے سے کہا ہے وہ دانا
میں نے بولا نہیں آگے فرخ پے
بھوک اور پیاس میں بہت آزار
اسلئے دو ملک کئے تین داور

بولا حج کو گیا تھا میں اکبار
کہ قیامت ہے آئی اب گویا
اک منادی ندا کیا یہ تب
ناگہاں دو فرشتے آئے وہاں
بحضور خدا مجھے لے گئے
یہ گماں تھا مجھے نہ ہوگی نجات
کر دیا مجھکو داخل جنت
کہ اسے سفرے پہ بٹھائے ہیں
ہے کھلاتا طعام اسکو وہیں
بیٹھ پانی پلاتا ہے ای یار
اور نہوتا وہ سیر اور سیراب
دیکھ یہیں گیا ہوں آگے تب
دیکھتا ہے ہیں چشم اسکے وا
کہ وہ اجلا لباس ہے پہنا
آوے جاوے وہ مثل اہل جنوں
پوچھا مجکو فرشتہ کیا ہے سبب
دیکھ آیت یہ اسلئے میں پڑھا
شخص اول ہے کون تو جانا
وہ کہا تب یہ بشر حافی ہے
اور اس حال میں ہی حق سے ملا
کر دیا ہے موکل اب اسپر

وہ کھلاتے ہیں اسکو آب طعام
نہ وہ آب و طعام ہووے تمام
اور سیری نہ اسکو ہو نہار
نہ ملک کو ہو رنج اور آزار
یوں ہی گذریگا تا بروز جزا
یہ ہے اسپر بسبب فضل خدا
پوچھا کیا دوسرے کو تو جانا
میں کہا اسکو بھی نہ پہچانا
بولا معروف ہی وہ عارف حق
وہ کبھی حق کی بندگی مطلق
خوف دوزخ سے شوق جنت سے
نہیں ہرگز کیا یہ نیت سے
محض از بہر رویت مولیٰ
بندگی وہ کیا ہے صبح و مسا
اسلئے ہے وہ وقت غل و ولا
ہے ایسا ہی تا بروز شمار

کو نہیں تھا وہ بحث نفسانی
انکا علم و عمل تھا حقانی
انکا وہ وجہ بحث نا پہچاں
بعض ان کے حسد یہ کرکے گماں
کر گئے ہیں کتب میں اپنے رقم
نہ کیا شرم آہ ان کا قلم
جس طرح بحث شافعی کی بات
بوحنیفہ کے صاحبین کے ساتھ
محض وہ امتحان تھا باہم
نہ تھا کچھ اور وجہ ای اکرم
لکھے بے اصل باتیں ایسی جو
لایق اعتماد نہیں ہے او
پر تعصب حکایتیں ویسے
بے تعین روایتیں ایسے
اسمیں لایا نہیں ہوں کچھ اے یار
نہیں اس بوستاں میں وہ خس و خار

بعد پوچھا کہ شخص ثالث کو ۔ بول کیا مجھ سے پوچھتا ہے تو
میں کہاں کہتا ہے تب وہ اجل ۔ ہے بلاشبہ احمد حنبل
جو دخول و خروج کی کثرت ۔ اس کی دیکھا بروضۂ جنت
اہل سنت کو وہ سمجھاتا ہے ۔ انکو جنت میں بھی لیجاتا ہے
ذکر اطہر یہ اہل سنت کا ۔ اور انکے دخول جنت کا
جبکہ پہنچا یہاں بعون کریم ۔ ہوئی نسخہ کی صورت تتمیم

دراختتام این رسالۂ فرح فرجام ومناجات بدرگاہ رب العلام

للہ الحمد یہ رسالۂ خوب ۔ اہل حق کے قلوب کا مرغوب
شکر حق یہ رسالہ نیک انجام ۔ آئینہ دار ذکر چہار امام
شکر للہ یہ روضۂ ریاں ۔ کہ ہیں گل جس کے تازہ و خنداں
شکر حق یہ حدیقۂ انور ۔ جس کے شاخ و شجر ہیں تازہ و تر
شکر للہ یہ نامۂ روشن ۔ اہل سنت کا جو ہے مامن
شکر للہ اب یہ گلشن چار ۔ ختم کو لائے آب و رنگ بہار
یکہزار و دو صد سن ہجری ۔ اور ہشتاد و شش تھے زاید بھی
شب جمعہ تھی از مہ رمضان ۔ لیلۃ القدر تھی وہ ای ذیشان
اسکے ابیات جملہ تین ہزار ۔ اور اک سو یہ تین ہیں بشمار
میں یہ چاروں امام کا احوال ۔ بے تعصب لکھا ہوں باجمال
جو کتب میں صحیح پایا ہوں ۔ نظم میں صاف اسکو لایا ہوں
اور تعصب سے بعضے کی تحقیق ۔ رطب و یابس کئے ہیں جو تلفیق
تا کہ اپنے امام کی تفضیل ۔ ہووے دوسرے امام پہ تقلیل
اور ائمہ مناظرہ جو کئے ۔ محض ترجیح حق سخن کیلئے

سب ائمہ سے حسن ظن رکھ تو — دور اپنے سے کر تعصب کو

شیخ عارف امام شعرانی — رازدان فیوض ربانی

اپنے میزان میں بوجہ لطیف — خوب لایا ہے یہ بیان شریف

دیکھ باغور کر اسے مفہوم — تا ائمہ کا ہو ادب معلوم

یاالٰہی بہ یمن شرع رسولؐ — اس رسالہ کو کیجئے مقبول

جو ائمہ ہوئے شریعت کے — جو اکابر ہوئے طریقت کے

انسے دے حسن اعتقاد ہمیں — انکی دے پیروی کا زاد ہمیں

اہل سنت میں ہی رکھ ہمکو تمام — اہل بدعت سے دور رکھ بدوام

ہمکو عامل کتاب و سنت پر — رکھ ہمیشہ سلف کی سیرت پر

ہم کو اعدائے دیں پہ رکھ منصور — اور کر دے انہوں کو سب مقہور

کر شہادت پہ تو ہماری ممات — قبر اور حشر میں نہ دے آفات

اور زیر لوائے پیغمبر — ہمکو محشور اپنے فضل سے کر

ساتھ کر اس کے داخل جنت — دے سدا اپنی نعمت رویت

بھیجئے ہم سے اب صلوٰۃ و سلام — بہ محمد و آل و صحب کرام

اور چاروں امام پہ بجید — اور محبوب پر تر سے سبحید

رَوَّحَ اللہُ رُوحَھُمْ اَبَدًا
جَعَلَ الجَنَّۃَ لَھُمْ مَثْوٰی

تمت

تاریخ تصنیف

از نتائج افکار مدقق علوم عقلی و نقلی مولانا مولوی

فضیلت مآب عبد القادر علیہ الرحمۃ صاحب خلف الرشید حضرت مصنف رح

إنّ هذا الكتاب صنّفه
سيدي من طلبة العلماء صح
في بيان الأئمة الأربع
روّح الله روحهم ماذا
لاح كالشمس فيه ذكرهم
كالآلي تلألأ الأحوال
عنه في الكون مثله شيء
بل عديم النظير والأمثال
في التماد في الهبل منتخب
وصفه شاع بين كل رجال
من يرد أن يرى مناقبهم

فَلْيَرْجِعْ إِلَيْهِ بِالْإِحْفَالِ

بِسَوَادِ الْعُيُونِ يَكْتُبُهُ	كُلُّ مَنْ صَادَفَ الرُّمُوزَ رَنَا
مِثْلُ مَا فِيهِ صُنِّفَ انْظَمَا	لَيْسَ يَأْتِي الزَّمَانُ حَتَّى الْحَالِ

فَبِلَا رَيْبَةٍ يُقَالُ لَهُ ،
رَوْضَةٌ مَاءُ نَهْرِهَا سَلْسَالٌ
۱۲ ھ ۷۱

ایضاً

گل باغ دین مولوی عبد حی	جناب معلی فضائل پناہ
زہی گلستان بیاراستہ	برنگ مناقب بفضل الٰہ
چہ فردوس گل چہ جنات عدن	بر شک اندر آمد چو کردش نگاہ
بہشتی درآئی زبوی گلش	بسیرش چو پرداختی گاہ گاہ
چوں رضوان جنت نگہ کرد و گفت	زہی بحر این گلستان واہ واہ

۱۲ ۷۷ ھ

منتخب تذکرۃ المحدثین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت رسول	تذکرہ نامیوں کا ہے مقبول
فقہا اور محدثین کرام	صوفیہ اور محدثین عظام

اور مجلسیں اہل کمال
یعنے ارباب نظر و استدلال
اور اہل مواعظ و تذکیر
علم دین کے مصنفین کبیر
حافظان حدیث مصطفوی
عاملان شریعت نبوی
مسلک دین کے ارکین ہیں
شرع و ملت کے سب یقینی ہیں
ان کے ہر طائفے سے ای گیانی
جو ہوئے عالمان ربانی
ورثۃ الانبیا ہیں وہ اخیار
پا کے میراث انبیا اخیار
انبیا نائبان خدا کے ہیں
نائبان یہ بھی انبیا کے ہیں
واسطے سے انہوں کے رب حمید
دین اسلام کو دیا تائید

بوحنیفہؒ و مالکؒ اکمل | شافعیؒ اور احمد حنبلؒ
ہوئے ایسے یہ چار عالیشان | ساری امت پہ جنکا ہے احسان
سب کمالات باطن و ظاہر | جمع تھے جنکی ذات میں فاخر
تھے ظہور و بطون کے جامع | ان سے انوار فضل تھے لامع
اہل ظاہر و اہل باطن سب | تھے لقیں جنکے تابع مذہب
کیا فقیہ و محدث و صوفی | اور متکلم و مفسر بھی
بلکہ اقطاب و اولیائے کرام | ہوئے مذہب میں جنکے باکرام
الغرض سب یہ اہل علم و کمال | علما صوفیہ ذوی الاجلال
سب کے سب ہادیاں ہیں امت کے | اور مظاہر ہیں سب ہدایت کے
گرچہ ہر اک کی اک جدا ہی طریق | لیک مرجع ہے سبکا اک تحقیق
یعنے وہ قرب معرفت حق کی | اور خوشنودی رب مطلق کی
قول اور فعل اور عبادت میں | عادت و خلق اور سیرت میں
پیروی کا نبیؐ کے لیکے شرف | پہنچنا درگہ خدا کی طرف
کرنا حاصل نجات کا سامان | یہی مقصد ہے سبکا سر و عیان
اہل فقہ و حدیث اور تفسیر | اور متکلمین با توقیر
صوفیہ سارے اہل کشف و شہود | انکا سب اصل ہے یہی مقصود
اک ہے دین محمدیؐ سبکا | پر طُرُق اور مذاہب انکے جدا
پس یقیں ہر طریق و ہر مذہب | نکلے دین محمدی سے ہی سب
پس وہ سارے محمدیؐ ہیں جان | دین ہے اسکے مبتدی ہیں جان
ان سے جس کی تو راہ لیویگا | اصل مقصود کو نہ کھوویگا
جبکہ ہیں وہ خواص خیر امم | نائبان رسولؐ عرب و عجم

بس کہ سب صالحین عالیشان | مورد رحمت انکا ذکر ہے جان
ذکر میں انکے از عنایت رب | دیکھو لکھا ہوا یہ سارا سب
خاص بعضے محدثین کا حال | حال و قال انکا اور علم و کمال
جو کرامت میں ہیں شہیر جہاں | جنکا ثانی نہ تھے نام و نشاں
تا جو ہیں مبتدی لکھوں انکی | طالبان علوم دین میں بھی
بالضرورت پڑھا کریں انکو | رات اور دن سنا کریں انکو
تا زیادہ ہو انکو شوق علوم | اور حاصل ہو انکو ذوق علوم
جن بزرگوں نے علم کے کام | کیسے کھینچے مشقتیں وافر

جس کو مقدر ہووے وہی پاوے گا
جو مقدر نہ ہو نہ ہاتھ آوے
گرچہ دنیا کبھی ہاتھ آویگی
لیک تیرے نہ ساتھ آویگی
مال و دولت متاع فانی ہے
نہ کبھی اس کو جاودانی ہے
مال اگر سے ہی چھوڑ جاویگی
شے نہیں ساتھ وہ نجاویگی
علم بیشک ہے نعمت باقی
ساتھ آئیگی دولت باقی
نعمت علم ہے بڑی نعمت
اس کو پہنچے نہ دولت و حشمت
جنکا احوال میں کروں تحریر
دیکھ کر اس سے ہو تو عبرت گیر
پیروی انکی کر بعلم و عمل
ہاتھ آویگا نیک اسکا پھل

خون اطہر جو ہے شہیدونکا
تولے جاوینگے جبکہ یہ ہر دو
علما محشر میں جب آوینگے
ہو الوف و لکوک انکا شمار
انکی اس روز ایسی عزت و شان
ساتھ حضرت کے خلد میں آویں
کہ نہایت ہے طول جسکا بیان
حق کا دیدار سب سے ہے بہتر
دیکھے جو ہیں عالم و عامل
الغرض علم و عالمونکی جاہ
اس سے ہونگے مراد وے علما
خشیت حق ہوا و نکو شام و پگاہ
پس ثواب علم دیں کا طالب ہو
علم کسب معاش میں ہشیار
طمع دنیا کے واسطے حاشا
غم دنیا نخور کہ بیہودہ ست
ہیں شیطان جو ہے عدو تیرا
کہ تو راہ حرص و طمع پڑے
طمع کا یہ خیال خام ہے جان
کیا نہیں دیکھتا تو اے ہشیار
پھرتے ہیں فکر معاش میں حیران

اور سیاہی بھی عالمونکی بجا
عالموں کی سیاہی بھاری ہے
ساتھ جو ان کے تابعان ہیں گے
پیچھے حضرت کے سب ہیں لوگ قطار
دیکھ کر خلق ہووینگے حیران
اور وہاں ایسی نعمتیں پاویں
اس کی تفصیل ہو سکے نہ یہاں
کہ ملے خاصگونکو شام و سحر
وے یقیں خاصگو نہیں ہیں داخل
دیکھ ثابت ہے کیسی عنداللہ
عالم دیں نہ عالم دنیا
پیرو سنت رسول اللہ
اس کی تحصیل کا ہی راغب ہو
عمر ضایع نہ اپنی کر زنہار
پڑھ نہ زنہار علم دنیا کا
ہیچکس در جہان نیاسودہ است
دیکھ تجھ کو فریب دیویگا
غیر اسلامیات کا علم پڑھے
یہ بھی شیطان کا ایک دام ہے بجا
لوگ ایسے ہیں جا بجا بیجا
سیم و زر کی تلاش میں حیران

انکا احوال پڑھنے سننے سے
ہووے تحصیل علم کی ترغیب
تذکرہ جو ہے اولیا کا اے یار
صاف ہندی میں ترجمہ اس کا
جسکو پڑھنے سے اور سننے سے
اور ترغیب ہو عبادت کی
علما کے یہ تذکرے سے بھی
اولیا کا وہ تذکرہ ہے سبھی
تذکرہ وہ تو عارفیں کا ہے
پس سعادت کے ہیں یہ دو گلزار
سیر انکا تو پس سدا کیجے
کہ صلاح و سعادت دارین
یا الٰہی تری عنایت سے
رکھ یہ ہر دو چمن کو تازہ تر
دیکھے ہر امر میں مجھے اخلاص
اسکو اپنے کرم سے کر مقبول
خاتمہ کر مرا شہادت پر
اب یہاں سے کروں ہے ادم ساز

پھول ایسے چمن کے چننے سے
پس ہے یہ بات تجربے کے قریب
جسکا جامع ہے شیخ دین عطار
دیکھئے نظم سلیس میں نے لکھا
دل میں خوف خدا بہت آوے
زہد و تقوے کی اور ریاضت کی
رغبت علم اور عمل ہو بڑی
علما کا ہے تذکرہ یہ بھی
تذکرہ یہ محدثین کا ہے
فیض کے دو چمن ہیں تازہ بہار
فیض کے ان سے گل لیا کیجے
ہووے حاصل سمجھ تجھے یہ ہیں
اور تیرے نبی کی حرمت سے
انکو رکھ فیض بخش تا محشر
جمع کرنے میں اس کتاب کے خاص
الطاف سے دے مرا تو ہر مامول
بہ محمد و آلہ الاطہر
ذکر کبرائے صالحین آغاز

ذکر ان محدثین زمانہ خیر القرون کا جو علم حدیث میں اعلیٰ درجہ کو
پہنچکے مجتہد مسلم الاجتہاد ہوئے اور درجہ اجتہاد مطلق کو پہنچے
ذکر امام اعظم کہ اوّل و اکمل ائمہ مجتہدین است

بحر فقہ و حدیث خیر انام
صاحب اجتہاد و ذوالاکرام
قدوۃ الامم سراج خیر امم
مقتدا و شفیق اعظم
بو حنیفہ امام اعظم ہے
انکا نعمان نام اکرم ہے
در علوم و کمال و عقل و ذکا
در عبادات و خلق و ورع و تقا
سب کمالات میں یگانہ تھا
اشہر و احد زمانہ تھا
نادر روزگار رائے دلپسند
نہیں ایسا لقیں جنی فرزند
پہنچے بعد اس کے پر شرف ایسا
مرد دوسرا نہیں ہوا پیدا
پس وہی افضل الائمہ ہے
اول و اکمل الائمہ ہے

پہلی

اور سرحد میں بھی مدینے کے — نہوا ہے سوار وہ گاہے
اور حرم کی جہاں تلک تھی جا — نہیں بول و براز اس میں کیا
کرنے حاجت مدام اپنی قضا — بس وہ باہر حرم کے جاتا تھا
عز و اکرام وہ مدینے کا — اور ادب اسقدر بجا لاتا
اور مجلس امام مالک کی — غایت ہیبت و وقار کی تھی
سب کے سب بیٹھتے باادب دمساز — کوئی کرتا نتھا بلند آواز
اور حدیث شریف کرنے میاں — ہوتا جب مستعد وہ عالیشاں
غسل کرتا تھا تب وہ باتقدیس — بعد ازاں پہنتا لباس نفیس
عطر پوشاک کو لگاتا تھا — اپنے حجرے سے باہر آتا تھا
بکمال خشوع و عز و وقار — بکمال سکون و چین و قرار
ایک مسند مکلل و بستر — ڈالتے اس کے واسطے لاکر
پس وہ مسند پہ رکھ کے وہ تشریف — کرتا تھا قرأت حدیث شریف
اور کئے تک حدیث پاک بیاں — عود مجمر میں کرتے تھے سوزاں
اور کمال ادب سے وہ حاشا — کبھی زانو نہیں بدلتا تھا
اور حدیث رسول کی تعظیم — کرتا تھا اسقدر سدا وہ فہیم
دیکھ اس کے عجائب حالات — پڑتے حیرت میں سب بالکلیات
اور بلاشبہ وہ امام ہمام — ایسا تھا ذو الوقار با اکرام
گر کسی وقت میں اسے اعلا — کھانے پینے میں کوئی نہیں دیکھا
کھایا پیا تھا اسکا خلوت میں — آشکارا نہیں تھا جلوت میں
باوجود اس وقار و تمکیں کے — باوجود اس شعار و آئیں کے
اہل و اولاد و خادموں کے ساتھ — حسن اخلاق سے ہی تھا دن رات

[illegible]

اور کہتے ہیں وہ امام ہمام
پہنتا خوش لباس ہی بدوام

شہر مشہور ایک ہے عدن
شہر واقع ہے وہ مملکت یمن

کپڑے اس شہر کے انیک شعار
بیش قیمت نفیس تھے بسیار

اور خراسان و مصر کے کپڑے
قسم اعلےٰ سے جو کہ ہوتے تھے

پہنا کرتا تھا وہ صفا مظہر
اسکا پوشاک تھا سپید اکثر

اکثر اوقات وہ صباح و مسا
عطر پوشاک کو لگاتا تھا

ذکر کرتا تھا پھر حدیث نبیؐ
اس سے تعظیم اسکی تھی مرعی

اور کبھی کہتا تھا وہ جلیل الذات
کہ نہ رکھتا ہو دوست ہیں یہ بات

کہ خدا دیوے از رہ منت
کسی بندے کو نعمت و ثروت

اور اس نعمت خدا کا اثر
ہو اظہار حق کے بندوں پر

کیونکہ کتمان نعمت منان
ہووے کفران نعمت اے ذیشان

فائدہ

سلف صالحین کا ہے حال عیاں
اندریں باب مختلف ہے بیان

پہنتے تھے کوئی نفیس لباس
اور دون کوئی بلا وسواس

انکے ہر دو طریق بھی تھے نیک
ان میں ہر ایک کی نیک نیت و نیک

پہنتے تھے جو فاخرہ پوشاک
تھی یہی انکی بس کہ نیت پاک

کریں اظہار نعمت مولا
تا ادا ہووے شکر نعمت کا

اور جو کوئی لباس کم قیمت
پہنتے تھے یہ انکی تھی نیت

سر تواضع کا اپنے ہووے شعار
اور شہرت نہ اپنی ہو زنہار

پس ہر ایک نے اپنی نصیب ہے باب
اجر ہر ایک کو نصیب ہے یہاں

بسط سے اس بیان کی تفصیل
اور ہر ایک طائفے کی دلیل

در کتاب قوت القلوب میں صاحب ... لکھا ہوں ... الوطن وہ امام عالی شان ... علم میں تھا ... یونان سے ... ایک ہزار ... میں لکھا ... بسکہ اوقات خاص ... مشغول ... اور اکثر ... علم ... اس کی تحقیقات ... اور بہت سے ... ان کی تفصیل ... شاگرد ... فخر و افتخار کی تھی ... اس

اس زمانیکے اولیا ذیشان — تر زباں اسکی مدح میں تھے جناب
اور جب اس امام نے تشریف — کی موطا کی ابتدا تصنیف
علمائے مدینہ بھی اکثر — طرز پر اس امام کے خوشتر
لگے کرنیکو خود بھی تالیفات — لوگ مالک سے تب کہے یہ بات
کرے کیوں ایسے امر میں محنت — دوسرونکو بھی جسمیں ہے شرکت
دیکھا نسخوں کو سب وہ منگواکر — کہا اسطرح پھر وہ نیک سیر
کہ ہے نزدیک جان لیوینگے — کونسا تھا عمل خدا کے لئے
پس کتب سے انھونکے ایذیشان — نہیں پیدا کسی کا نام و نشان
ہاں ہاں کو سارے کتب میں سے اک نیک — ابن ابی ذیب کی موطا ایک
اور موطا امام مالک کی — دیکھی مخدوم سے جو انیس سبھی
اسکی صحت میں کہتے ہیں آز کی — کہ وہ امام سے بخاری و مسلم کی کتاب
علمائے کبار کی بصواب — مایۂ اجتہاد ہے وہ کتاب
اور ستمر قبولیت کی نشاں — ہوئے ہر قدر حسن نیت جاں
اور موطا امام مالک سے — جانو یے کہ ثبت ہیں اسکے
سند اس سے کئے ہیں جو اخبار — ہے قریب ہزار انکا شمار
اہل فقہ و حدیث اور امرا — صوفیہ نامدار اور خلفا
بر طریق تبرک اے راشد — کئے اس باصفا سے اسکی سند

حکایت

یحیی ابن خلف کہا اے یار — کہ تھا مالک کے پاس میں یکبار
پوچھا یک شخص آکے اے ذیشاں — کیا ہے مخلوق یا نہیں قرآں
کہا مالک یہ سن کے ایکدم — ہے یہ زندیق اسکو مارو تم

جب کسی نے کلام رب میں جو [illegible] فتنہ
[illegible] سخت [illegible] اسکا
ہو گئی [illegible] زباں [illegible]
اس امام [illegible]
سخت فتنہ [illegible] منظور
[illegible] ہو نہ [illegible]
[illegible] عسب [illegible]
[illegible] مالک [illegible]
ایک دن مالک بھی [illegible]
بیٹھا تھا میں [illegible] آکر
ایک شخص [illegible]
پوچھا [illegible] استوی [illegible]
علی العرش [illegible]
[illegible]
[illegible]
عرش [illegible] سوال [illegible]
[illegible] مجہول [illegible]

اور کرنے لگا نظر بہ زمیں ‌ ‌ ‌ دیر تک فکر میں رہا ہے حزیں

عرق اسکی جبین پہ آیا ‌ ‌ ‌ بعد ازاں اسطرح سے فرمایا

الاستواء معلوم الکیف مجہول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة -

ترجمہ یعنے لفظ استوا جو حق تعالی قرآن میں فرمایا وہ معلوم ہے اور کیفیت اسکی نامعلوم ایمان اسپر واجب سوال اس سے بدعت ہے ۱۲

پس کیا حکم مالک فاخر ‌ ‌ ‌ اسکو مجلس سے اب کرو باہر

کیونکہ یہ بدعتی ہے اور گمراہ ‌ ‌ ‌ پوچھا یہ بات جو معاذ اللہ

حلیۃ الاولیا میں ہے اکرم ‌ ‌ ‌ اصفہانی نے یوں کیا ہے رقم

سہل ابن مزاحم ماجد ‌ ‌ ‌ مرو میں تھا وہ جو بڑا عابد

بولتا ہے کہ میں بعالم خواب ‌ ‌ ‌ دیکھا اک روز مصطفےٰ کا جناب

اور کیا عرض یا رسول خدا ‌ ‌ ‌ آپ کا عصر پاک جب گذرا

دین کے کچھ امور میں گاہے ‌ ‌ ‌ ہمکو خاطر میں شبہ و شک آوے

کر سکیں تحقیق اسکی کس سے ہم ‌ ‌ ‌ کئے ارشاد تب وہ شاہ امم

گر کبھی تمکو پیش امر مشکل ہو ‌ ‌ ‌ مالک بن انس سے جا پوچھو

اور نیچے اس ہی کتاب میں لکھا ‌ ‌ ‌ ابو عبد اللہ اک بزرگ جو تھا

بولتا ہے کہ خواب میں اک بار ‌ ‌ ‌ پایا میں رویت شہ ابرار

بیٹھے مسجد میں وہ شاہ جہاں ‌ ‌ ‌ اور ہیں اطراف آپ کے لوگاں

اور مالک امام ذوالاکرام ‌ ‌ ‌ روبرو آپ کے کیا ہے قیام

اور حضرت کے روبرو اے جاں ‌ ‌ ‌ مشک تھوڑا دھرا ہوا تھا وہاں

قبضہ قبضہ وہ اس سے لیتے تھے ‌ ‌ ‌ مالک باصفا کو دیتے تھے

یعنے وارث ہے پیمبر علم کا او — یہی اس کی مراد ہے سمجھو

رحلت

وہ امام ہمام جب ای بیار — مرض سے موت کے ہوا بیمار
لوگ خدمت میں اسکے آتے تھے — اور وصایا سن اس سے جاتے تھے
علمائے دوسرے بھی شہروں کے — تب ملاقات کو جو آئے تھے
یہ خبر سن وداع کے خاطر — ہوئے اس کے جناب میں حاضر
شیخ یحیی جو تھا ان میں سے — ایک شاگرد اس معظم کا
بولتا ہے کہ میں حساب کیا — الغرض بیس تک تھے سب علما
لگے کرنے وداع جب واہ — ان بزرگوں کے میں بھی تھا ہمراہ
جا کے ہم سب پیش گاہ امام — لگے کرنے ادب سے اس کو سلام
اور تب بات ہم یہ چاہتے تھے — تا ہمیں دیکھ کچھ او فرماوئے
کھول آنکھیں وہ تب ہمیں دیکھا — اور یہ فقرہ زبان پر لایا

الحمد لله الذي هو اضحك وابكى وامات واحيى

پھر کہا اب قضا سے پہنچی آ — اور نزدیک ہے لقائے خدا
بات یہ سن کے ہم قریب تو — اور اسطرح سے ہیں عرض کیے
کیا ہے کہ حال تیرے باطن کا — کہا خوشحال ہوں میں شکر خدا
اب ہے حاصل مجھے کرو معلوم — صحبت اولیائے اہل علوم
اور پیغمبروں کی نزد خدا — ان سے بہتر نہیں کوئی حاشا
اور اسباب سے بھی ہوں خوشحال — کہ یقین میری عمر کے سو سال
وفضل سے حق کے علم پڑھنے میں — ہوئے مصروف اور پڑھانے میں
اور اب دیکھتا ہوں خیر مقصود — بالیقین اپنی سعی کو مشکور

لطیفہ ۱۴۷
کیونکہ بیشک یہ کہا غوث جلی
کہ جو یہ نبیاں ہے جو عمل
غرض ہم پر پیغمبر سے
سنت ہیں پیغمبر کے سمجھے
نکتہ یہ مسنون سمجھے
جو کہ پیغمبر
ازراہ حدیث شریف بغیر خط
وہ پہنچے ہمیں بغیر
سب پہنچی اسکا
اور اجر و ثواب
خدا نے دیکھا
اور بھی ہے پیغمبر حج و نماز
جیسے حکم خدا و سب کا انداز
ان سے ثواب
اور ان پیغمبر
حدیث شریف
غیر علم سے آگہی آئے
نہیں ممکن حدیث ای کہا
پس یہ علم حدیث نبوت کی
میراث ہے
گویا میراث علوم عقلیات
جو ہیں دو ریاضیات
اور الہیات اور

دین کے اک مقدمے میں کبھی
کرے اک مشورت مرے پیچھے کوئی
اور میں غور فکر کرکے شتاب
اس کو بتلاؤں راہ حق و صواب
تاکہ ہو اس کے دین کی اصلاح
پاوے دارین میں وہ فوز و فلاح
رابطہ راست اسکا ہووے بیں
حق تعالیٰ کے اور اس کے بیں
بات یہ گرچہ پاس ادبر
ہے یقیں سو جہاد سے برتر
کہا یحییٰ امام مالکؒ کا
تھا یہی آخری کلام بجا

احوال امام شافعیؒ

تیسرا وارث علوم نبی
شافعیؒ ہے امام مطلبی

نہ علاقہ رکھیں نبوت سے — ہیں وے خارج نبی کی دعوت سے
بخلاف ان علوم کے دریاب — یعنی علم ثواب و علم عقاب
انبیا کے بیاں سوائے یار — وے نہ حاصل کسیکو ہوں زنہار
پس یہ علم شریف کے بدوام — جو ہیں خدام واجب الاکرام
اک کرامت بھی اک ثواب عجیب — فضل سے ہے خدا کے انکو نصیب
انبیاء کے یقیں کرامت کا — ہے سفینہ ثواب کا بھی بجا
کہ نہ اس کا یقیں سوا حق کے — نہیں زنہار کوئی بیان سکے
پھر کہا یہ حدیث اب سنئے — نقل کرتا ہوں میں ربیعہ سے
اب تلک اس حدیث اقدس کی — نہ روایت کیا تھا میں نے کبھی
کہا مجھ سے ربیعۂ اکرم — حق تعالیٰ کی ذات کی ہے قسم
گر کسی سے نماز میں ہو خطا — اور بتانے کر کیوں کرے وہ ادا
اور پوچھے مرے سے آ وہ سلیم — اور کرو نہیں نماز کی تعلیم
یعنی اس کے فرائض و مسنول — اور آداب اس کے بتلاؤں
اور نشاں دوں ثواب ہے اس کے — تو یہ بہتر ہے اس سے پاس کر
کہ مجھے دیوے ساری یہ دنیا — صرف کر دوں اسے براہ خدا
اور قسم ہے خدائے واحد کی — علم کے مسئلہ میں شبہ کوئی
یا روایت میں کوئی حدیث ہو — گذرے خاطر میں میری اے لوگو
فکر میں اس کے ہی نہ آوے خواب — اور رہوں تا صباح در تب و تاب
پوچھوں پس جاکے کوئی عالم سے — اور وہ شب ہے مرے سے رفع شبہ کرے
اس سے بہتر ہے پاس میرے یہاں — حج مقبول ایک سو سے جاں
اور کہا میں سنا ز ابن شہاب — کہتا تھا بارہا وہ نیک لقب

سوا حفظ حدیث میں یکتا
بعلوم کتاب اور سنت
درجہ اجتہاد کو پہنچا
پس گیا شافعیؒ سوئے بغداد
علما واں کے اسپہ جمع ہوئے
اور کتاب قدیم اپنی وہیں
بعد مکہ طرف گیا اے یار
پس گیا سوئے مصر وہ مقبول
اور کتاب جدید کی تصنیف
کتب اس کے اصول دیں میں ہاں
اور مقرر فروع میں رکھ یاد
اور کہا ہے محمد ابن حسن
جو ہے اوسط ابو حنیفہؒ کی
یک شب و روز میں وہ حفظ کیا
کہتے ہیں شافعیؒ کے پاک اوقات
فیض بخش علوم تھا بہ بہار
اور فضائل میں اس کے رکھیے یاد
جمعہ کا دن سلخ رجب کی تھی
مصر میں شافعیؒ نے رحلت کی
زاہدیں اس سے پایا ہمیں برکت

اور بفہم حدیث بے ہمتا
لے گیا تھا یہاں تلک سبقت
مجتہد مستقل ہوا وہ بجا
اور رہا دس برس وہاں دلشاد
اور اس سے حدیث و فقہ لیے
کیا تصنیف وہ نکو آئیں
اور بغداد آیا دوسرے بار
ہوا نشر علوم میں مشغول
مصر میں ہی کیا بطرز لطیف
ہیں گے چودہ مجلد اے ذیشاں
وے عدد میں ہیں اک سو سے زیاد
مدح میں شافعیؒ کے ای ہمن
شافعیؒ ستار مجھ سے لی
حافظہ اسکا تھا قوی ایسا
اسطرح صرف ہوتے تھے دو تراز
ذکر اور فکر میں تھا شب بیدار
ہے بنیرہ کتاب سے بھی زیاد
دو صد و چار وہ سن ہجری
عمر چون برس کی تھی اسکی
حق تعالےٰ نے کی اسپہ رحمت

نظر آیا امی ستہ امام شافعی کو خواب میں
دیکھا پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا
فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے سونے کی کرسی پر
بٹھلایا اور موتی مجھ پر سے نثار کروایا
رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ۱۲

احوال امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

اور پر لکھا ہے وہ امام اجل
احمد ابن محمد حنبلؒ
ابو عبد اللہ کنیت والا
پہنچے عدنان کو نسب اسکا
ایک سو ساٹھ پر چہار برس
جبکہ گذرے ز ہجرت اور بس
متولد ہوا وہ در بغداد
پایا بغداد اس سے فخر زیاد

پایا

ح ربیع بن سلیمان نے کہا کہ میں امام شافعی کے جنازے سے فارغ ہو کر لوٹ آیا تو ہلال شعبان کا

پایا بغداد میں ہی نشو و نما
اور وہاں کے شیوخ سے تحصیل
کر چکا وہ امام فرخ پے کے
گیا حرمین اور یمن وہ ہمام
علما سے وہاں کے وہ مقبول
یاد تھے اس کو اسقدر اخبار
یعنی دس لاکھ تک ہیں تعداد
ابن ہارون اور سفیان سے
ہے وہ راوی حدیث نبوی کا
مثل شیخین اور ابو داؤد
اور بہت سے ائمہ والا
اس کی مسند ہے خلق میں مشہور
عصر میں اس کے وہ کتاب اسکی
کہ زیادہ یقیں ز تیس ہزار
اور کہا سات سو پچاس ہزار
میں لیے سب سے انتخاب کیا
کہتے ہیں اس کی مجلس پرنور
ان میں زنہار ذکر دنیا کا
اور کیا تھا وہ اختیار ای یار
اسکے بستر میں وہ صبر کیا
ورع اور احتیاط اور تقوی

اور وہیں اکتساب علم کیا
جب سماع حدیث پیغمبر
جلد اپنے وطن سے نکلا ہے
کوفہ اور بصرہ اور جزیرہ و شام
کیا حاصل بہت حدیث رسول
کہ عدد جسکا ہے ہزار ہزار
جو حدیث اس امام کو تھے یاد
شافعی اور شیوخ ذیشاں سے
اس سے راوی بہت ہیں علما
ابو ذرعہ امام فیض آمود
بہت اس کی کئے ہیں مدح و ثنا
مسند عالموں کی ہے پرنور
جانو سب کتب میں عمدہ تھی
جمع اسمیں کیا حدیث سے یار
جو کہ حاضر حدیث تھے بشمار
جانو جمع یہ کتاب کیا
مجلس آخرت تھی غیر قصور
جانو ستم کبھی نہ آتا تھا
فقر کو بھی مدام لیل و نہار
اور کسی سے نہ کوئی چیز لیا
اور توکل بھی صبر و استغنا

جو دیا تھا اوسے کرم سے خدا
نہو اسکا بیان فہم سے ادا
ہیں عجیب و غریب
سرزد کا ہے بہت ہیں لبیب
آئے بیمار ہیں بہت تطبیب
شتہ حق کو ازالے کے جاتے ہیں قلیل
یہ نسخہ ہے مختصر حالات
یہ ہیں اس امام کے حالات
میں یہ جان و اس سے ربط
گلشن میں لایا اسکی تکبیر
چار سے اتنا
سن ہجری کا تھا وہ دوسو
کیا رحلت وہ معدن تقدس
جمعہ کا روز تھا وہ وقت ضحی
عصر کے بعد اسکا دفن ہوا
ہے بغداد ہی میں اسکی مرقد
روح اللہ روحہ الا علی
الغرض یہ چہار امام ہمام
ہوئے ایسے محدثین کرام

ورحمہ

درجۂ اجتہاد کو پہنچے — مجتہد مستقل و مطلق تھے
درجۂ اجتہاد مطلق سے — نہیں علما سے درجہ کوئی سنے
بعد ان کے نہ کوئی ہوا ایسا — کوئی محدث نہ درجہ پایا
کہ ہیں یہ چہار صاحب مذہب — ہینگے برحق مذاہب انکے سب
ہوئے یہ چار در زمانِ سلف — نہ سلف کی بزرگی پاوے خلف
کہ ہے خیر القرون سلف کا زماں — وے حدیث اسکو خیریت کا نشاں

جعل الجنة لهم مثوا	رضی اللہ عنہم ابدا

احوال امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ

مقتدائے محدثین عظام — سر اہل حدیث خیر انام
ناودان فیوض باری ہے — شیخ و علامۂ بخاری ہے
اس سبب سے اسے بخاری کہیں — کہ وہ پیدا ہوا بخارا میں
عصر کے وقت روز جمعہ کا تھا — گذرے شوال سے تھے دن سولا
ہجرت مصطفےٰ سے آخوشحال — صد و نود ایر تھا چوتھا سال
حق تعالے کے فضل سے ایجان — ہوا پیدا بخاری ذیشان
اور لفظ بخاری یا تو تیسر — دیکھے اس قدر لیا تشہیر
کہ مؤلف کا اور کتاب کا نام — وہی ٹھہرا ہے در خواص و عوام
اور محمد ہی نام خاص اسکا — ابو عبد اللہ کنیت والا
اس کے والد کا نام اسمٰعیل — اور براہیم نام جد اکے خلیل
اسکا فر جد مغیرۂ جعفی — وہ مجوسی تھا پہلے ای بھائی
ہاتھ پر پس یمان جعفی کے — وہ مشرف ہوا ہے ایمان سے
تب یہاں والی بخارا تھا — اور تھا معمول اس زمانے کا

لا کے ایمان جو ہاتھ پر جسکے
اسکو منسوب اس شخص کو کرتے تھے
پس مغیرہ کو اس لئے ہی جان
جعفی کہتے تھے لوگ ذیشان
اور بخاری محدثوں کا تھا
تھا بلاشبہ مقتدا و امام
علما اسکی کرتے تھے توقیر
اور کرتے تھے اس کی بہت تکبیر
وہ جو ہیں شیخ الحدیث مسلم تھا
جانو شاگرد تھا بخاری کا
جب بخاری کے پاس وہ آیا
اور اسکا بہت بجالا تا
بولتا اذن اب مجھے دیجئے
تا کرو دل بوسہ پاؤں پر کیجئے
اور اسطرح ترمذی نے بھی
کہ نہ مانند اس کے میں دیکھا

حق نے بخشا ہو کسے زینت و زیں
کہا ابن خزیمہ اے مسعود
در علوم حدیث پیغمبر
نہیں ظاہر ہوا بخاری سے
اور بعضوں نے اسکی ثنا میں کہا
ایک آیت تھی ہاں بروئے زمیں
اور لکھے ہیں اسکی ہی ثنا میں
اور فہم کتاب و سنت میں
اور در دقتِ نظر اے امیں
اور تمیز اصل فرع میں بھی
عصر میں اپنے بے نظیر تھا وہ
والد ماجد اسکا اسمٰعیل
تھا جو ابن مبارک والا
جو تھے یاران امام مالک کے
مستجاب الدعا تھا وہ دلستاں
کہ بخاری بحال لڑکائی
جو اطبا تھے اس زمانے کے
اس کی مادر نے تب توجہ لا
خواب میں دیکھی اپنے ابراہیمؑ
کہ ہے تیرے پسر کی بینائی
وہ ترے کثرت دعا کی سبب

امت مصطفیٰؐ کو سب سے یقیں
کہ نہیں زیر آسمانِ کبود
کوئی داناتر اور حافظ تر
اس نے پایا یہ فضل باری سے
حق تعالیٰ کے آیتوں سے بجا
وہ بخاری کی ذات پاک یقیں
کہ حدیثوں کے حفظ و القا میں
ذہن کی حدت اور جودت میں
قوت اجتہاد میں بھی یقیں
اور تقویٰ میں زہد و ورع میں بھی
سب کمالات میں شہیر تھا وہ
تھا معظم ز راویانِ جلیل
فیض صحبت یہ اسکی پایا تھا
تھا یہ راوی حدیث کا ان سے
اور بخاری کی والدہ بھی جناب
جبکہ کھویا تھا اپنی بینائی
پسر اس سے لاعلاج ہوکے
در گہِ حق میں دل سے کی تھی دعا
آئے ہیں وہ خلیل رب کریم
حق تعالیٰ نے پھر عنایت کی
کثرت درد اور بکا کے سبب

پس بخاری کی جب صبح ہوئی اٹھا
حق نے فضل و کرم سے بینا تھا
عمر دس سال کی ہے وہ اکرم
ہوا حفظ حدیث کا ملہم
عمر سولہ برس میں وہ اپنے
جو کتب تھے بن المبارک کے
اور کتابیں وکیع کے بھی تمام
کر چکا حفظ وہ بکو انجام
جو کتب اہل اجتہاد کے تھے
پس وہ واقف ہوا سب ان سے
پس گیا بہر حج بیت اللہ
اپنے ماں اور بھائی کے ہمراہ
عمر اسکی ہوئی اٹھارہ سال
تب وہ از فضل ذی متعال
کیا تصنیف اک نفیس کتاب
در قضایائے تابعین و صحابہ

سیہ ازال

کہ بخاری کہا لیا ام خواب
میں نے دیکھا رسول خدا جناب
آپکے روبرو کھڑا تھا میں
اور پنکھا ہلا رہا تھا میں
دور کرتا تھا مکھیوں کو تب
خواب سے جاگ میں اٹھا تو جب
اک معبر سے جا کیا تقریر
سنکے اس نے کہا ہے یہ تعبیر
کذب حضرت سے تو کریگا دور
یعنے اخبار کاذبہ بہ ضرور
کرے گا سر آئینہ جدا جن کے
تو صحیح وقوی حدیثوں سے
پس بتالیف اس کتاب شریف
امر اس خواب کا ہی تھا ای حنیف
اسکی تالیف پس شروع کیا
جن احادیث جمع کرنے لگا
اسکی

بعد ازاں در مدینۂ انور
کیا تالیف اک کتاب کبیر
اور لکھا تھا وہ رفیع جناب
اور صحیح بخاری بھی اسے شریف
جو حدیثیں صحیح جمع کیا
کہ صحیح بخاری ہے وہ کتاب
یوں کہے ہیں محققین فہیم
سب کتب سے صحیح تر بصواب
اسکی تصنیف کا سبب ہے یار
کہ جو تھا ابن راہویہ ذیشان
اسکی مجلس کے بیچ آ فاخر
کہا یاروں نے آپ جو ای لیق
مختصر اک کتاب فیض نصاب
اور حدیثیں صحیح پر ہے مگر
تا بلا دغدغہ بغیر خطر
پس بخاری کے دلمیں آگیا جی
اور چھے لک حدیث ہو سوا اس
انتخاب ان سے تب شروع کیا
اور حدیثیں صحیح تر لیے
خوف تطویل سے مگر نہ لکھا
اس کی تالیف کا سبب دوم

جا کے نزد مزار پیغمبر
جو ہے تاریخ میں کبیر شہیر
چاندنی شب کے درمیاں وہ کتاب
کیا تحقیق سے وہیں تالیف
اولاً وہ یعنی بخاری تھا
سب کتب سے صحیح تر دریاب
کہ بعد کتاب رب کریم
ہے صحیح بخاری لب لباب
یہ لکھے ہیں محققین کبار
شیخ اسحٰق جسکا نام ہے حال
تھا بخاری بھی ایک انکا حاضر
کہا اگر کوئی صاحب توفیق
کرے تالیف اب کتب میں شتاب
مگر کرے اکتفا ہے کہی بہتر
تا طلاب سب عمل کریں اسپر
پس اسیوقت بات یہ آئی
تب تھیں موجود جو کہ اسکے پاس
جن بہت سی صحیح لکھنے لگا
مگر جو ان کے سوا بھی تھا شرح
لاجرم اکتفا اسی پہ کیا
اور یہ بھی لکھے ہیں حیا

اور بخاری کا تھا اللہ زار برا
کہ وہ میراث پدر پایا تھا
اور جو اہل وفا یا سخاوت تھا
متقی صاحب مروت تھا
سب کمالات میں وہ پاک انداز
اپنے اہل زماں سے تھا ممتاز
وہ مساکین اور فقرا پر
صدقہ کرتا تھا اپنا مال اکثر
جو بھی علم حدیث کے طالب
رہتا ان کے طرف بہت راغب
ان سے اکثر سلوک کرتا تھا
لطف و اشفاق اپنے دھرتا تھا
اور قلیل الغذا تھا وہ بدوام
کھاتا تھا ایک یا کہ دو بادام
اور چالیس سال تک زنہار
نہیں سالن کیا و نوش ای بار
سخت

سخت ایسی بلا سے شام وپگاہ
اور بخاری امام قدس شعار
جو کہ ہو اس کتاب کا قاری
کی ہے اس نے دعائے خیر بھی ہاں
اور بزرگوں سے ایک پاک نصاب
کی بخاری رہ ادب سے عیاں
جس جگہ سے قدم اٹھاوے نبی
یعنی در تبع سنت اکرم
بس سماع حدیث کے خاطر
جیسے بے شبہ خود بخاری نے
کی ہے استفادہ اختیار
اور بصرہ کو چار بار گیا
اور گیا جو کوفہ و بغداد
راویوں سے حدیث با اسناد
سب کہ راویوں کا ہے تعداد
ہر حدیث ان سے جو سنا ہو نہیں
اور وے راویاں پاک شعار
اور بخاری سے ایک خلق کثیر
جیسے مسلم ہے ترمذی ہے جاں
اور ان کے سوا بہت اخیار
کہ بلا واسطہ حدیث نبی

حق تعالے رکھیگا اسکو نگاہ
مستجاب الدعا تھا جب سے یا
حق میں اس کے پدر کہ یاری
یا دے اکثر قبولیت کی شان
دیکھا اسطرح سے پیا علم خواب
پیچھے پیچھے ہے مصطفےٰ کی روال
وہیں رکھے قدم بخاری بھی
رہے حضرت کے وہ قدم بقدم
کیا سفر بلاد وہ فاخر
یوں خبر دی ہے حال سے اپنی
میں گیا شام و مصر کو دو بار
اور شش سال در حجاز رہا
ہیں سو وہ کتنے بار نہیں یاد
میں نے سن کر جو کر لیا ہوں یاد
جانیو اکہزار پر ہشتاد
بے کم و بیش وہ لکھا ہوں میں
سب کے سب تھے محدثین کبار
بھی ہیں راوی حدیث کے ای میر
اور ابن خزیمہ عالیشان
کہ ہے نود ہزار جسکا شمار
وے بخاری سے ہی سنے ہیں سبھی

سخت بیمار آہ جب وہ ہوا
تب اطبا نے دیکھا اسکو کہا

چھوڑ دو پینے سے دائما سیتی
آئی بیماری خشک ہو کے بدن

لوگ جب جد وکد کئے ہیں آ
تب وہ تا شربت سے اختیار کیا

بضرورت وہ شوربہ تھوڑا
ساتھ روٹی کے نوش فرمایا

ایکدن تھا نماز میں اے یار
مار از نبور نیش ستر بار

باوجود اسکے وہ نکو انداز
نہیں ہرگز کیا ہے قطع نماز

قصہ کوتاہ انکی بکمدت
طلب علم میں ہے کی محنت

اور پھرا ہے بہت سے شہر و دیار
اور ملا اہل علم سے بسیار

اور انکی ملازمت میں رہا
اور ان سے بہت حدیث سنا

پس بخارا طرف کیا رجعت
اسکی آمد کی جب ہوئی شہرت

تب بخارا کے لوگ با اجلال
ایک فرسنگ آئے استقبال

ایک فرسنگ تک سبھی اسکے لیے
جا بجا ہیں نصب کئے خیمے

جائے آراستہ سبھی کروائے
شامیانے دیے فرش بچھوائے

سیم و زر اور درہم و دینار
کئے طبقوں سے لا کے اسپہ نثار

پس بخارا میں لایا جب تشریف
معتقد اسکے تھے وضیع و شریف

فیض پاتے تھے اس سے خلق کثیر
کیا خواص و عوام امیر و فقیر

تب کئے حاسدان زشت سیر
آہ باندھے حسد میں اسکے کمر

جو کہ تھا حاکم بخارا تب
ورغلائے اوسے یہ مکر سب

کہیے حاکم سے بخاری پر
کہ کہلا بھیج وہ آئے تیرے گھر

اور صحیح بخاری لے آوے
پڑھ کے مجلس میں تیرے سنواوے

تب ہی حاکم نے اسکو بلوایا
تب بخاری نے یہ جواب دیا

علم کو میں نہیں ذلیل کروں
نہ کسی گھر میں اسکو لیجاؤں

اسکی حاجت اگر ہے تجھکو
اسکو مسجد میں آکے تو سن لے

اگر آوے اسکے خاطر
اسکی روایت ہے حضور

بھیجا ایسا پیام اس نے
مجلس خاص میں ہی پڑھ

یہی اولاد اور نہ ہووے غیر
فضل اس میں یہی سنواوے

تو صحیح بخاری
تب بخاری نے یہ جواب دیا

علم کی حضور
سب کو یہاں کیا یہ میں

مستحق ہیں
اسکی بعض خاطر

اسکو بعض
پر سکھلا

چونکہ فتنے کا ہو گیا اکبر
تا نہ فتنہ ہو دیں طرف منجر
اس خطر سے بہت ملول ہوا
پس تہجد میں یہ کیا سے دعا
یا الہٰی میں دیکھتا ہوں یقیں
باوجود اس کشادگی کے زمیں
مجھ پہ سب تنگ آگئی ہے
دلکو میرے یقیں گھٹائی ہے
پس زروئے زمیں اٹھا مجھکو
اور اپنے طرف بلا مجھکو
کیا مقبول حق نے اسکی دعا
وہیں دنیا سے وہ وفات کیا
شب شنبہ کہ تھی غرۂ شوال
گذرے دو سو اور چھپن سال
شیخ والا خطیب بغدادی
عبدالواحد سے نقل کی ایسی

سنکے حاکم یہ ہو گیا برہم
کہ بخاری وطن سے باز آوے
تب بخاری نے یہ بد دعا یہ کیا
جو کئے میرے حق میں اہل جفا
یہ دعا اسکی مستجاب ہوئی
اک مہینہ ابھی نہ گذرا تھا
اور ہوا تھا یہ حکم سخت امیر
اسکو ذلت سے شہر گشت کریں
یہ اہانت یہ ذلت و خواری
بعد اسکو رکھے ہیں قید میں لا
اور دو سرے ہوئے تھے جو بد خواہ
ان ہر ایک ایک سخت بلا
نقل ہے جب بخاری والا
تب سمرقند میں گئی یہ خبر
اسکی خدمت میں اک رقیمہ لکھے
تب سمرقند کے طرف وہ چلا
نام فرتنگ تھا وہ قریہ کا
اسی قریہ میں یہ سنا تحقیق
اپنے رکھنے میں اور نہ رکھنے میں
وہ توقف کیا اسی خاطر
ایک شب وہ بہت ہی فکر میں تھا

اور یہ حکم کر دیا ہے بہم
شہر سے جلد تر نکل جاوے
کہ اے پروردگار ارض و سماء
جلد اس کی سزا سے پہنچا
دشمناں کو سزا شتاب ہوی
ہوا معزول پس وہ اہل جفا
مادۂ خر یہ اس کو بٹھلا کر
اور علانیہ یہ ندا کر دیں
ہے سزا اے ان زشت کرداری
اور آخر وہ قید میں ہی موا
کیا ان سب کو بھی خدا نے تباہ
اس جہاں میں اٹھا جہاں سے اٹھا
جب بخارا کے شہر سے نکلا
لوگ اس جا کے سبھی ملکر
بڑی خواہش سے اسکو بلوائے
ایک قریہ میں جا کے جب پہنچا
سمرقند کے قریب ہی تھا
کہ سمرقند کے بیچ میں دو فریق
ہیں وہ آپس میں اختلاف و بیر
دیکھو تا آخر کیا ظاہر
کہ ہے لوگوں میں اختلاف پڑا

کہ نظر میں کیا یہ عالم خواب
اور صحابہ کی اک جماعت بھی
میں نے دیکھا کہ سید ابرار
میں نے جا کر کیا سلام شتاب
میں کیا عرض تب اسے شہ جہاں
کہ ہے اسکا ہوں منتظر بے قیل
راوی کہتا ہے میں ہوا بیدار
کہ امام بخاری نے والا
تھا وہی وقت و روز رحلت کا
نقل ہے دفن جب کئے اس کو
ایک مدت تلک وہ خوشبوئی
جو زیارت کو لوگ آتے تھے
اس سبب سے ہی اسکی نزد مزار
مشتہر محترم ہے وہ جگہہ
برکتیں اس سے پاتے ہیں عالم
اسکے مذہب کے بالیقین جو خبیر
ہے وہ طبقات شافعیہ سے
پس وہ ہے منتسب الی المذہب
کیونکہ مذہب کے جو ہیں منتسبین
جو محدث ہیں اور مجتہدین

حضرت شاہ انبیاء کا جناب
آئی تھی ہمرہ رکاب نبیؐ
منتظر تھے کسی کے تب اے یار
دئیے اپنے کرم سے اسکا جواب
کہ توقف کا کیا سبب ہے یہاں
جو محمد ہے ابن اسمٰعیل
تھوڑے عرصے میں ہی سنا اے یار
دار فانی سے انتقال کیا
کہ جو وہ خواب میں نے دیکھا تھا
آتی تھی اسکی قبر سے خوشبو
اسکی تربت سے بس مہکتی تھی
کر تبرک اٹھا سے لیجاتے تھے
پڑ گیا ہے کہتے ہیں بڑا اک غار
اور ہے خلق کی زیارتگہہ
روح اللہ روحہ الاکرم
کی ہے علما نے اس طرح تحریر
کہا بعضوں نے مجتہد بھی اور ہے
مجتہد بھی ہو کچھ نہیں ہے عجب
ہوا ہمیں بھی بعض مجتہدیں
سب پہ ہو رحمت خدائے مبین

احوال امام مسلم رح

امام مسلم رح

وہ پیارا وہ امام مسلم ہے
فیض بخش انام ہے بھائی
نام مسلم ہے اسکا اسکی
ہے ابو الحسین سے ای
کنیت ہے وہ فخر ہے
ابن حجاج ہے قشیری ہے
وہ بن مسلم ہے نسبت اسکی
قشیری ہے طرف
اور بنی قشیر
ہے متفرق بنی تھا سنئے
اک قبیلہ عرب میں اسے
لوگ تھے بنی قشیر
نیشاپوری مسلم ہے وطن مشہور
اور آبا کا اس کے عظیم الشان
ایک شہر ہے کلاں
خراسان کے میں
وہ چار صد و
سن ہجری تھا دو صد و
کہے شصت و

فخر اسلام و مسلمیں مسلم
ہوا پیدا فخار دین مسلم

جبکہ سن شعور کو پہنچا
علم پڑھنے میں وہ کمر باندھا

طلب علم میں ہی اسے ہشیار
وہ پھرا ہے بہت سے شہر دیار

مصر و شام و عراق اور حجاز
اور ایسی ہی ملک دور و دراز

اور اکثر ثقات سے وہ ملا
اور حدیثیں صحیح ان سے سنا

آیا بغداد کی طرف کئی بار
اس سے راوی ہیں بس وہاں کے خیار

علم و فضل و کمال میں ہو لا
اسکو بخشا ہے ایسی شان علا

کہ ہوا از ائمہ اعلام
اور حفاظ ملت اسلام

اور یہ علم حدیث تحقیقات
عجب اسکی ستش دئے ہیں بات

فرق کرنے میں در صحیح و سقیم
اسکو سب عالموں پہ بھی تقدیم

بلکہ اس فن میں وہ یگانہ تھا
قدوۂ کمل زمانہ تھا

جب بخاری گئے شہر نیشاپور
آ اقامت کیا ہے فائض نور

مسلم اس کے حضور آتا تھا
اور اس سے فیوض پاتا تھا

اور احادیث وہ گرامی تھا
جو سنا تھا ز راویان ثقات

وے احادیث سب زر و شمار
تھیں بلا شبہ تین لاکھ ہی یار

ان سے سب انتخاب کر انہیں
اس نے لکھی ہے وہ کتاب نفیس

یعنی ہے وہ صحیح مسلم جان
بے نظیر و مثیل اے ذی شان

ایسی خوبی سے اسکی تالیف
اسمیں [illegible] رکھا [illegible] لطیف

حسن ترتیب کی اسے ایسی
کہ نہیں کوئی کتاب میں ویسی

جو ہیں علم حدیث کے ماہر
انپہ یہ امر خوب ہے ظاہر

اس لئے شیخ بو علی اقصح
دیا اسکی کتاب کو ترجیح

نہیں احادیث کی کتب میں گم
اور اسطرح سے کہا وہ ہم
کہ کتاب صحیح مسلم سے
کوئی کتاب آسمان کے نیچے
جو اصح ہیں صحیح ہو وے
وہی ہے سب سے صحیح ہو یہ بھی
اور اس کے سوا بھی اسعید
اور ہیں اس کے مصنفات مفید
شیخ ابو زرعہ رازی مسلم
اور شیخ اجل ابو حاتم
ہے یہ مسلم محدثین کا تمام
ہے بلا شبہ مقتدا و امام
اور ابوبکر و ترمذی ایار
ابو حاتم بھی اور کئے اخبار
شیخ مسلم سے ہے بوجہ قوی
ہیں احادیث رسول کی راوی
اور

اور تھا متقی بڑا مسلم
جو ہیں اس کے عجائب حالات
کہ لکھیں اپنی عمر بیچ کبھی
اور نہ مارا ہے وہ کسیکو کبھی
ایسے اوصاف پاک وہ مولا
دو صد و شصت و ایک تھا سن جب
شام یکشنبہ اس نے نقل کیا
پس ہوئی عمر اس کی پچپن سال
ابوحاتم محدث والا
پوچھا کیا حال ہے ترا وہ کہا
پس لعنتیں جس جگہ میں چھپا ہو
اور جو تھا ابو علی زاغونی
کوئی دیکھا اس کو خواب میں پوچھا
کہا یہ جزو جو ہے میرے ہاتھ
جزو تھا وہ صحیح مسلم کا
کہا تھا مذہب امام مسلم کا
ہے وہ طبقات شافعیہ سے
مجتہد بھی تھا کوئی درجہ کا
ہم طریقہ تھا یہ بخاری کا
روح اللہ روحہ ابدا

اور محتاط یا صفا مسلم
سوا نہیں حالتوں سے یہ بات
نہ کسی کی کبھی اس نے غیبت کی
اور کسی کو نہ اس نے گالی دی
لطف سے اپنے اسکو بخشا تھا
لست و پنجم تھی وہ ماہ رجب
اور دو شنبہ کے روز دفن ہوا
خوش رہے اس سے قادر متعال
شیخ مسلم کو خواب میں دیکھا
حق نے جنت مباح مجھ کیا
دار جنت کے بیچ رہتا ہوں
جب یہ دنیا سے اس نے رحلت کی
کس عمل سے تو رستگار ہوا
اس کی برکت سے میں نے پائی نجات
دیکھئے اس کتاب کا رتبہ
لکھے اسماعیں ہیں یوں علماء
منتسب شافعی طرف ہیں کئے
یا نہیں۔ یہ نہیں نظر آیا
درجہ اس کے قریب رکھتا تھا
جعل الجنۃ لہ مثوا

احوال امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ

۱۵۹

وہ سلیمان محقق مسعود
نسبت جس کی ہے ابوداود
اشعث ہے وہ کہ ترمذی نے
ابن اسحق ابن بشیر ہے وہ باپ
ابن شداد ہے وہ ابن عمر
ابن ازدی ہے اس کا شہر
ابن عمران سجستانی
اسکو لکھے ہیں جو ابن کریم
بالیقین وہ غلط ہے نا سمجھو
سجستانی ہی وہ صفا ہے مشہور
سجستان ہے ملک سرحد کا
وہ لگا ہے بلاد سندھ سے
ہے وہ سندھ و ہرات کے درمیان
متصل ہے قندھار سے ہے یار
سندھ کے ہے قریب ملک قندھار
اور دیں میں شہر چشت بھی ہے
تھے بزرگان چشتیہ جس جا
نسبت

نسبت سیستاں کو عریاں
ہجرت شاہِ دیں سے جانو تم
ابو داؤد تب ہوا پیدا
طلب علم میں کمر باندھا
کہ حجاز و عراق و مصر اور شام
پڑھا علم حدیث شوق سے وہ
اور صلاح و عبادت و تقویٰ
آستیں اک کشادہ رکھتا تھا
لوگ پوچھے ہیں جب سبب اسکا
آستیں اک کشادہ رکھتا ہوں
دوسری اسقدر ضرور نہیں
اوستاد اسکا احمد حنبل رح
اور سماع و روایت اخبار
اور راوی ہیں اس سے ای بھائی
ملکہ راوی ہے اس سے شیخ اجل
اور تھا موسیٰ جو یک بزرگ بڑا
ابو داؤد سے ہوا پیدا
اور برائے بہشت در عقبیٰ
اور کتاب سنن بوجہ لطیف
ابن حنبل رح کو لا کے دکھلایا
وقت تالیف اسکے یوں آن

کبھی کہتے ہیں سنجری ہیجاں
سال دو سو پہ جبکہ تھا دوم
اور جب وہ شعور کو پہنچا تھا
اسی خاطر بہت سے ملک پھرا
اور خراسان اور جزیرہ تمام
کیا حفظ حدیث ذوق سے وہ
اور رکھتا تھا احتیاط بڑا
دوسری آستیں تنگ سدا
تو انہیں اسطرح وہ فرماتا،
تاکہ اجزا کتب کے اسمیں رکھوں
بلکہ اسراف ہے زیادہ یقیں
اور ہے شیخ طیالسی اکمل
ہے بہت عالموں سے اسکو آیا
ترمذی ایک دوسرا النسائی
اسکا استاد احمد حنبل رح
وقت میں اس کے حق میں شیخ نے کہا
از برائے حدیث در دنیا
دلیوے اسکو جزائے خیر خدا
ابو داؤد جب کیا تالیف
دیکھ کر وہ پسند فرمایا
پنج لک تھے حدیث اس کے پاس

انتخاب اس سے کردہ فرزیں
دیا ترتیب اس کتاب سنن
چار ہزار آٹھ سے حدیث شریف
جمع اس میں ہیں کی وہ تصنیف
جو حدیث صحیح یا ہو حسن
وہی اس میں لکھا وہ نیکو فن
اور ایسا لکھا وہ عالی شان
کہ جو ہیں اس کتاب کے دیباں
آٹھ سے اور چار ہزار حدیث
ان سے عاقل کو بس ہے چار حدیث
ان سے پہلی حدیث اقرن فال
ہے بلاشبہ انما الاعمال
انما الاعمال بالنیات
یعنے اعمال نیتوں کے ہی ساتھ
اجر پاوے مطابق نیات
الخ

اک عمل ہے ہو نیتیں جتنی
نیک تر اجر بھی ملیں اتنی

دیکھ اکثر محدثین کبار
اس حدیث شریف سے ہی یار

کئے اپنے کتاب کو آغاز
فیض کا در کئے اسی سے باز

اور اسکو رکھے پاک سیر
سب احادیث کی ہے سر دفتر

چوں بخاری سر شیوخ اجل
یہی لایا حدیث ہے اول

وہ بخاری کی ایک شرح ہے تمام
جو ہے ہندی میں فیض باری نام

اس حدیث شریف کی بیقیل
دیکھ اسمیں کیا ہے شرح طویل

اور دوسری حدیث آگے بھائی
دیکھئے ہے بغیر شبہ یہی

من حسن اسلام المرء ترکہ مالا یعنیہ

یعنی از خوبی مسلمانی
چھوڑ دینا ہے امر لا یعنی

یعنی جس قول و فعل میں ہو
دنیا یا آخرت کا نفع نہ ہو

چھوڑنا ویسا کام یا ہو کلام
ہے مقرر ز خوبی اسلام

اور تیسری حدیث ای ذیشان
ان حدیثوں سے بس یہی ہے جان

لا یومن احدکم حتی یحب لاخیہ ما یحب لنفسہ

تم سے ایمان نہیں کوئی لایا
جب تک سکا نہ حال ہو ایسا

کہ یعنی اپنے واسطے جو چیز
چاہتا ہے بشبہ اور رکھے عزیز

بھائی مومن کے واسطے اپنی
بس اسی چیز کو وہ دوست رکھے

جیسی چاہتا ہے اپنی تو عزت
ہر مسلماں کی کیجئے حرمت

جیسے اپنا ضرر نہ چاہیگا
کسی مومن کو مت ضرر پہنچا

اور چوتھی حدیث پیغمبر
ہے یہی رکھ مدام پیش نظر

الحلال بین والحرام بین وبینہما مشتبہات فمن

اتقی المشتبہات
استبراء لدینہ وعرضہ

ترجمہ جو کچھ حلال ہے ظاہر
اور ہے ظاہر حرام ای یار
درمیاں ان دو کے ہیں شبہات
جو بچے ان سے احتیاط سے وہی
جس نے رکھا ہے پاک
دین اپنا اور آبرو اپنی
اور رکھا پاک عیب سے البتہ
شاہ عبد الغنی عالیشان
پیشوائے محدثین زماں
یہاں لکھتا ہے اسطرح ایک
بوستان محدثین میں دیکھ
کہ کہا بس جو ہے ابو داؤد
شیخ ہے اس کا ہے مقصود
یہ حدیثیں ہیں شرع کے بیشک
کلیہ قاعدے شرع کے
اور احکام دین و ملت

معرفت

ہیں بعد بخاری و مسلم
وہ مقدم ہے سب پہ اسلام
ابوداؤد کے ہی وقت میں تھا
اک محدث بڑا تھا جو دانا
نام اسکا تھا شیخ ابراہیم
دیکھ اسکی سنن کیا تفہیم
ابوداؤد کے سنن مولا
نظم اسطرح سے حدیث کیا
نظم ہو پاکیا تھا جونکہ وہ دو
بہر اعجاز حضرت داؤد
ابوطاہر سرآمد اخیار
چونکہ تھا حافظ حدیث ای یار
اس سخن کو بہت پسند کیا
عربی اسکو نظم میں لایا
اور وہ شیخ دیں ابوطاہر
احسن بن محمد فاخر
نقل

معرفت انکی جب کہ آوی بات
بعد ان کے جو ہینگے جزئیات
جاننے کیلئے ای نیک نہاد
یہ مبارک جو ہیں حدیث چہار
کیونکہ تصحیح طاعت ای عاقل
اسکے ان کی قبولیت کا مدار
اور سدا اپنی عمر کے اوقات
ہووے حاصل یہ بات لیل و نہار
اور رعایت حقوق مومن کی
اور اہل معاملہ کی تمام
اور رفع شکوک بھی سمجھو
ہووے چوتھی حدیث سے حاصل
پس بلاشبہ یہ چہار حدیث
عاقل ہوشیار کے حق میں
شاہ عبدالعزیز عالیشان
قول اسکا ہوا یہاں آخر
ابوبکر جلال با اجلال
کہ احادیث کی مہارت میں
وقت میں اپنے سب سے اقدم تھا
اور خطابی یہ کہتا ہے کلام
علم دیں میں ہے وہ کتاب ایسی

ہووے معلوم سارے مشہورات
انکی تفصیل شرح و بسط کی سات
نہیں چنداں ہے حاجت استاد
ان سے معلوم کر سکے ہشیار
ہووے پہلی حدیث سے حاصل
نیک نیت پہ ہے ای نیک شعار
جو بچاتا ہے لغو سے دترات
یعنی دوسری حدیث سے آیار
خویش و احباب دوستونکی سبھی
آوے تیسری حدیث سے اہتمام
علماء کے ہوا اختلاف سے جو
بات دے احتیاط آئے کامل
ہینگے گویا چہار ہزار حدیث
پیر و استاد کا وہ حکم رکھیں
پیشوائے محدثین رجال
دیکھ بستاں میں اس کے ای ماہر
شان میں اس کے یہ کہا ہے مقال
زہد اور ورع اور صیانت میں
خلق کا پیشوائے اکرم تھا
ابوداؤد کی کتاب ہمام
کہ نہ کوئی کتاب ہے ویسی

ماورا النہر سے بھی رکھے یاد
بس یہی نہر ہے بلخ کی مراد

اور یہ ترمذی امام ہدا
عالی نسا گرد تھا بخاری کا

وہ اسی کے روش میں سیکھا تھا
عصر کا اپنے وہ یگانہ تھا

اور از مسلم و ابو داؤد
انکے اشیاخ سے بھی ہے مسعود

رکھتا ہے وہ روایت اخبار
اور بہت سے بلاد اور امصار

علم پڑھنے لئے پھرا ہی وہ
استفادہ بہت کیا ہے وہ

واسط و رے و کوفہ و بصرہ
اور خراسان اور حجاز میں جا

سالہا عمر لگیا ہے بسر
پڑھا علم حدیث پیغمبر

اور اس فن کے درمیاں ای یار
بس تصانیف اسکے ہیں بسیار

اور یہ جامع کبیر اسکی
ترمذی جسکو بولتے ہیں ہی

ہے یقیں بہترین تصنیفات
اسکے عمدہ ترین تالیفات

بلکہ بعضے وجوہ سے بہتر
ہے کتب حدیث کے یکسر

عدم تکرار وجہ ہے پہلا
ذکر مذہب مذاہب فقہا

مذہب ہر اک امام کا خوشحال
از حدیث صحیح استدلال

خوبتر جا بجو کیا ہے وہ
داد اس امر کی دیا ہے وہ

اور انواع حدیث کے اکثر
در صحیح و حسن غریب و ضعیف

اور معلل جو ہے علل کے ساتھ
خوب لکھا ہے وہ گرامی ذات

اور حدیثوں کے راویوں کا نام
اور القاب و کنیت ای ہمام

اور کئی فائدے آفرخ فال
جو علاقہ رکھے لعلم رجال

بسکہ خوبی سے وہ لکھا ہے جاں
بس کتاب اسکی بے نظیر ہے ہاں

اور وہ حفظ میں یگانہ تھا
اوحد و اشہر زمانہ تھا

ورع اور زہد اور خوف خدا
دل کو وہ بہت ہی نار رکھتا تھا

سالہا خوف حق سے رو رو کے
نا بکلیہ چشم کھو بیٹھے

اسکی وہ جامع کبیر و لطیف
نقل سے حق کے جب کیا تالیف

تھے جو ملک حجاز کے علما
پہلے ان سب کے اسکو پیش کیا

دیکھ اس کو پسند فرمائے
اور بہت اسپہ آفریں و کہے

اور تھے جو عراق کے علما
بعد انکے بھی لا کے بتلایا

دیکھی سب نے تو سب نے صحیح کہا
بعد لوگو نے بھی اسکو دی تشہیر

اور کہا جس کے گھر میں وہ ہو تھا
گویا اس گھر میں ہے نبی کا جگہ

کہ

زد چوب مارنے لگے اسکو
اور لت کوب کرتے اسکو
ضرب بالخصیتین پر جو لگا
۱۵۰ اس سے نیم جان ہوا
مسجد سے باہر اسکو کرکے
اس کے خدام گھر اٹھا لائے
بعد ازاں اسکو جب افاقہ ہوا
اپنے خدام کو یہ فرمایا
کہ سوئے مکہ شریف ابھی
لے چلو مجھے جلدی
تاکہ مکے میں ہو وہ موت مری
یا کہ مرجاؤں اسکی راہ ہی میں
پس سے پہلے اسی ساعت
پایا مکے میں مرکے وہ رحلت
بعض کہتے ہیں وہ بہ رملہ موا
سوئے مکہ وہاں سے لائے اٹھا
درمیاں

قدوۂ عصر اور امام زماں — سب کمالات میں تھا عالیشاں
شیخ حاکم کہا کہ اسکا کلام — جو ہے فقہ و حدیث میں ہے اہتمام
زائد الوصف ہے بہت احسن — اسکی دیکھیگا جو کتاب سنن
ہاتھہ دیویگی اسکو حیرانی — دیکھ کر اس کی حسن تبیانی
اور اسمیں بڑا تھا ورع و تقا — صوم داؤدی رکھتا تھا وہ سدا
تھا کثیر الجماع وہ بایں — چار زن اسکے عقد میں تھیں یقیں
پاس ہر اک کے ایک شب رہتا — اور کنیزیں بہت تھیں انکے سوا
اور لکھا ابوسعید پاک شعار — دیکھ تاریخ مصر میں اے یار
ابن خلکان لکھا ہے یوں آ زکی — مصر میں آ کے جب رہا نسائی
پائے لوگ اس سے فیض اور برکات — ہوئیں مشہور اس کے تصنیفات
بعد ازاں ہے سوئے دمشق گیا — اور اس شہر میں مقیم ہوا
طول مدت سے ملک شام میں سب — تھی حکومت بنی امیہ کی جب
لوگ اس ملک کے بہت مایل — مذہب ناصبی لئے تھے جاہل
اس لئے اسنے اک لکھا نسخہ — نام اسکا خصائص کبرا ہے
مرتضیٰ کے مناقب والا — بسط سے اس کتاب میں ہے لکھا
اور وہ جامع دمشق میں لا — پڑھکے لوگوں کو جب سنانے لگا
پڑھا تھوڑی کتاب وہ بصواب — پوچھا ایسے میں ایک زشت نہاد
کہ مناقب معاویہ کے بھی — کیا تو لکھا ہے کچھ کہا وہ تبھی
بس نہیں کیا معاویہ کو یہ بات — کہ ہو فرد النصیب اسکو نجات
پھر مناقب کہئے اسکو کہاں — بس یہ کہتے ہی وہ نکو عنواں
جو تھے حاضر عوام اور اشرار — آہ شیعی تب اسکو دیکے قرار

درمیاں الصفا و مروہ کے — نعش اس باصفا کی دفن گئے
پیر کا دن صفر کی ستر و ہم — سن ہجری تھا سہ صد و سیوم
آہ مظلوم وہ شہید ہوا — رَوَّحَ اللّٰہُ رُوحَہُ الْاَصْفیٰ

احوال امام ابن ماجہ رح

اور محمد امام حق آگاہ — پسر زید ابن عبد اللہ
ابو عبد اللہ اسکی کنیت ہے — ابن ماجہ سے جسکی شہرت ہے
ماجہ اسکے والدہ کا ہی نام — اور قزوینی ہے وہ شیخ ہمام
شہر مشہور ایک ہی اکرم — ہے وہ قزوین در عراق و عجم
سال دو سو پہ جبکہ نواں تھا — ہوا پیدا وہ تب بفضل خدا
علم پڑھنے لئے وہ جب نکلا — شوق سے وہ بہت سے ملک پھرا
کوفہ اور بصرہ اور عراق و شام — واسط و مصر و ملک رے بھی تمام
اور حجاز شریف اور بغداد — اور اسلام کے بہت سے بلاد
ابن عمار اور ابن نمیر — ابن منذر بھی تھا جو فرد شہیر
اور ابو بکر بن ابی شیبہ — ان بزرگوں سے استفادہ کیا
سب علوم حدیث میں اشہر — فضل حق سے ہوا ہے بے ہمہ
حنبلی تھا وہ قدوۂ آفاق — یا کہ رکھتا تھا مذہب اسحٰق
اور ہوا ہے وہ صاحب تصنیف — اسکی ہی فیض بخش ہر تالیف
ہیں ازانجملہ یہ سنن سنئے — ایک ہے وہ صحاح ستہ سے
اسکی تالیف سے بشان عظیم — جبکہ فارغ ہوا بفضل کریم
ابو زرعہ کے پاس لے آیا — اور اسے وہ کتاب بتلایا
دیکھ اسکو کہا وہ پاک انتساب — پہنچے لوگوں کے ہات جب یہ کتاب

کتب اس فن کی ہیں جو مرغوب
سے زیادہ ان سے بہتر
لوگوں کا حب ہے صاحب بستاں
بیاں کرتا ہے شیخ زماں
شاہ عبد العزیز جلیل
کہ یہ کتاب ہیں
کہ حقیقت میں یہ کتاب بے عدیل
نہیں ہے بالکل نہیں بیگی عدیل
کہ بہ تعمیر واختصار آیا بار
حسن ترتیب و حدیث بے تکرار
اور سر کتاب میں جیسی
ہے بعض اسکی لیسی
نہیں کوئی کتاب میں ویسی
سرے نظم
اور ابو زرعہ اسکی صحت پہ
دی گواہی ہے یہ فرمایا
کہ وہ اسطرح سے ہے
ظن غالب ہے بس مرا البتہ
کہ احادیث ایسے ای اکثر
اسکی اسناد میں ہو جن کے خلل
ضعیف

متہم بالکذب و وضع کے ہو — یا شدید النکارت ای کو شخو
تیس تک بھی نہ اسمیں ہیں آکر — اور اسمیں کتاب ہیں بتیس
اور ہیں اسکے ضمن میں درباب — اکہتر اور یانسے ابواب
اور احادیث اسمیں ہیں اکہشیار — ہینگے جملہ سبہہ چار ہزار
جبکہ ہجرت سے دو صد و ستر — اور زیادہ تھے تین سال اسپر
بست و ہفتم تہی از ماہ رمضان — پیر کے دن کیا ہے نقل وہ جان
روز شنبہ اسکا دفن ہوا — رحمہ اللہ روحہ الاصفی

خاتمہ

جانیو یہ چھے ائمہ اخیار — جو ہوے ہیں محدثین کبار
پیشوائے محدثین ہیں یہہ — مقتدائے محدثین ہیں یہہ
اہل سنت سب انکو ہیں مانے — دین ملت میں معتمد جانے
جامعین و مبلغین حدیث — حاملین اور حافظین حدیث
کے تبلیغ دے حدیث و اثر — انکا احسان ہے ساری امت پر
یہ اٹھائے مشقتیں بسیار — کئے جمع حدیث اور اخبار
قاعدے اور ایسے ٹھہرائے — سقم اور صحت حدیث کی وے
کہ احادیث کاذبہ ہوں دور — زا حادیث صادقہ لیں ضرور

مخفی نہ رہے کہ ان چھے ائمہ محدثین میں جو اکثر مذہب شافعی اور بعض مذہب حنبلی کے طرف منسوب ہیں سو ایسے مقلد محض نہیں ہیں جیسے کوئی غیر محدث وغیر مجتہد مقلد ہووے۔ بلکہ وے منتسب و موافق ہیں اوس مذہب کے کیونکہ وے اپنی کتابوں میں وہی احادیث لاتے ہیں جو مؤید ہوں اوس مذہب کے ولیس۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ البالغہ میں لکھتے ہیں

لہ صاحب الحدیث قد ینتسب الی احد بذہ المذاہب لکثرۃ موافقتہ لہ کالنسائی والبیہقی ینتسبان الی الشافعی حجۃ اللہ البالغہ

بہرحال یہ محدثین۔ مذاہب مجتہدین کی راہ نہیں چھوڑتے ہیں ۱۲

بعد بھی ان ائمہ دین کے ہوئے کتنے محدثین بڑے جن کے نام اور کتب حدیث کی بھی ہیں مشہور خلق میں وہ بھی جیسے امام بیہقی دار قطنی حاکم طبرانی ابن ابی الدنیا ابن ابی شیبہ۔ اوران کے سوا بہت سے جیسے اصحاب جوامع و مسانید و آثار و موطآت و مستدرکات و معاجم وغیرہا ۱۲ منہ

اور محدث جو ہیں سوا ان کے — چار مذہب کے درمیان جو ہوئے
موشگاف اور نکتہ دان حدیث — اور جو ہیں جو شارحان حدیث
کہ عجائب ہیں جن کے تحقیقات — اور رموز و نکات و تدقیقات
جو بہ غواصی حدیث دانش — لیگئے سبقت اپنے اگلوں پر
انکا ورع و تقا و علم و کمال — اور فضائل ریاضت و اعمال
غرض ان سب کا حال آفریں ہے — تذکرہ میں محدثین کے ہے
اکتفا اب یہاں ہوا ہے مگر — ذکر اہل صحاح ستہ ہے
سب محدث کو اگلے اور پچھلے — خوب ہے [illegible]
کہ ہیں سب حامیان دین قویم — وارثان رسول رب کریم
صلوات و سلام رب انام — بر محمد و آل و صحب کرام

تمت

تمام ہوا رسالۂ منتخب تذکرۃ المحدثین ملحقہ چہار مجلس الحمد للہ علی ذلک

ولقد احسن من قال

مقتدائے کرام اہل حدیث — پیشوائے عظام اہل حدیث
حاملان کلام مصطفوی — افتخار انام اہل حدیث
جنکا سینہ ہے نور گنجینہ — مثل بدر تمام اہل حدیث
گل گلزار قدس کی بو سے — ہیں معطر مشام اہل حدیث
جامعان حدیث خیر انام — حافظان کرام اہل حدیث
کئے تبلیغ میں حدیث کے کیا — خوب ہی اہتمام اہل حدیث
وارثان رسول رب کریم — پائے میراث تام اہل حدیث
کئے احادیث منتشر یکجا — کئے خوب انتظام اہل حدیث

آپ پر خدمتِ حدیث شریف
ساری امت پہ انکا ہے احسان
کون ہیں یہ محدثین کرام
انکا لازم ہے سب کو حفظ ادب

جب کئے التزام اہل حدیث
محسن خاص و عام اہل حدیث
اہل خیر الانام اہل حدیث
واجب الاحترام اہل حدیث

جس کا تابع فقیہ و صوفی ہے
پیشوا و امام اہل حدیث

گلدستۂ دل بستہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً و مسلماً

اما بعد مخفی نہ رہے کہ جب کتاب چہار گلشن سے ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کے فضائل و مناقب معلوم ہوئے اب یہاں ان حضرات مجتہدین کے مذاہب اربعہ کی حقانیت اور فہم کتاب و سنت میں انکی تبعیت و تقلید کا حکم علمائے محدثین کے اقوال سے تھوڑا یہاں بیان کیا جاتا ہے اگرچہ اس باب میں ائمہ محدثین متقدمین و متاخرین کتابیں بہی تصنیف کی ہیں لیکن یہاں تفصیل و تطویل کے لئے گنجائش نہ ہونے سے محدثین کے چند اقوال پر اکتفا کیا جاتا ہے

گل

فائدہ جلیلہ از تحفۂ اثنا عشریہ رئیس المحدثین امام المفسرین مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ اسی پر پانچواں کید شیعہ کا یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت پر طعن کرتے ہیں کہ وے مذہب

ابو حنیفہؒ و شافعیؒ و مالکؒ و احمدؒ کا رکھتے ہیں نہ ائمہ اخیار کا حالانکہ ائمہ اہل بیت اتباع کرنیکے
لئے چند سببوں سے احق ہیں۔ اوّل یہ کہ وے بزرگان پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جگر پارے ہیں
اور حضرت کے دولتسرا میں پرورش پائے اور شریعت کے آئین و رسوم عالم طفلی سے
یاد کئے ہیں مثل مشہور ہے کہ اہل البیت ادری بما فیہ۔ دوسرا وہ کہ حدیث صحیح ہیں کہ نزدیک
اہل سنت کے معتبر ہے ان بزرگواروں کی تبعیت کا حکم وارد ہوا ہے کہ قال رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم انی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بہما لن تضلوا ابدا
کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی۔ وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مثل اہل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجی ومن تخلف عنہا
غرق تیسرا وہ کہ ائمہ اہل بیت کی بزرگی اور علم و تقویٰ اور زہد و عبادت متفق علیہ ہے سنی
و شیعہ ہر دو قایل ہیں بخلاف دوسروں کے جو بزرگان کہ بالاتفاق ایسے فضائل سے موصوف
ہوں اتباع کے واسطے اولیٰ اور الیق ہیں ان سے کہ جن کی بزرگی مختلف ہو جواب اس
کید کا یہ ہے کہ امام نبی کا نائب ہے اور نبی صاحب شریعت ہے نہ صاحب مذہب کیونکہ
مذہب نام اس راہ کا ہے کہ بعضے امتیوں کو فہم شریعت میں کھلے اور اپنی عقل سے چند
قاعدوں کو قرار دیں کہ دین میں موافق اس قواعد کے مسائل شرعیہ کا استنباط اس کے اخذ
سے کریں اسواسطے مذہب محتمل صواب و خطا کا رہتا ہے جب امام خطا سے معصوم ہے اور
حکم نبی کا رکھتا ہے مذہب کی نسبت اس کی طرف کرنی کچھ معقول نہیں اسی لئے مذہب کو
طرف خدا تعالیٰ کے یا جبرئیل کے یا طرف دوسرے فرشتوں اور پیغمبروں کے نسبت کرنی
کمال بیخردی اور نادانی ہے بلکہ فقہائے صحابہ کو کہ نزدیک اہل سنت کے ابو حنیفہ اور شافعی سے
یقیناً افضل ہیں صاحب مذہب نہیں جانتے ہیں بلکہ ان کے افعال و اقوال کو فقہ کا ماخذ اور
دلائل احکام شمار کرتے ہیں اور انکو وسائط جانب غیب سے علم شرعی کا سمجھتے ہیں اور تبعیت
و تقلید مجتہدین کی فی الحقیقت تبعیت ائمہ اہل بیت طاہرین کی ہے کیونکہ فقہائے

مجتہدین فقہ اور مذہب اور استنباط کے قواعد حضرات ائمہ اطہار سے ہی لئے ہیں اور
سلسلہ اپنے شاگردی کا انہیں بزرگواروں کو پہنچاتے ہیں پس رتبہ ائمہ اخیار کا اہل سنت کے
نزدیک رتبہ پیغمبر اور صحابہ کبار کا ہے کہ انکا اتباع مقصود رکھتے ہیں لیکن شیعوں کی نسبت
ان کی طرف نہیں کرتے ہیں اگر حال شیعہ کا ہم بخوبی دیکھیں تو ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے بھی
تبعیت ایسے لوگوں کی بجا لاتے ہیں کہ وے اپنی نسبت ائمہ کرام کے ساتھ اور اخذ
علم کا ادعا انہیں حضرات سے کرتے ہیں نہ ائمہ کا اتباع بلا واسطہ - ہاں اسقدر تفاوت
ہے کہ اہل سنت کے پیشوایان اصول عقاید میں ائمہ اہل بیت کے مخالف نہیں تھے اور ائمہ
کرام ان کے حق میں بشارتیں دیتے ہیں بخلاف پیشوایان شیعہ کے جیسے ہشامین اور احول
طاق اور ابن اعین اور ان کے امثال کہ عقاید اصلیہ میں صریح مخالف ائمہ کے ہوئے
اور باریتعالے شانہ کی جسمیت کے قائل تھے اور ائمہ انہوں سے بیزار رہے اور انکے
عقاید کے بطلان پر گواہی دئے ہیں اور انکو دروغ گوئی اور افترا سے منسوب کئے ہیں
چنانچہ یہ تمامی مطالب اس کتاب کے باب سوم و چہارم میں شیعہ کے روایات معتبرہ سے
منقول ہونگے حقیقۃ الامر یہ ہے کہ منصب امام کا اصلاح عالم اور دور کرنا فساد کا ہے
پس جس فن میں کہ قصور پاوے اسکی تکمیل فرماوے اور جو کہ روش صواب و راستی پر ہو اس کو
بحال رکھے تا تحصیل حاصل اور ضروریات کی سستی لازم نہ آوے پس حضرات ائمہ نے اپنے
زمانوں میں سلوک طریقت کے مقدمات کو کہ اہم مہمات سے ہے بخوبی منتظم کئے اور مقدمہ
شریعت مطہرہ کا ذمہ یاران رشید و مصاحبان سعید کے حوالے فرمائے اور خود متوجہ
طرف عبادات اور ریاضات کے اور تربیت باطن و تلقین اذکار و اوراد کے اور تعلیم
معاملہ و دعوات کے اور القائے فواید سلوک کے طالبوں پر اور حقایق و معارف کلام
اللہ اور کلام رسول سے نکاتے کے طریق کے رشاد میں مشغول رہتے ہیں اور سبب سے
ایثار عزلت اور حب خلوت کے کہ لازم اس شغل شریف کا ہے طرف استنباط

اور اجتہاد کے التفات نہیں کئے۔ اسواسطے علم طریقت کے دقایق اور حقایق اور حقیقت تفسیر
کے غوامض انہیں سے بہت منقول ہیں۔ اور اہل سنت سلاسل ولایت کو انہیں کے ذوات
عالیات میں منحصر رکھتے ہیں۔ اور حدیث ثقلین بھی اسی بات پر اشارہ کرتی ہے کیونکہ
کتاب اللہ واسطے تعلیم ظاہر شریعت کے کافی اور علم لغت اور اصول کو تفحص وتعقل کے
ساتھ علاقہ رکھتے ہیں امداد کو فہم شریعت کے لیس ہے کسی امام کے ارشاد کی حاجت
نہیں۔ ہاں جو محتاج تعلیم امام کے ہیں سلوک طریقت کے دقایق ہیں کہ صراحۃً کتاب
اللہ سے مفہوم نہیں ہوتے ہیں حضرات ائمہ اس اشارت کو سمجھ کر عنان عنایت کو اپنے
اسی امر ضروری کے طرف مصروف کئے۔ اور امر اول کو طریق اجمال پر القا فرما کر
مجتہدین کے عقل وعلم پر چھوڑدئے اس لئے اجماع سے سنی وشیعہ نے کوئی ائمہ
کرام سے تالیف وتصنیف کسی کتاب کی اور تاصیل اصول اور تفریع فروع کسی علم کی
نہیں کئے تا کتاب پر اسکے اور فن مدون پر اسکے استغنا واقع ہو۔ بلکہ روایات مسایل
اور احکام کے ائمہ کرام کے یاروں میں منتشر تھے اور استنباط کے قواعد جزئیات میں
مخفی اور مستور رہے لابد کوئی شخص چاہیے کہ دے۔ تمام روایتوں کو جمع کرے
اور قاعدوں کو تتبع کر کے جدا لکھے۔ اور اجتہاد کے رسم وآئین کی بنیاد رکھے
پس معلوم ہوا کہ جیسا کوئی مذہب کی نسبت کسی امام کے ساتھ معنا نہیں رکھتا ہے اسیطرح
اتباع امام بھی بلاواسطہ غیر مجتہد کو ممکن نہیں ہے اسواسطے پیغمبر کی شریعت کی تبعیت میں
مقلد کو مجتہد کی وساطت ضرور وناگزیر ہے ہرچند شیعہ اول امر میں ائمہ کے اتباع کا
ادعا کرتے ہیں لیکن جو مسایل کہ ائمہ سے منصوص نہیں اپنے علمائے مجتہدین کو مانند
ابن عقیل اور عیاشی اور سید مرتضی اور شیخ شہید کو اپنے پیشوا بناتے ہیں اور انکے
اقوال پر گو کہ ائمہ کے روایات صحیحہ کے مخالف ہوں فتوے دیتے ہیں چنانچہ باب فروع
میں بطریق نمونے کے انشاء اللہ تعالی تھوڑے مسایل ان کے مذکور ہونگے جسے تقلید

کسی مجتہد کی اس کے بعضے اقوال ان ائمہ کے بعضے روایات کے مخالف بھی ہوں نزدیک شیعہ
کے جائز ہوا اور اتباع ائمہ منسوخ ہوا پس اہل سنت کو اتباع میں ابو حنیفہ اور شافعی
کے کیا گناہ لازم آیا بشرطیکہ ان پر نسبت کراں کے بعضے روایات ائمہ کے خلاف لاتے ہیں
فی الواقع یہ مخالفت بلحاظ اتفاق اصول قواعد کے مضر نہیں اور تبعیت کے دائرے سے
باہر نہیں لاتے ہیں چنانچہ صاحبین یعنے محمد بن الحسن شیبانی اور قاضی ابو یوسف شاگردان
اور تابعان ابو حنیفہ کے ہیں اور بہت جگہ مخالفت اپنے استاد کی اختیار کئے ہیں علی ہذا
القیاس تمامی مذاہب میں اور ابن الاثیر جزری صاحب جامع الاصول کہ حضرت امام
علی بن موسیٰ رضا کو مذہب امامیہ کا مجدد قرن ثالث میں کہا ہے پس مراد اس کی یہ ہے کہ
ان لوگوں نے اپنے مذہب کو اس امام تک پہنچاتے ہیں۔ اور اسوقت میں اپنے مذہب کا ماخذ اسیکو
جانتے تھے چنانچہ کہتے ہیں کہ علقمہ تابعین میں اور عبد اللہ ابن مسعود صحابہ میں مذہب
حنفی کے بانی تھے یا ماخذ ہیں کہ نافع اور زہری قرن تابعین میں۔ اور عبد اللہ ابن عمر
اور صحابہ میں مذہب مالکی کے بانی تھے اور ابن الاثیر نے بھی جو لکھا ہے امامیہ کا زعم اور
معتقد لکھا ہے چنانچہ مذہب کے مجددوں کے نام بسبب اس مذہب والوں کے زعم
واعتقاد کے لکھا ہے نہ آنکہ فی الواقع ایسا ہو انتہی فقط

تکملہ

ان چاروں اماموں کے مذہب کی حقانیت وسنیت کے باب میں شیخ الہند عبد الحق محدث دہلوی
شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں جسکا ترجمہ یہ ہے کہ یہ چاروں دین وملت کے امام
اور پیشوا ہیں جنہوں نے احادیث اور صحابہ وسلف کے اقوال کو ضبط و ربط دیا اور انکی
تطبیق و توفیق کی اور تفسیر و تاویل اور ناسخ ومنسوخ کا بیان کر کے اور سعی بلیغ
اس باب میں صرف فرما کے اپنے قیاس واجتہاد سے کتاب وسنت کے احکام استنباط کئے
بیان تو تصریح نہیں پائی گئی پس ہر غیر مجتہد کو ان حضرات کی تبعیت کے سوا

چارہ نہیں۔ پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ مذہب حق اور راستہ منزل مقصود کو پہنچنے کا اور
خانۂ دین میں داخل ہونیکے راہیں یہی چار مذہب ہیں۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی اپنے رسالۂ عقد الجید اور رسالۂ الانصاف میں لکھتے ہیں اعلم ان فی اخذ
هذه المذاهب الاربعة مصلحة عظيمة۔ الى ان قال والخروج عنها
خروجا عن السواد الاعظم۔ انتهى۔ اس پوری عبارت کا ترجمہ یہ ہے
جاننا چاہیئے کہ ان چار مذہب کے اختیار کرنے میں بڑی مصلحت ہے اور اس سے روگردانی کرنے
میں بڑی خرابی ہے۔ ہم بیان کرتے ہیں اس مطلب کو کئے وجوہ سے۔ پہلی وجہ یہ کہ شریعت
کو پہچاننے کے باب میں امت اجماع کی ہے اسبات پر کہ سلف پر اعتماد کریں یعنے تابعین
اعتماد کریں صحابہ پر اور تبع تابعین اعتماد کریں تابعین پر اور ان کے پیچھے کے لوگ تبع
تابعین پر ایسا ہی ہر پیچھے کا طبقہ اپنے اوپر کے طبقہ پر اعتماد کیا چاہیئے کیونکہ شریعت
نہیں پہچانی جاتی مگر نقل و استنباط سے۔ اور نقل نہیں مستقیم ہوتی مگر اسطرح کہ پیوست
ہر طبقہ اپنے اگلوں سے ساتھ اتصال کے۔ اور استنباط میں یہ بات ضرور ہے کہ
اگلوں کے مذاہب کو بخوبی پہچانے تا نہ باہر ہو ان کے اقوال سے اور خرق نہ کرے اجماع کو
اور سلف کے اقوال پر اعتماد کرنا جب مستقیم ہوگا۔ پس ضرور ہوا کہ ہو وہی وے اقوال جن پر
اعتماد کیا جاتا ہے۔ روایت کئے گئے ساتھ اسناد صحیح کے۔ یا جمع کئے گئے
کتب مشہورہ میں اس طور سے کہ بیان کرے۔ راجح کو اس کے محتملات سے اور خاص
کرے اس کے عموم کو بعض مواضع میں۔ اور مقید کرے اسکے مطلق کو بعض
مواضع میں اور جمع کرے اس کے اختلافات کو اور بیان کرے اس کے
احکام کے سببوں کو۔ وگرنہ صحیح نہ ہوگا اس پر اعتماد۔ اور نہیں ہے کوئی مذہب اس
زمانہ اخیر میں جو موصوف ہوا اس صفت سے مگر یہی چار مذہب۔ دوسری وجہ یہ کہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اتبعوا السواد الاعظم یعنے تابعداری

گروہ سواد اعظم کی۔ اور جب سب مذاہب مٹ گئے سوائے ان چار مذہب کے۔ پس ان مذاہب اربعہ کی تبعیت سواد اعظم کی تبعیت ہے۔ اور نکلنا ان چار مذہب سے نکلجانا ہے سواد اعظم سے انتہی اور سواد اعظم سے باہر ہونا آخرت کی خرابی کا سبب ہے ولس ؛؛؛؛؛

گل

جب ان حضرات مجتہدین کے چار مذہب کی حقانیت معلوم ہو چکی اب ان مذاہب معینہ کی تبعیت و تقلید کا حکم جو واجب ہے اسکا بیان یہ ہے کہ اس وجوب کا حکم مطلق نہیں بلکہ اسمیں فرق ہے سلف خلف کا یعنے اگلوں اور پچھلوں کے لئے۔ یعنے مذاہب مدون و مشہور ہو چکے بعد پچھلے لوگوں پر مذاہب معینہ کی تبعیت و تقلید بے شک واجب ہے۔ ہاں سلف جو تشہیر و تدوین مذاہب کے آگے ہوئے ان پر واجب نہیں چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالۂ انصاف میں کمال تحقیق و تدقیق سے لکھتے ہیں اعلم ان الناس کانوا فی المائة الاولی والثانیة غیر مجتمعین علی التقلید لمذھب معین بعینه وبعد المائتین ظهر فیهم التمذهب للمجتهدین باعیانهم وقل من کان لا یعتمد علی مذهب مجتهد بعینه وکان هذا هو الواجب فی ذلك الزمان الی ان قال ینبغی ان یقاس التقلید لامام بعینه انتهی۔ اس پوری عبارت کا ترجمہ یہ ہے کہ پہلی اور دوسری صدی میں مذہب معین کی تقلید پر لوگ مجتمع نہیں تھے اور دو سو برس کے (یعنے جب مذاہب مدون ہو کے بخوبی چو طرف شہرت پکڑے) تب ظاہر ہوا لوگوں میں مذہب اختیار کرنا مجتہدین معین کا۔ اور مجتہد معین کے مذہب پر اعتماد نہیں کرنے والا اسوقت بہت ہی کم تھا اور یہ بات یعنے مذہب معین پر رہنا اس پچھلے زمانے میں واجب تھی بالجملہ حضرات مجتہدین کا مذہب اختیار کرنا یہ ایک بھید ہے جو الہام کیا ہے اللہ تعالی نے علماء کے دلوں پر۔ اور جمع کیا ان کو اسپر جانیں یا نجانیں۔ اگر تو کہیگا کیونکر

ہو گی یہ بات کہ یک چیز یک زمانہ میں واجب ہوا اور وہی دوسرے زمانہ میں واجب ٹہرے
حالانکہ شریعت یک ہی ہے اسکا جواب یہ کہ واجب اصلی یہ ہے کہ ہو وے امت میں یک
شخص جو جانتا ہوا احکام فرعیہ کو اسکے دلائل تفصیلیہ کے ساتھ جسپر اجماع کئے
اہل حق۔ اور مقدمہ واجب کا واجب ہے، جب واجب کیلئے راستے بہت ہوں پس
واجب ہوا حاصل کرنا ایک راستہ ان راستوں سے بغیر تعین کرنے کے۔ اور جب متعین
ہو جاوے ایک ہی راہ تو واجب ہو گئی راہ مخصوص کیونکہ واجب کو حاصل کرنے کا راستہ
مقدمہ ہے اس واجب کا جیسے کوئی شخص مخمصہ کی حالت میں مبتلا ہوا جس سے ہلاک کا
اندیشہ ہے۔ اور دفع مخمصہ کیلئے راستے بہت ہیں جیسے طعام خرید کرنا۔ یا ہوے
جنگل سے چون لینا یا شکار کرنا وغیرہا تو واجب ہے کہ بلا التعین کوئی یک راہ اختیار
کر لیوے یعنی بلا التعین کوئی چیز حاصل کر کے اپنا قوت کر لے۔ اور جب وہ شخص کوئی ایسی
جگہ پر ہے کہ وہاں طعام تیار شدہ حاضر ہے تو واجب ہے اسپر کہ طعام متعین ہی
خرید کر کے اپنی حاجت روائی کر لے۔ پس ایسا ہی سلف کو اس واجب کے حاصل
کرنے کیلئے راستے بہت تھے پس ان پر واجب یہی تھا کہ ان راستوں سے بلا التعین
کوئی ایک راستہ ہوا اختیار کر لیوے پھر جب بند ہو گئے وے سب راستے مگر ایک ہی
راستہ کھلا ہے تو واجب ہو گیا حاصل کرنا اسی راہ مخصوص کا۔ اور سلف حدیث نہیں
لکھتے تھے مگر پیچھے کے زمانہ میں اسکا لکھنا واجب ہے اس لئے کہ اس زمانہ میں حدیث کی
معرفت نہیں ہو تی مگر کتب حدیث سے۔ اور سلف جب عربی زبان رکھتے تھے لغت
اور نحو میں مشغول نہ رہتے تھے۔ لیکن اس زمانے میں لغت عربی کا جاننا واجب ہے
بسبب بعد زمان کے عرب اول سے۔ اور بھی ایسے ہی بہت سے مثالیں ہیں
اسباب میں پس مجتہد معین کے تقلید کے وجوب کو بھی ایسا ہی سمجھیں انتہی

فقط

مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ احکام شریعت کی معرفت میں عامۂ مؤمنین کو ایسی حاجت ہے۔ جیسے بھوکے آدمی کو غذا کی۔ اور بھوکے آدمی کو غذا کیلئے جب تک طعام تیار شدہ متعین و مقرر ہو تب تک اسکو یہی واجب ہے کہ جو چیز قابل غذا ہو۔ وہ جہاں کہیں ملے بلا تعین حاصل کرلے خواہ میوہ ہو یا شکار یا اور کوئی چیز۔ اور طعام تیار شدہ جسمیں کچھ عیب نقصان ہو اور پوری حاجت روائی کے موافق حاصل ہووے۔ اور طعام بھوک کو دفع کرنے کیلئے ایسی غذا ہے مقرری اور کافی و وافی ہے کہ اسکو غذا کئے بعد پھر کسی چیز کی حاجت اصلی باقی نہیں رہتی بخلاف میوہ یا شکار وغیرہ کے یہ دفع بھوک کیلئے چنداں کافی نہیں۔ اور طعام ہر قسم کی غذا کا مجموعہ بھی ہے۔ پس ایسی چیز بالتعین باسانی تمام حاصل ہوتے ہوئے اسکو چھوڑکے پھر بھوک دفع کرنیکے لئے میوہ یا شکار یا اور کوئی چیز تلاش کرنا صرف نادانی یا دیوانہ پن ہے یا لڑکوں کا کھیل۔ یا ایک جگہ ایسا طعام حاضر رہتے ہوئے پھر دوسری جگہ کا طعام تلاش کرنے نکلنا یہ بھی عبث و بیہودہ اور ہوا و ہوس ہے۔ ایسا عبث و بیفائدہ کام جو بلا ضرورت شرعی ہو دین میں لہو لعب کہلاتا ہے بھوکے آدمی کو واجب و ضروری تھا کہ طعام تیار شدہ جو بالتعین حاضر ہے اسی کو غذا کرے نہ کہ اسکو چھوڑکے اور چیز تلاش کرتا پھرے یعنے صحابہ کے زمانہ میں احادیث مختلفہ و متفرقہ ناسخ و منسوخ مؤول غیر مؤول معارض غیر معارض عام و خاص مطلق و مقید وغیرہ کے فرق کے ساتھ مع احکام مستنبطہ یک جگہ جمع نہیں ہوئی تھیں عملیات کے باب میں ان چیزوں کے مجموعہ کا ایک طریقہ ایک مذہب طعام تیار شدہ کے مانند متعین و مقرر ہونے نہیں پایا۔ اگرچہ کام اسوقت ہوا ہوتا تو دین کے کسی امر میں کچھ اختلاف ہی نہ ہوتا اور مذاہب بھی جدا جدا نہ ہوتے اور حدیث کی کتابیں بھی جدی جدی نہ ہوتیں اور حدیث کی صحت و ضعف وغیرہ میں بھی اختلاف نہ آتا غرض اس زمانہ میں ہر شخص پر یہی واجب تھا کہ جو جاننے والا ملے اس سے مسئلہ

پوچھ لیوے جسکو جو حدیث ملی اسپر عمل کرلے اور دفع حاجت کرے جیسے بھوکے آدمی کو
جب طعام تیار شدہ نہ ملے تو اسکو یہی واجب ہے کہ کسی ایک چیز سے میوہ ہو یا شکار
جسقدر ملے اسقدر حاجت روائی کرلے۔ اس زمانے میں ایسا ہی عمل چلتا تھا جب
تابعین تبع تابعین کے زمانہ میں یعنی صدی دوم میں آیات و احادیث کے معانی و مطالب
صحابہ کے قول و فعل کی مطابقت اور ناسخ و منسوخ۔ معارض غیر معارض۔ مؤول غیر مؤول
عموم و خصوص مطلق مقید کے فرق اور اس کے احکام کیسا ایک جگہ جمع و مدون
ہوئے مذاہب اربعہ طعام تیار شدہ کے مانند قرار پائے۔ دوسری صدی بھی پوری ہوئی
پھر ہر مذہب کے فقہ کی تعلیم و تدریس جاری ہوئی اور ہر مذہب کی کتابیں اس کے اصول
و فروع اور استاد حدیث و آثار کیسا مبوب و مفصل ہوکے تصنیف و تالیف ہونے
لگیں۔ ہر مذہب عرب و عجم میں شہرت و شیوع پکڑا۔ جو شخص جو مذہب اختیار کیا
عملیات کے ہر مسئلہ میں عبادات ہو یا معاملات وغیرہ اس مذہب سے اسکی پوری حاجت
روائی ہونے لگی۔ اور دوسرے متفرق راستے سب بند ہوگئے۔ مذاہب اربعہ کی یہی ایک
شاہراہ باقی رہی جسپر جمہور ملت چل رہی ہے۔ پس ہر شخص اسی راہ و مذہب کو اختیار
کرنا واجب ہوچکا۔ کیونکہ احکام شرعیہ کی معرفت جو واجب ہے۔ مذہب اس کے حاصل کرنیکا طریقہ
اور مقدمہ ٹھہرا۔ اور واجب کا مقدمہ بھی تو واجب ہی ہے۔ پس مذہب مدون کو اختیار کرنیکے
جب وہ عملیات کی پوری حاجت روائی کرتا ہے پھر اسکو بلا ضرورت شرعی چھوڑ کے دوسرے
طرف جانے کی ہرگز حاجت نہیں۔ اور یہہ امر زمانہ سلف میں واجب نہ ہونا کچھ مضائقہ نہیں
بہت سے امور دینیہ جو دین کے موجدات سے ہیں پچھلے زمانہ میں واجب کا حکم پیدا کئے ہیں جیسے کہ
تصنیف کتب اور علم صرف و نحو کا پڑھنا علم دین کے مدرسہ بنا کرنا اور ایسے ہی اسیا امور
دینیہ۔ جیسا مولنا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مذہب معین و مدون اختیار کرنے
اور اس کی تبعیت و تقلید واجب ہونے نہ ہونے میں زمانہ سلف و خلف کا فرق بتلاتے

ہیں مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی بھی شرح سفر السعادت میں ایسا ہی کہتے ہیں چنانچہ
لکھتے ہیں دریں جا اختلافے در روش پیشینیان و پسینیان رفتہ و ایں دلیعنی عمل بالحدیث) طریقہ
مستقیمان است اما دریں روزگار ایں کار صورت نمی بندد جز متابعت مجتہداں کردن و در پئے ایشاں
رفتن سبیلے نبود و چارۂ نے انتہی ملخصہ

ٹکل

سلف کے سوا پچھلے زمانہ کا ہر عامی مذہب معین اختیار کرنا جو واجب ہے اس وجوب کا کیا سبب ہے
معلوم کیا چاہئے کہ یہ امر دو سبب سے واجب ہوتا ہے **پہلا سبب** یہ کہ عامی دو قسم کا
ہوتا ہے ایک عامی بحت دوسرا عامی منتسب الی المذہب۔ عامی بحت وہ ہے کہ ابھی کوئی
ایک مذہب بھی اعتبار نکیا جیسے نو بالغ و نو مسلم وغیرہ پس اسکو بے شک اختیار ہے کہ چار
مذہب سے کوئی ایک مذہب اختیار کر لیوے ۔ اور عامی منتسب الی المذہب وہ ہے جو کوئی ایک
مذہب اختیار کر چکا ہو۔ یعنی حق تعالی قرآن مجید میں فرماتا ہے فاسئلوا اہل الذکر ان
کنتم لا تعلمون یعنے نہیں جاننے والے جاننے والوں سے پوچھنا چاہئے جب یہ
حکم خود حق تعالی ہی کیا پس وہ واجب ہو چکا۔ اور جو شخص درجہ اجتہاد کو نہ پہنچا گو کہ وہ کیسا ہی
عالم علامہ ہو۔ مجتہد مطلق کے بہ نسبت نہیں جاننے والا عامی ہی ٹھہرا بتفاوت درجات۔ اسی
واسطے الفاظ الفیام میں لکھتے ہیں کہ اس زمانے کے دستار بنداں یعنے فارغ التحصیل
علما بھی عوام کے دائرہ سے خارج نہیں باعتبار علم اجتہاد کے انتہی غرض اسکو ایسا
مسئلہ جاننے والے یعنے مجتہد مستقل و مطلق سے پوچھے۔ کیونکہ اہل ذکر جو قرآن مجید میں وارد
ہوا مطلق ہے۔ اور مطلق منصرف ہوتا ہے فرد کامل کے طرف۔ پس علم عقاید میں علماے
عقاید یعنے متکلمین افراد کاملہ ہیں اور علم تصوف میں صوفیہ کرام اور عملیات یعنے علم فقہ میں
یہ چار مجتہدین مسلم الاجتہاد افراد کاملہ ہیں پس ہر فن کا مسئلہ اس فن کے اہل ذکر یعنے
افراد کاملہ سے ہی پوچھنا اللہ کے حکم سے واجب ہوا۔ اسی واسطے مولانا شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی قول الجمیل میں سالک راہ خدا کو کئے باتیں ضرور ہیں لکھتے ہیں از انجملہ یہ بھی فرماتے
ہیں کہ وہ راغب ہو سنت میں اور احادیث اور آثار صحابہ کی تتبع کرے اس شرح و بیان کے
ساتھ جو فقہائے محققین بتلائے ہیں چنانچہ کہا راغباً فی السنة متبعا لحدیث رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و آثار الصحابة طالباً لشرحها وبیانها من کلام
الفقہاء المحققین المائلین الی الحدیث عن النظر، انتہی ۔ غرض مجتہد کا
مذہب معین طعام تیار شدہ کے مانند ہے اور ہر کا آدمی اپنی حاجت روائی کیلئے اسی کو اختیار
کرنا واجب رہنے کے سبب سے اور ہر فن کا مسئلہ اس فن کے کامل سے پوچھنا بھی حکم الٰہی فاسئلوا
کے موافق واجب ہے کے سبب سے وہ عامی غیر مجتہد فقہ کے مسائل جبکہ کسی ایک مجتہد سے جو فن کا کامل
ہے پوچھا یعنے ان چار اماموں کے چار مذہب سے کوئی ایک مذہب اختیار کیا تو وہ شخص عامی
منتسب الی المذہب ٹھہرا پس ایسے عامی کو واجب ہوگا کہ اس مذہب مخیر و مختار پر ٹھہرا
رہے جب تک ویسی ضرورت شرعی داعی نہ ہو کسی امر میں مخالفت اس مذہب کی نکرے
مولانا شاہ ولی اللہ محدث عقد الجید میں لکھتے ہیں والمرجح عند الفقہاء ان العامی
المنتسب الی المذہب له مذهبه ولا یجوز مخالفته یعنے تمامی فقہائے کے
قوی اور راجح تر یہ بات ہے کہ عامی منتسب الی المذہب کو اسکا مذہب ہے اور اسکو اسکی مخالفت
جائز نہیں انتہی ۔ اور عامی منتسب الی المذہب کو مذہب معین کی تبعیت و تقلید جو واجب ہے
اسکا دوسرا سبب یہ کہ اگرچہ کہنے کو مجتہدین کی یا انکے مذہب کی تقلید کہلاتی ہے لیکن
حقیقت میں وہ خدا اور رسول اور قرآن و حدیث کی ہی تبعیت و تقلید ہے پس وہ کیونکر
واجب نہو۔ ہر مذہب کے فقہ و حدیث کی کتابیں دیکھیے کہ ہر مسئلہ پر ہزاروں جگہہ
قرآن سے یا حدیث سے یا آثار صحابہ سے نص صریح موجود ہے ۔ نادر کسی جگہ جہاں نص
صریح نہ پائی جاوے اسی قرآن اور حدیث اور آثار سے نص اجتہادی و قیاسی لکھی ہے
غرض کسی وجہ سے بھی ہو چاروں مذہب میں کوئی مسئلہ دلیل قرآن و حدیث سے خالی نہیں ہے

چنانچہ علما پر یہ بات پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً مذہب حنفی کے کتب فقہ وحدیث میں دیکھ لیں
تو یہ بات بخوبی ظاہر ہوگی کہ فقہا ومحدثین حنفیہ اپنی کتابوں میں ہر مسئلہ پر کتاب اللہ سے
خصوصاً احادیث وآثار سے سندیں بتلاتے ہیں جیسے مسند حماد فرزند امام اعظم مسند
حصفکی وغیرہما۔ فتح القدیر شرح ہدایہ۔ عینی شرح ہدایہ۔ عینی شرح بخاری۔ کرمانی
شرح بخاری۔ معانی الآثار طحاوی۔ عقود الجواہر المنیفہ فی دلائل مذہب ابی حنیفہ۔ شرح
مشکات ملا علی قاری۔ شرح مشکات شیخ عبد الحق دہلوی۔ شرح سفر السعادت۔ تیسیر القاری
شرح بخاری۔ مظاہر حق شرح مشکات۔ فتح المنان شیخ دہلوی۔ فیض الباری شرح بخاری
وغیرہا اسکے سوا مواہب الرحمن ایک کتاب ہے جسکا شارح لازم کرلیا ہے یہ بات کہ مذہب حنفی کے
ہر مسئلہ پر قرآن یا بخاری و مسلم کے ہی حدیثوں سے سندیں بتلادے چنانچہ ویسا ہی بتلایا ہے
پس جب مذہب حنفی بھی سنن واحادیث کے معانی ومطالب کا ہی ایک مجموعہ ہے۔ اور
اسکا طریقہ طریقۂ سنت ہے مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فیوض الحرمین میں لکھتے ہیں
عرفنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان فی المذہب الحنفی طریقۃ انیقۃ
ھی اوفق الطرق بالسنۃ المعروفۃ یعنے معلوم کرایا مجھکو رسول خدا صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ مذہب حنفی میں جو طریقہ ہے وہ طریقہ انیقہ ہے جو سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ تر
موافقت رکھتا ہے دیں۔ ہاں اتنی بات ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اجرا وانفاذ
شریعت میں اللہ کے طرف سے نائب مختار تھے۔ مناسب وقت آپ کا عمل خصوصاً سنن ومستحبات میں
مختلف واقع ہوا کرتا تھا کبھی ایک عمل کرتے پھر اسکو ترک فرماتے سوا احادیث بھی مختلف
صادر ہوئیں جس جس صحابی کو جو جو حدیث یاد تھی وہ اپنے پچھلوں کو پہنچایا پھر عن فلاں
عن فلاں کے واسطے سے احادیث چاروں ائمہ مجتہدین تک پہنچے پھر عن فلاں عن
عن فلاں ہوتے ہوئے بخاری ومسلم ودیگر ائمہ محدثین کو بھی پہنچے لیکن پہنچانے والے
راویوں کے عدالت وتقوے اور حفظ وصداقت کے باعتبار حدیث کو ایک ایک نام ٹھہرا

جیسے صحیح وضعیف مشہور ومرسل وغیرہ آئیں کبھی یعنے صحت وضعف کے قاعدے میں اپنی اپنی
تحقیق کے موافق مجتہدین میں باہکدیگر اور محدثین میں باہکدیگر اختلاف بھی واقع ہوا یہاں
تک کہ ایک حدیث ایک کی تحقیق میں صحیح ٹھہری۔ دوسرے کے پاس اسکی تحقیق کے باعتبار ضعیف
تھی تو اسکے پاس صحیح۔ غرض اس اختلاف کے لنظر کرتے امام اعظمؒ یا دیگر حنفیہ کے پاس اگلے
زمانہ میں صحت یافتہ کسی حدیث کو پیچھے کے محدثین جیسے صحاح ستہ والے اپنے قاعدے کے موافق
ضعیف کہتے ہوں لیکن ان کے کہنے سے لازم نہیں کہ وہ صحیح حدیث فی الواقع ضعیف ہو جاوے
اسی واسطے شیخ ابن ہمام محدث کہتے ہیں کہ حدیث کا صحیح ہونا اور ضعیف ہونا اگلے اور پچھلے
زمانے میں مختلف ہے بہت سے حدیثیں متقدمین کے پاس صحیح اور قوی ہیں اور متاخرین کے
پاس ضعیف اسکا وجہ یہ ہوسکے کہ جتنے راوی امام اعظم کے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
درمیاں تھے سب میں صحت کی شرطیں مجتمع تھیں اسواسطے وہ حدیثیں صحیح اور قوی ہوئیں پھر ان کے
زمانے کو بعد ان احادیث کے روایت میں دوسرے اور واسطہ زیادہ ہو۔ اور ان دوسرے راویوں میں
صحت کی شرطیں پائی نہ گئیں اسی واسطے وہی حدیثیں پچھلے محدثین کے پاس ضعیف ٹھہریں پس
اگر پچھلے محدثین سے کسی نے کسی حدیث کو ضعیف کہا تو اس سے لازم نہیں آتا کہ امام اعظم کے زمانہ میں
بھی وہ حدیث ضعیف تھی فافہم

گل

جاننا چاہئے کہ حدیث کی روایت میں جسقدر راویاں کم رہتے ہیں شک وشبہ کو گنجائش نہیں رہتی
جسقدر زیادہ ہوں راویوں کی عدالت وتقوے وغیرہ میں شبہے رہ دیتے ہیں پس حدیثیں
ضعف پیدا ہوتا ہے یہ بات امام اعظمؒ کے وقت نہیں تھی کیونکہ الکا زمانہ زمانہ صحابہ سے قریب ملنے
سے انکے راویوں کا واسطہ آنحضرت تک دو تین سے زیادہ نہیں تھا صحابی یا تابعی یا تابعی سے
تابعی نادر کہیں تبع تابعی وبس اذا صح الحدیث فھو مذھبی۔ یعنے جب حدیث صحت کو
پہنچتی وہی میرا مذہب ہو تا ایس ایسے قوی اور کم راویوں سے امام کے پاس زمانہ تابعین میں

صحت کو پہنچی سو حدیث پھر ایک سو برس کے بعد راویوں کی زیادتی کے سبب امام بخاری و مسلم اور
ان کے شاگردوں کے پاس ضعیف ہوئی تو کچھ پروا نہیں اسی واسطے شیخ نور الحق محدث
دہلوی تیسیر القاری شرح صحیح بخاری میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم کے پاس جب صحت حدیث
کی ہو چکی پھر نہ امام بخاری کی تحقیق و تضعیف اس کے معارض ہو سکتی ہے نہ امام مسلم کی
ہیں۔ شامی مسند خوارزمی سے لایا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہزار آدمی تک جمع ہوئے تھے
سب میں اجل و افضل چالیس تھے جو درجۂ اجتہاد کو پہنچے تھے اگر کوئی مسئلہ درپیش ہوتا امام
ان اصحاب و تلامیذ سے ایک مہینے تک اس میں بحث و مناظرہ کرتے اور ان کے پاس جو احادیث
ہیں سنتے اور اپنے پاس جو احادیث ہیں بیان کرتے یہاں تک کہ آخر قول استقرار پاتا امام
جعفر صادق علیہ السلام نے امام اعظم کو دیکھ کے فرمایا ای فلاں میں تجھ کو دیکھتا ہوں کہ زندہ
کرنے والا ہی سنت کو میرے جد کے تجھ کو اللہ کے طرف سے مدد و توفیق ہے راہ چلینگے
تیرے ساتھ ربانی لوگ علماء ہے

گل

جب مذہب معین کی تبعیت و تقلید واجب ہونے کے دو سبب معلوم ہوئے۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ
محدث دہلوی رح کے رسالہ انصاف و عقد الجید اور مولانا شیخ عبد الحق دہلوی کی شرح سفر السعادت
کی عبارات سے جو کلام محققانہ و منصفانہ ہے یہ بات معلوم ہو چکی کہ مذہب معین کی تقلید کا
وجوب متقدمین و متاخرین میں مختلف فیہ ہے کہ زمانہ سلف یعنی اگلے زمانے میں دوسری صدی
تک اس کے وجوب پر سب لوگ مجتمع و متفق نہیں تھے لیکن اس کے بعد کے زمانہ سے جو مذاہب
مدونہ کی تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف سے ترویج و تشہیر ہو چکی اور عملیات کیلئے ہر ایک
مذہب مکتفی اور باسانی بدست ہونے لگا جب کوئی آدمی کسی ایک مذہب کو اختیار کیا تو پھر
دوسرے طرف جانے کی حاجت اصلی باقی نہ رہی پس یہ وجوب ثابت و متحقق ہو چکا۔ نادر آدمی
ہوگا جو اس وجوب کا قایل نہو۔ اور یہ بات بھی معلوم ہو چکی کہ یہ امر اگلے زمانے میں واجب
نہ تھے (اور پچھلے زمانے میں) واجب ہو نکلی کیا وجہ ہے اور یہ وجوب کسطرح ناشی ہوا

جب یہ سب باتیں معلوم ہو چکیں۔ اب جاننا چاہئے کہ مطلق مجتہدین کی تقلید کے واجب
ہونے پر مقلدین و غیر مقلدین سب کے سب قائل و متفق ہیں جو اہل علم کہ حدیث و فقہ میں مہارت
تامہ و فہم سلیم رکھتا ہو اسکا مخالف نہیں اور وہ اسبات کو روا نہیں رکھتا کہ عملیات و فقہیات
میں احادیث و آثار کے فہم معانی میں آدمی کسی ایک مجتہد کو اپنا پیشوا و استاد نہ ٹھہراوے
اور اسکی تبعیت و تقلید نہ کرے۔ افہام ناقصہ کا پیرو بنے یا نرا لامذہب و مطلق العنان ہو جاوے
حاشا۔ بلکہ اس زمانہ میں بعض لوگوں کے درمیان اختلاف ہو رہا ہے تو صرف اسبات میں ہے کہ
مذہب معین یا مجتہد معین کی تقلید جسکو تقلید شخصی کہتے ہیں واجب ہے یا نہ۔ بعض اسکو پچھلے زمانے
میں جو واجب ٹھہری بعض لوگ اسکو نہیں مانتے ہیں۔ جب یہ اختلاف عوام الناس میں تمام
جدال اور نفاق و شقاق کا باعث ہوا اب ہم تنزل کر کے کہتے ہیں کہ مطلق مجتہدین کی تقلید
ہو گئے یا مجتہد معین کی اسکا وجوب کسطرح پیدا ہوا ہے اور وہ کہاں سے ناشی ہوا اور یہ
تقلید واجب ہونیکا سبب کیا ہے اور یہ واجب کیسا ہے چنانچہ ہم یہاں تھوڑا بیان کرتے
ہیں۔ بارے اگر کسی کا ذہن و فہم اسکو قبول نہ کرے اس بحث کو اسکے اہل و محل پر چھوڑ دیجئے
اکثر مذہب معین و مجتہد معین کی تبعیت و تقلید کیا کرنے کے لئے اتنی بات تو بس ہے مولانا
شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں کہ قرارداد علمائے متاخرین کا
تقلید مذہب معین ہے دین کی مصلحت اور امور دین و دنیا کا ضبط و ربط اسی میں ہے وہی مختار
و پسندیدہ ہے اور اسی میں خیر ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ قرارداد علماء و مصلحت دید ایشان در
آخر زمان تعیین و تخصیص مذہب است و ضبط و ربط کار دین و دنیا ہم دریں صورت است
قرارداد علمائے متاخرین یہی ہے سو المختار وفیہ الخیر انتہی لفظہ و للکشا کسی امر خیر کو اختیار
کرنے کیلئے اسکی خیر و خیریت و خوبی بس کرتی ہے دیکھئے کہ دین میں جو امر کہ مستحب و مستحسن
رہتا ہے اگر چہ وہ اختلافی ہو خوف خدا و اندیشہ آخرت رکھنے والا مرد مسلمان تاوقتیکہ
اسکو اختیار کرتا ہے پھر واجب گو کہ وہ اختلافی ہو بلا ضرورت شرعی کیونکر اسکو ترک

کریں علم و انصاف یہی حکم کرتا ہے - ہاں تعصب اور غلو فی الدین ایک اور بات ہے
ایزد تعالیٰ شانہ مومنوں کو توسط نصیب کرے افراط اور تفریط اور غلو سے بچاوے آمین

گل

مجتہد معین مذہب معین کی تقلید کا وجوب جو اختلافی ہے سو یہ اختلاف کس طرح ہے سو معلوم کیا
چاہیئے کہ زمانۂ سلف میں یعنے پہلی اور دوسری صدی میں یہ امر واجب نہیں تھا۔ بلکہ اس وقت عمل
یوں جاری تھا کہ انمیں جو مجتہد تھے کتاب و سنت پر اپنے اجتہاد سے عمل کرتے تھے۔ اور جو غیر مجتہد
تھے بلا التزام مذہب واحد اور بلا تعین کسی ایک مجتہد کے طرف رجوع لاتے چنانچہ شرح سفر السعادت
میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی لکھتے ہیں کہ امثال یعنی متقدمین تعیین مذہب و اتباع
مجتہد واحد از واجبات نمی داشتند۔ مجتہدان را عمل باجتہاد خود بود۔ و سبیل عوام رجوع
بامثال بود نہ التزام متابعت احدے کنند انتہی اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی بھی
رسالۂ انصاف میں یوں ہی تحریر فرماتے ہیں اعلم ان الناس کانوا فی المایة الاولی والثانیة
غیر مجمعین علی التقلید لمذہب معین بعینه انتہی اور چار مذہب کی بنا تو زمانۂ سلف یعنے
دوسری صدی کے اندر ہو چکی تھی پھر دوسری صدی پوری ہوئی کہ مذاہب معینہ مرتب ہو کے بخوبی
شہرت پکڑنے لگے سب کسی کو بہت ہوتے لگے۔ اور ہر مذہب اپنے مقلد کو عبادات و معاملات
میں قرآن و حدیث اور اجماع و آثار صحابہ کے دلائل سے بخوبی سرراہی دینے لگا۔ پھر تقلید
مذہب معین کی بھی واجب ہو چکی۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث اسی رسالۂ انصاف میں
لکھتے ہیں وبعد المائتین ظهر فيهم التمذهب للمجتهدين باعيانهم وقل من كان لا
يعتمد على مذهب مجتهد بعينه وكان هذا هو الواجب فى ذالك الزمان انتهى غرض کہ
یہ امر متقدمین میں واجب نہیں تھا پر متاخرین میں واجب ٹھہرا۔ اس کے سوا دوسرا اختلاف جو خود
متاخرین میں رو دیا ہے یہ ہے کہ انہیں کئے علماء و فقہاء اسکو واجب کہتے ہیں اور کتنے
غیر واجب بتلاتے ہیں۔ قائلین وجوب جیسے امام احمد بن حنبل۔ اور امام غزالی احیاء العلوم

میں وکیمیا میں ۔ امام شعرانی میزان صغرا میں قہستانی نقایہ شرح مختصر وقایہ میں شامی
حاشیۂ درمختار میں ۔ اور شیخ ابن ہمام شرح ہدایہ میں ۔ اور امام جلال الدین سیوطی جزیل المواہب
میں اور صاحب خزانۃ الروایت اور صاحب بحر الرائق رسالۂ زینیہ میں ۔ اور صاحب درمختار
اور طحطاوی اور شارح ملتقی اور صاحب فتاوی عالمگیریہ ۔ اور جلال الدین محلی شرح جمع الجوامع
میں اور صاحب تفسیر احمدی اور ایسے ہی کئے علماء فقہا اپنے کتابوں میں ۔ یہ علما کہتے ہیں کہ
آدمی جب یک مذہب اختیار والتزام کیا اور اس کے طرف منتسب ہوا ۔ اس کو واجب ہے کہ اسی کا
رہے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام ہے کیونکہ کسی بات کو باعتقادِ غلبۂ حق اختیار کئے بعد
اسکو چھوڑنا بغیر اسکو ناحق جاننے کے نہو سکیگا ۔ پھر ایک ہی امر حق و ناحق کیونکر ہو سکے
چنانچہ مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لائے ہیں ولو التزم مذھبا معینا فہل یلزمہ
الاستمرار علیہ لما فقیل نعم یجب و یحرم الانتقال من مذھب الی مذھب اٰخر لانہ بالالتزام
لا یخلو من اعتقاد غلبۃ الحقیۃ فیہ اور جو علماء وجوب کے قائل نہیں ہیں جیسے مولانا
اکمل صاحب عنایہ قرافی ۔ عابد سندی ۔ علامۂ سید بادشاہ شارح تحریر الاصول شیخ ابن
ہمام صاحب تحریر الاصول مولانا بحر العلوم وغیرہم یہ علما کہتے ہیں کہ التزام مذہب معین واجب
نہیں ۔ دوسرے مذہب طرف نقل کرنا بیشک درست ہے کیونکہ واجب وہ ہے جو خدا تعالی واجب کیا
ہو حالانکہ ایک امام کے مذہب کو التزام کرنا خدا تعالی واجب نہیں کیا ۔ پس اسکا ایجاب
تشریع جدید ہے چنانچہ بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں وقیل لا یجب الاستمرار
علیہ ویصح الانتقال اذ لا واجب الا ما اوجبہ اللہ ولم یوجب علی احد ان یتمذھب
بمذھب رجل من الائمۃ فایجابہ تشریع جدید انتہی اور تحریر الاصول میں بھی
شیخ ابن ہمام نے یونہی لکھا ہے ۔ لتعیین مذہب کے وجوب میں متاخرین کے درمیان یہ
اختلاف جو اوپر سے چلا آیا ۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی طرفین کے اقوال
مختلفہ مسائل عقد الجید میں ذکر کئے ہیں ۔ اب ہم اس اختلاف میں اگر غور و تامل کریں

اور نظر تعمق سے دیکھیں۔ تو واضح ہوتا ہے کہ جو علما وجوب کے قائل ہیں وہ بھی حق پر ہیں
اور جو علماء وجوب کے قائل نہیں وہ بھی حق پر ہیں۔ ان اختلاف کے درمیان ایک وجہ تطبیق و
توفیق متحقق ہے کہ جس پر طرفین کے غلات معتقدین بخوبی پہ نہ لیجا کے تعصب کو کام فرما رہے
ہیں۔ اب وہ وجہ تطبیق و توفیق کیا ہے معلوم کیا چاہئے کہ التزام مذہب معین یہ ہے کہ
اللہ نے واجب نہیں یعنے نہیں فرمایا کہ فلاں مذہب ہی اختیار کریں اور اسی پر استمرار کریں
یعنے وہ واجب واجب قطعی نہیں جو کہ جس میں فرض یا فرض کا ہم پہلو ہو۔ بلکہ وہ من جملہ واجبات دینیہ
اور قسم کا واجب ہے۔ اور وہ اس طور سے ناشی ہوا ہے کہ احکام شرعیہ کی معرفت جو واجب اصلی ہے
مذہب اس واجب کو حاصل کرنیکا طریق اور اس واجب کا مقدمہ ہے اور جو کہ واجب کا مقدمہ ہو
وہ بھی واجب ہے یعنے مذہب شریعت کے احکام اصولیہ و مسائل فرعیہ اور دلائل تفصیلیہ کا
مجموعہ ہے کہ اصول کے قواعد اور مسائل فروع کی صورتیں اور قرآن و حدیث۔ آثار صحابہ۔ اجماع
و اجتہادات صحیحہ سے انکی دلیلیں۔ یہ سب مذہب ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔ بغیر اتباع مذہب کے
ان چیزوں کی معرفت ہو سکتی نہیں پس ان احکام شرعیہ کی معرفت جو دین میں واجب
اصلی ہے۔ مذہب کی تبعیت و تقلید اس واجب اصلی کو حاصل کرنے کا طریق اور مقدمہ
ٹھہری اور واجب ہوئی چنانچہ یہ مطلب مولینا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے قول فیصل
و کلام صحیح سے جو رسالہ انصاف میں لکھتے ہیں۔ اور انصاف کی داد دیتے ہیں معلوم ہوتا ہے

وہو ہذا الواجب الاصلی ہو ان یکون فی الامۃ من یعرف الاحکام الفرعیۃ من ادلتہا التفصیلیۃ اجمع
علی ذلک اہل الحق۔ ومقدمۃ الواجبۃ فاذا کان للواجب طرق کثیرۃ متعددۃ وجب تحصیل طریق من
تلک الطرق من غیر تعیین واذا تعین لہ طریق واحد وجب ذلک الطریق بخصوصہ انتہی۔

غرضیکہ مذہب کی تبعیت و تقلید جیسا واجب اصلی کا مقدمہ ٹھہر کے واجب ہوئی ایسا ہی واجب اصلی کا
موقوف علیہ ٹھہر کے بھی واجب ہوتی ہے یعنے دین میں جتنی چیزیں ایسی ہیں کہ
واجب اصلی کے ادا کی موقوف علیہ ٹھہر کے واجب ہوئی ہیں لیکن ان سے اصل واجب

اہتمام کو نہیں پہنچتا سو مذہب بھی ان ہی چیزوں میں داخل ہے چنانچہ طیبی شرح
مشکوٰۃ میں لکھتے ہیں والاشتغال بعلم النحو الذی یفہم بہ کلام اللہ و رسولہ صلی اللہ
علیہ وسلم وحفظ اعراب الکتاب والسنۃ وتدوین اصول الفقہ وفروعہ والکلام فی الجرح
والتعدیل وتمییز الصحیح والسقیم والرد علی الجبریۃ والقدریۃ والمرجیۃ والمجسمۃ
لِاَنَّ حِفْظَ الشَّرِیْعَۃِ وَاجِبٌ وَذَا لَا یَتَاَتّٰی اِلَّا بِذٰلِکَ وَمَا لَا یَتِمُّ الْوَاجِبُ
اِلَّا بِہٖ فَہُوَ وَاجِبٌ انتہٰی ۔ یعنی شغل علم صرف ونحو کا جس سے کلام خدا و رسول
معلوم ہوتا ہے اور قرآن و حدیث کے اعراب کی حفاظت اور قرآن کی تفسیر اور حدیث کی
شرح جو قراء سبعہ و مفسرین و شارحین حدیث بتلاتے ہیں (اور فقہ کے اصول و فروع کی
تدوین) جو چار ائمہ مجتہدین نے کی ہے یعنے ان کے مذاہب معینہ (اور حدیث کے
جرح و تعدیل میں کلام کرنا اور صحیح و سقیم میں تمیز کرنا) جو امام بخاری و مسلم و دیگر اگلے
پچھلے محدثین نے کیا ہے۔ (اور جبریہ قدریہ مرجیہ مجسمہ و دیگر فرقہای اہل ضلالت کو
رد کرنا) جو علمائے متکلمین نے کیا ہے) ان سب چیزوں سے شریعت کی حفاظت بخوبی
ہوتی ہے۔ اور شریعت کی حفاظت اصل واجب ہے۔ اور یہ واجب حاصل نہیں ہوتا
مگر ان علوم سے اور جو چیز کہ بغیر اس کے اصل واجب اتمام کو نہ پہنچے وہ بھی واجب ہے انتہی
مخفی نہ رہے کہ واجب اصلی کا مقدمہ و موقوف علیہ ٹھہر کے دین میں ایسے بہت سے واجبات
ناشی ہوتے ہیں۔ اور دین کے قیام و استحکام کا سبب ٹھہری ہیں گویا وہ خیمہ دین کے
طناب اور اوتاد ہیں۔ اسی سبب سے دین اب تک کمال ضبط و ربط کے ساتھ چلا آیا
پس ایسے واجبات کا ترک و انکار دین کے احکام اور شریعت کے حدود میں کیونکر خرابی
و خلل اندازی نہ کریگا۔ لیکن ان چیزوں کا وجوب اس صورت کے ساتھ صحابہ کے زمانے میں
نہیں تھا بسبب اس کی عدم احتیاج کے۔ کیونکہ قرآن و حدیث کا اعراب اور اسکی تفسیر و
شرح اور اس کے مطالب و معانی مصرحہ و مستنبطہ صحابہ کرام کے افہام میں مشعور پڑے ہوئے تھے

اور انکی زبان بھی عربی تھی۔ اور حدیث کا صحت و سقم تو انکو معائنہ تھا کہ خود وے راویان حدیث
تھے۔ اور ان کے زمانہ میں بہتیرے مذاہب باطلہ بھی پیدا نہ ہوئے۔ اور اس کے تفصیلات شیوع نہیں
پکڑے تھے اس لئے قدمائے سلف کو صرف و نحو اور لغت و معانی اور فروع کی تفریع اور
اصول کی تمہید اور مذاہب کی تدوین۔ اور کتب حدیث کی تالیف اور علم کلام کے مباحث
وغیرہ کی حاجت درپیش نہ ہوئی۔ اس کے سوا انکو جنگ و جہاد اور اعلائے کلمۃ اللہ میں
فرصت ہاتھ نہ دی۔ پھر زمانہ سلف کے بعد یعنے دوسری صدی کے بعد دین میں ان
چیزوں کی اشد حاجت ہوئی۔ کہ بغیر ان کے اعتقادات و عملیات میں طریقہ حقہ کا احکام
دشوار تھا۔ پس وہ چیزیں دین کے واجبات سے ٹھہریں۔ از انجملہ مذہب معین کی تبعیت
و تقلید بھی واجب ٹھہری۔ چنانچہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رسالہ انصاف
میں لکھتے ہیں۔ وکان السلف لا یکتبون الحدیث ثم صار یومنا ھذا الکتابۃ الحدیث
واجبۃً لان روایۃ الحدیث لا سبیل لها الیوم الا معرفۃ ھذه الکتب وکان السلف
لا یشتغلون بالنحو واللغۃ وکان لسانهم عربیًا لا یحتاجون الی ھذه الفنون ثم صار یومنا
ھذا معرفۃ اللغۃ واجبۃ لبعد العهد عن العرب الاول وشواھد ما نحن فیه کثیر جدًّا وعلی ھذا فینبغی ان یقاس التقلید للامام بعینه انتہی
اور بھی کئی چیزیں ہیں۔ جو زمانہ سلف میں واجب نہیں تھیں۔ بعد ازاں واجب ٹھہریں
اور ایسے بھی کئی چیزیں ہیں کہ سلف میں واجب تھیں اب اسکا وجوب باقی نہ رہا مثلاً تیر اندازی
سکھانی۔ غرض کہ دین میں واجب ایک قسم ما اوجبہ اللہ میں ہی منحصر نہیں یعنے واجب
قطعی جو فرض کا ہم پلہ ہے۔ بلکہ اس کے سوا واجبات دینیہ بہت سے ہیں اسکا قاعدہ
کلیہ یہ ہے کہ اصلاح معاش و معاد خصوصاً اصلاح معاد کیلئے اہل اسلام کو جس چیز
کی حاجت و ضرورت ہو۔ وہ اور اسکے حاصل کرنے کی راہیں اور اس راہ کا سلوک سب
واجب ہے

گل

دلیل

جب یہ بات ثبوت و تحقیق کو پہنچی کہ مذہب معین کی تبعیت و تقلید ایک قسم ما اوجبہ اللہ کے

سوا انواع دیگر واجب ہوئی ہے پس متاخرین کے درمیان جو اختلاف رہ دیا تھا کہ
کہ اسکو کئے علماء واجب کہتے ہیں اور بعض علماء غیر واجب۔ اب یہ اختلاف صاف اٹھ گیا۔
طرفین کچھ مخالفت و منازعت باقی نہ رہی کیونکہ جو علماء اسکو واجب واجب کہے سو تیرے اس
واجب کو واجب ما اوجبہ اللہ نہیں ٹھہرائے۔ اور لوا نہیں کہے کہ مذہب معین کی ہی تبعیت
وتقلید اور التزام واصرار کو خود خداتعالیٰ نے واجب کیا ہے۔ قائلین وجوب میں کسی نے ایسی
تصریح نہ کی بلکہ ان کے پاس یہ واجب اور قسم کا ہے۔ اور جو علماء اسکو واجب نہیں کہے۔ وے لوگ
اس واجب کو واجب ما اوجبہ اللہ سے مقید کر دئے کہ یہ واجب وہ واجب نہیں ہے جو خدا
واجب کیا ہوا۔ اور یہ نہیں کہے کہ وہ من جملۂ واجبات دینیہ کسی قسم کا بھی واجب نہیں۔ پس
اس سے معلوم ہوا کہ یہ قائلین عدم وجوب محض ایک قسم واجب یعنے ما اوجبہ اللہ کے سوا
دوسرے قسم وجوب سے واجب رہنے کے منکر نہیں بلکہ وے بھی التزام مذہب معین۔ از جملۂ واجبات
شرعیہ ایک قسم کا واجب رہنے کے قایل اور عامل ہی نظر آتے ہیں۔ چنانچہ وے خود مذہب
معین کے بڑے مقید و پابند ہیں۔ اور اس کی تبعیت و تقلید آپ پر واجب لازم رکھتے ہیں
زنہار زنہار غیر مقلد و لا مذہب نہیں ہیں۔ دیکھئے کہ شیخ ابن ہمام محدث تحریر الاصول میں لکھتے
ہیں کہ التزام مذہب معین واجب نہیں ہے۔ با ایں آپ مذہب حنفی کے پابند اور بڑے مقلد ہیں
اور بڑے حامی۔ چنانچہ یہ بات ان کی فتح القدیر شرح ہدایہ سے بخوبی ظاہر ہے کہ مسائل
مذہب حنفی کو احادیث و آثار سے موید کرنے اور اس کے دلائل بتلانے اور مخالفین کے
رد کرنے میں کیا کیا کوششیں کی ہیں۔ اسیطرح مولانا بحر العلوم بھی شرح مسلم الثبوت
میں لکھتے ہیں۔ کہ التزام مذہب واحد واجب ما اوجبہ اللہ نہیں۔ با ایں خود مذہب حنفی کے
بڑے مقلد و حامی اور سخت مقید و پابند ہیں چنانچہ یہ بات انہی کی شرح مسلم الثبوت
اور کتاب ارکان اربعہ سے بظاہر ہے کہ مذہب حنفی کی کسقدر تبعیت کرتے ہیں۔ اور
اسکو کتاب و سنت سے اور آثار صحابہ وغیرہ سے مدلل کر بتلاتے میں کیا سعی بلیغ کرتے ہے

ہیں۔ رحمہما اللہ۔ اور مولانا شاہ ولی اللہ محدث بھی دائرہ حنفیت سے باہر نہیں ہیں اسی طرح
دوسرے علماء و محدثین بھی دیس الی یومنا ہذا۔ پس اس سے واضح ہو چکا کہ باتفاق طرفین
مذہب معین کا اتباع و التزام سوائے ایک قسم واجب ما اوجبہ اللہ کے من جملہ واجبات دینیہ
دوسرے قسم کے وجوب بے شک واجب ہی رہ اور اس قسم کا وجوب۔ سلف کے بعد
نفس متاخرین علماء و ائمہ اہل سنت کے پاس باتفاق ثابت ہے۔ اس میں کچھ اختلاف ہی
نہیں۔ قائلین وجوب و قائلین عدم وجوب ہر دو کے پاس جب واجب جدا جدا ہے پھر طرفین
اختلاف کہاں باقی رہا۔ ہاں اگر واجب ایک ہی قسم کا ہوتا ایک فریق اس کا اثبات دوسرے
فریق نفی کا انکار کرتے ہوتے۔ البتہ طرفین اختلاف باقی رہتا۔ ولیس فلیس۔ اب یہاں راست
آئی وہ بات جو رسالہ الانصاف میں مولانا شاہ ولی اللہ محدث نے فرمایا کہ زمانہ سلف دو سو
برس کے بعد تقلید مذہب معین واجب ٹھہر چکی۔ اور راست آئی وہ بات جو شیخ عبد الحق محدث
دہلوی نے شرح سفر السعادت میں فرمایا کہ علمائے متاخرین کا قرار داد یہی ہے۔

تکمیل

ہمارے زمانہ سے لے کر زمانہ سلف تک جہاں تک ہم نظر دوڑاتے ہیں عامہ مومنین ہوں یا علماء و ائمہ محدث
مجتہد ہوں یا فقیہ و صوفی ان میں کوئی ایک فرد ایسا نظر نہیں آتا ہے کہ مذہب مجتہد سے کچھ سروکار
نہ رکھتے ہوں۔ یہ بات صاف نظر آتی ہے کہ زمانہ سلف میں جو مجتہد مطلق تھے (جیسے یہ چار امام
اہل سنت) اپنے اجتہاد پر عمل کرتے تھے اور جو لوگ درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچے ہوں وہ
بالتعیین و تخصیص مطلق مجتہدین سے کسی ایک مجتہد کے تابع ہی رہا کرتے تھے اور ان میں جو لوگ
درجہ اجتہاد مطلق کے سوا نیچے کے پانچ درجہائے اجتہاد سے کوئی ایک درجہ رکھتے ہوں وہ بھی
بعض اصول میں یا اصول و فروع ہر دو میں مجتہد مطلق کے ہی مقلد و منتسب رہتے تھے جیسے
امام محمد و امام ابو یوسف کہ مجتہد فی المذہب ہیں تابع تھے امام اعظم کے اصول میں۔ اور
جیسے مجتہدین حنفیہ بھی تابع و مقلد تھے امام اعظم کے اصول و فروع میں ایسا ہی ہر ایک

مذہب میں بھی۔ بلکہ اگر محدثین ہوں تو بھی انہیں چار مذہب سے کسی ایک مذہب کے طرف منتسب تھے جیسے صحاح ستہ والے ائمہ محدثین کہ مذہب شافعی کیطرف منتسب ہیں اور بعض مذہب حنبلی کیطرف پھران کے بعد کے محدثین اور علماء و فقہا سب کے سب مجتہد معین مذہب واحد کے ہی مقلد یا منتسب ہوتے آئے۔ حضرات مجتہدین کے مذاہب حقہ کی تدوین ہوی بعد سلف و خلف سے جمہور اہل سنت میں کوئی فرد بشر ایسا نہیں پایا جاتا ہے کہ مذہب مجتہد کا مقلد یا منتسب نہ ہو۔ بلکہ ہر غیر مجتہد گو وہ کیسا ہی عالم علامہ ہو اپنے فہم کو نا فہم سلف کے مجتہد مطلق کے فہم نورانی کا تابع ہی رکھتا تھا۔ ہاں اتنی بات ہے کہ اتباع مجتہدین سلف میں بلا تعیین تھی اور خلف میں با لتعیین۔ بہر حال کسی مجتہد اور غیر مجتہد نے ان مجتہدین سلف کو نہیں چھوڑا و دوران کے مذاہب سے تقلید آیا انتسابا الگ تعلق نہ رہا بلکہ ان سے کسی ایک کو پیشوا مان کے اسی کی راہ چلا خصوصاً علمائے متاخرین میں کسی نے مذہب معین کی تقلید کو گو کہ وہ واجب یا اوجبہ اللہ نہو۔ مگر من جملہ واجبات دینیہ دین ہے جو ایک قسم کی واجب ٹھری ہے ہاتھ سے نہ دیا۔ اور اسکا انکار نہ کیا۔ اور اس وجوب کا ربقہ اپنی گردن سے نہیں نکالا۔ تمامی خلف و سلف میں جہاں تک نظر کریں۔ مجتہد کی تبعیت و تقلید ہی نظر آرہی ہے یا انتساب الی المذہب۔ مگر یہاں سے وہاں تک کسقدر تجسس و تلاش کریں لامذہبی کبھی نظر آتی نہیں علی الخصوص تماشا ہے کہ اس زمانہ کے غیر مقلدین۔ جب سے کہ مذہب معین کی تقلید و تبعیت۔ واجب یا اوجبہ اللہ نہیں جو فرض کا ہم پہلو ہو پھر ربقہ مذہب معین کی تقلید کا اپنے رقبہ سے نکال پھینکے۔ واجب کو وجوب قطعی میں ہی منحصر کر دئے۔ دین میں جو اور قسم کے واجب ثابت و متحقق ہیں اس کا صاف انکار کر بیٹھے ع دانستہ یکبارگہ صد بار وای۔ انواع واجبات شرعیہ سے کسی نوع کا انکار کرنا۔ بلا ضرورت شرعی اس کو ترک کرنا دین کی برہم زنی ہے اور دین کے ہیئت اجماعی میں تفرقہ اندازی کا سبب ہوگا سو اسبات کا کچھ غم نہ کہا ہے ع غم دین خور کہ غم غم دین است۔ یہ غیر مقلدین جو ترک مذہب

اختیار کیے ہیں گویا فی الواقع سلف و خلف میں تعین کے ساتھ اوپر سے چلی آتی ہے اور سلف
میں بھی بلا تعیین جاری تھی۔ یہہ کیا قیامت ہے کہ یہہ غیر مقلد قرآن و حدیث کے فہم
میں خصوصاً عملیات کے باب میں نہ بزرگان خلف کی اتباع سے مجتہد معین کی تقلید کرتے
نہ بزرگان سلف کی پیروی سے مطلق مجتہدین کی تبعیت کرتے مذاہب اربعہ میں کسی مذہب
کے محصور و کار ہی نہیں رکھتے ہیں۔ نہ بہ تعیین نہ بلا تعیین۔ چاروں مجتہدین کو جو پیشوایان قرن و استادان
امت ہیں یک لخت چھوڑ دے۔ اور بدعوی عمل بالحدیث مذاہب اربعہ حقہ کو جو احادیث
کے ہی معانی و مطالب کا مجموعہ ہے۔ بغلط خلاف حدیث قرار دے کے چھوڑ بیٹھے
اور نری لامذہبی اختیار کیے ہیں ان کی راہ نہ سلف کی رہی نہ خلف کی بلکہ کچھ اور
ہی ہے۔ شعر ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ۔ کین رہ کہ تو میروی بترکستان است
علاوہ یہہ کہ یہ سلف کی پیروی کا نام لیتے ہیں پر سلف کا کام نہیں کرتے غرض
انکی لامذہبی کا پتا نہ خلف میں نظر آتا ہے نہ سلف میں۔ بلکہ یہہ ایک گل تازہ ہے جو
اس زمانہ ضعف اسلام میں شگفتہ ہوا۔ اور یہ اس زمانہ قرب قیامت کے علامات
و خصوصیات سے ہے و بس۔ بلکہ یہ ایسی بدعت نو ایجاد ہے کہ جس کا نظیر زمانہ سلف
میں پایا ہی نہیں جاتا۔ اور وہ جو غیر مقلدین تارک مذہب پر یہ سند لاتے ہیں کہ مذہب احد
کی تقلید واجب یا واجب العمل نہیں۔ یہ سند انہیں کچھ فائدہ نہیں بخشتی۔ اور لامذہبی کو حجت
نہیں دیتی۔ کہاں مذہب واحد کی تعیین و تخصیص کے وجوب کا بحث اور کہاں چاروں مذاہب
کو یکلخت چھوڑ بیٹھنا۔ نری لامذہبی اختیار کرنا۔ کجا آسمان کجا ریسمان ع ببین تفاوت رہ
از کجاست تا بکجا۔ ہاں یہ بحث وجوب البتہ مقلدین مذہب کو فائدہ دیگا۔ کہ تقلید مذہب معین
کو کس قسم کا واجب سمجھیں محل غور و تامل ہے و بس

تکملہ

اس زمانہ میں بعض لوگ جو کہتے ہیں کہ ہم کسی امام و مجتہد اور کسی مذہب کی تبعیت

وتقلید سے کام نہیں ہم عمل بالحدیث کرتے ہیں یہ دعوی تو محض غلط اور خلاف واقع ہے
کیونکہ حدیث کو فلاں صحیح اور فلاں ضعیف ہے کر کے نہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلائے
نہ آپ کے صحابہ کرام نے نام ٹھہرائے بلکہ کوئی عالم ان کو کہا کہ فلان حدیث صحیح ہے اور فلاں
ضعیف۔ اور صحت وضعف کے قاعدے میں محدثین متقدمین ومتاخرین کا اتفاق بھی
نہیں بلکہ خود ان میں اختلاف بھی رد دیا ہے کہ کسی نے ایک حدیث کو ضعیف کہا ہے
تو دوسرے نے اسی کو صحیح بتلایا پس کسی کے صحیح وضعیف کہنے پر پہلے تو جزم نہیں کیا
جاتا معہذا اس پر جزم کریں اور اس کے کہے پر کسی حدیث کو صحیح جانے اور کسی حدیث
کو ضعیف تو اس باب میں اس عالم کے مقلد ہوتے نہ نفس حدیث کے۔ واہ کیوں نہو
کہ محدث مجتہد کی تقلید سے بھاگے اور یک عالم غیر مجتہد کی تقلید میں جا گرے۔ فر
من المطر ووقف تحت المیزاب۔ عمل بالحدیث ہو تو ایسا ہو کہ معرفت حدیث میں
کسیکی تقلید کا درمیان کچھ دخل ہی نہو۔ یہ بات زمانہ خیر القرون کے بعد آج تک کسی کو
حاصل نہیں ہو سکتی معرفت حدیث میں سوائے طور تقلید کے طور حقیقی آج کسیکو حاصل ہو سکتا
ہی نہیں۔ کون مسلمان عمل بالحدیث کو منع کریگا معاذ اللہ من ذالک مگر ہم یہ کہتے ہیں
کہ عمل بالحدیث ہی ہے لیکن چونکہ حدیث کے معانی ومطالب پر بخوبی پہنچ جانے اور
عمل بالحدیث کرنے کیلئے فہم اجتہادی چاہئے اور حق تعالی نے بھی بکریمہ فاسئلوا اهل
الذکر جاننے والوں سے پوچھ کے عمل کرنے کے لئے حکم فرمایا پس جو احادیث کہ فقہیات
وعملیات کے باب میں وارد ہوئی ہیں۔ اس کا سابق ولاحق اور حدیث کا قصہ اور مورد اور
حدیث قولی وفعلی میں اور دو حدیث متعارض ہوں تو اس میں وجہ تطبیق وترجیح کیا ہے
اور حدیث کی تقدیم وتاخیر اور اس کا حکم مطلق احوال میں ہے یا کسی عذر میں اور
اس کا عموم وخصوص اطلاق وتقلید کیا ہے دلالت اس کی دلالت کس قسم کی ہے اور وہ
منقول ہے یا غیر منقول ایسے ہی چیزوں کی رعایت سے حدیث کے معانی و مطالب جو

مجتہدین اعلیٰ درجے کے محدث ہوکے پرلے درجے کے مجتہد مطلق بھی ہوئے ہیں جانتے ہیں اور
بتلاتے ہیں اور یہہ ائمہ اربعہ فن عملیات و فقہیات میں اہل ذکر کے افراد کاملہ اور اسباب
میں یک خفی اور اس علم کے متکفل اور اوستادان امت ہیں پس چاہیئے کہ اس قسم
کے احادیث کے معانی و مطالب ان ہی سے پوچھ کے یعنی ان کے مذاہب کے تابع ہوکے
اس کے موافق عمل کیا کریں کہ یہ فی الواقع عمل بالحدیث ہی ہے۔ مذاہب اربعہ سے ہر
ایک مذہب رکھنے والا ہر مسلمان فقہ میں ایسا ہی عمل بالحدیث کر رہا ہے اگلے پچھلے
جمہور اہل سنت سواد اعظم کی یہی راہ ہے وبس واللہ الموفق ۔

گل

جب معلوم ہوچکا کہ حضرات مجتہدین کی تبعیت و تقلید میں جملہ واجبات دینیہ یک قلم واجب
ہے اور یہ واجب۔ واجب اصلی کا مقدمہ اور موقوف علیہ ٹھہر کے واجب ٹھہرا۔ اب جاننا
چاہیئے کہ اس واجب کا نام کیا ہے۔ اور اس کو ترک کرنے کا حکم کیا ہے اور اس کا ترک
کس صورت میں درست ہے اور کس صورت میں نہیں۔ مخفی نرہے کہ اس واجب کا نام
واجب مخیر ہے چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رح تفسیر فتح العزیز میں لکھتے ہیں
دوسری گروہ مجتہدین شریعت و شیوخ طریقت ہیں جن کا حکم بطریق واجب مخیر
لازم الاتباع ہوتا ہے عوام پر انتہی اور حضرات مجتہدین کے مذاہب اربعہ سے کسی مذہب
کو اختیار کئے بعد پھر اس کو چھوڑنا دو قسم پر ہوگا۔ یا ایک مذہب کا مقلد وہ پابندی رہ
کے دوسرے مذہب طرف نقل کرے مثلاً حنفی کسی مسئلہ میں شافعی کی تقلید کرے بہر
حال کبھی ایک مجتہد کی تبعیت و تقلید ہی کرے۔ نرا غیر مقلد و لا مذہب نہووے یا مطلقاً
کسی مذہب سے کچھ کام ہی نہ رکھہ کے صاف غیر مقلد و لا مذہب ہوجاوے۔ اور ایک
مذہب ہی میں رہتا کے کسی مسئلہ میں دوسرے مذہب طرف نقل کرنا بھی دو قسم پر ہوتا ہے
کہ بسبب کسی ضرورت شرعی کے نقل کرے یا بلا ضرورت اب اس کا معلوم کیجیئے کہ بعاجی

کسی مذہب کو اختیار کیا اور منتسب الی المذہب ہو چکا تو اسی مذہب مخیر پر رہنا اسکو واجب ہے بنوع من الواجبات الشرعیۃ۔ لیکن جب کوئی ضرورت شرعی اس کو داعی ہو اس وقت دوسرے مذہب کا مقلد ہوکے کسی مسئلہ پر عمل کرنا بے شک جائز ہے اور بغیر کچھ ضیق اور ضرورت شرعی کے مذہب مخیر کی تقلید کو جو واجب تھی بے سبب ترک کرنا مکروہ بلکہ قریب حرام ہے کیونکہ وہ کھیل بازی ہے دین میں۔ اور امور دینیہ میں لہو ولعب تقلید مذہب میں ہووے یا اور کسی امر میں حرام ہے اسمیں کچھ شبہ نہیں جو علما و فقہا ایک مذہب سے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام لکھتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی بتلاتے ہیں کہ وہ دین میں لہو لعب کا موجب ہے و بس۔ تقلید مذہب معین کے قائلین وجوب۔ و قائلین عدم وجوب طرفین کے علما سب کے سب بالاتفاق یہی کہتے کہ لہو و لعب کی راہ سے (یعنی بلا ضرورت شرعی) دوسرے مذہب طرف نقل کرنا حرام ہے۔ مگر ضرورت پر جائز ہے۔ چنانچہ من جملہ قائلین وجوب طحطاوی نے کہا لئلا یکون فی الدین متلاعبا سیما فی ذالک الزمان لفساده یوما فیوما۔ انتہی۔ اور شرح ملتقی میں لکھا ہے و وجہہ انہ یتردد بین المذاهب صار متلاعبا بها کید لکھتا ہے۔ اما اذا انتقل لضرورۃ کان وجد تیسیرا فی اتباع المذهب الشافعی فلا یحکم بما ذکر انتہی اور عدم وجوب کے قائلیں سے مولانا بحر العلوم شرح مسلم الثبوت میں لکھتے ہیں۔ و لکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلہی فان التلہی حرام سیما کان فی التمذہب او فی غیره انتہی اور مولانا شاہ عبد العزیز۔ دہلوی نے بھی اپنے فتوی میں جو بادشاہ بخارا کے جواب میں لکھا ہے تین قسم کی ضرورت کے سوا بے سبب مذہب مخیر کی تقلید ترک کرنا قریب حرام فرماتے ہیں۔ کیونکہ وہ لہو و لعب ہے دین میں چنانچہ وہ فتوی یہ ہے،

فتویٰ رئیس المحدثین والمفسرین مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی

سوال اگر حنفی المذہب بعض احکام میں مذہب شافعی کا عامل ہو جیسے رفع الیدین وغیرہ کرے کیا حکم ہے جواب اگر حنفی المذہب بعض احکام میں شافعی پر عمل کرے تین وجوہات سے۔ ایک وجہ پر جائز ہے پہلی وجہ یہ کہ اس مسئلہ میں کتاب سنت کے دلیلیں ایسے اسکے پیش نظر ہوں کہ مذہب شافعی کو ترجیح دیسکے۔ دوسری یہ کہ ایک تنگی میں مبتلا ہووے کہ مذہب شافعی کے سوائے چارہ نہ ہے جیسے اس ملک میں احکام چاہ یا مفقود کے۔ تیسری یہ کہ کوئی شخص صاحب تقوی ہو۔ اور احتیاط پر عمل کرنا چاہے۔ اور احتیاط مذہب شافعی میں پاوے۔ جیسے صدقہ فطر دو سیر سے زیادہ دینا یا گوشت سوسمار نہ کھانا وعلی ہذا القیاس۔ لیکن ان وجہوں میں ایک دوسری شرط بھی ہے وہ یہ ہے کہ تلفیق واقع نہ ہو یعنے ترکیب کے سبب سے ایک ایسی صورت متحقق ہو کہ ہر دو مذہب میں روا نہ ہووے جیسا کہ فصد کو ناقص وضو جانے پھر اسی وضو سے نماز امام کے پیچھے بغیر قرات فاتحہ کے ادا کرے کہ یہ صورت کسی مذہب میں بھی روا نہیں وضو مذہبی حنفی پر باطل ہوا اور نماز مذہب شافعی پر اگر ان تین وجوہات کے سوائے حنفی کا اقتدا چھوڑ کے شافعی کا اقتدا کرے یا بالعکس تو مکروہ قریب حرام ہے کیونکہ وہ کھیل بازی ہے دین میں انتہی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں لکھتے ہیں ایک جماعت کہتی ہے کہ ایک مذہب سے دوسرے مذہب طرف نقل کرنا شہوت نفس واتباع ہوا وتتبع رخص کے لئے نہ ہو مگر یہ کہ دوسرے مجتہد کیطرف اعتقاد حقانیت کا غالب آوے اور اس کو افضل جانے اور ورع واحتیاط دوسرے مذہب میں زیادہ پاوے۔ یا کسی سخت واقعہ وحرج عظیم میں مبتلا ہو کہ بغیر دوسرے مذہب کے طرف نقل کرنیکے خلاصی نہ پاوے تب بحکم ضرورت روا ہوگا انتہی پھر اسی میں لکھتے ہیں کہ جو کوئی ان چار دروازوں سے یک دروازہ اور ان چار

راہوں سے ایک راہ پکڑا پھر دوسری راہ چلنا دوسرا دروازہ اختیار کرنا عبث و یاوہ
و بے فائدہ ہوگا۔ اور کارخانۂ عمل کو ضبط و ربط سے باہر ڈالنا۔ اور راہ مصلحت سے باہر
کرنا ہے یہ طریقہ متاخرین کا ہے اور شک نہیں کہ یہ طریقہ زیادہ محکم و مضبوط ہے انتہی۔
شیخ دہلوی نے مذہب معین و مجتہد کی ترک تقلید کو جو عبث و یاوہ فرمایا۔ سچ کہا کیونکہ
مذاہب اربعہ کی بنا تو زمانہ خیر القرون میں ہی ہوئی اور اسکی تبعیت و تقلید اس زمانے
کے بعد گیارہ سو برس سے کافہ اہل سنت میں بطریق واجب مختلف چلی آئی ہے اور دین کی
مصلحت و خوبی اور امور دین و دنیا کا ضبط بھی اسی میں ہے۔ یہی مختار و پسندیدہ اور
اسی میں خیر ہے کما قال الشیخ الدہلوی۔ اور مذہب اپنے ہر مقلد کو تمام مسائل عملیہ میں
اس کی پوری حاجت روائی کرتا ہے اور کسی ضرورت شرعی کے وقت دوسرے مذہب
کی تقلید کر لینا منع بھی نہیں۔ پس ایسے امر کو جو مجموعہ خیر و صواب ہے بے سبب ترک کرنا
کیونکر عبث و یاوہ نہ ہوگا۔ وہ اس کام کو کہتے ہیں جو بغیر ضرورت و حاجت اصلی کے ناحق کیا جاتے
پس مذہب معین کی تبعیت و تقلید بھی بغیر ضرورت شرعی کے چھوڑنا بے شک عبث و یاوہ
ہوگا جب آدمی کا نفس کسی ایک مذہب معین کا مقید و پابند نہ ہو احکام شرعیہ میں آپ
بے لگام سا مطلق العنان ہو جاوے تو یہ مطلق العنانی دین میں لہو و لعب بلکہ تلعب با شرعیہ
میں حیلہ جوئی کی طرف منجر ہونے والا چیز بھی حرام اور اس سے بچنا واجب اور واجب کو
ترک کرنا حرام ہے جب مذہب معین مجتہد معین کا تابع و مقلد ہو کر بلا ضرورت
شرعی دوسرے مذہب کی طرف نقل کیا کرنا دین میں لہو و لعب اور حرام ہو پھر مذاہب
اربعہ حقہ سے کسی ایک مذہب سے بھی کچھ کام ہی نہ رکھ کے غیر مقلد ہو جاوے زری لامذہبی
اور دین میں مطلق العنانی اختیار کرے بلکہ انواع واجبات شرعیہ کا انکار کر بیٹھے اور مسائل
فقہیہ فقہائے مجتہدین سے ہی دریافت کرنے کے لیے آیت فَاسْئَلُوا اَهْلَ الذِّکْرِ
جو حکم کرتی ہے اس کو نہ مانے۔ اور ہر غیر مجتہد۔ مجتہد مطلق کا تابع رہنا سلف و خلف

جمہور اہل سنت کا جو طبقہ ہے اس کو چھوڑ دیوے حدیث اِتَّبِعُوا السَّوَادَ الْاَعْظَمَ کا خلاف کرے تو یہ کام کس قدر ممنوع و حرام نہ ہوگا۔ فلیتامل۔

تکمل

جاننا چاہئے کہ مجتہدین کے چھ طبقے ہیں سب سے اعلیٰ مجتہدین فی الشرع کا طبقہ ہے جسکو مجتہد مطلق و مستقل کہتے ہیں جیسے وے چار امام جو مجتہدین مسلم الاجتہاد ہیں ان میں کسی ایک کو دوسرے کی تقلید نہیں اور راہ اجتہاد میں ایک دوسرے کا پیرو نہیں ہے۔

طبقہ دوم مجتہد فی المذہب ہے جیسے امام محمد و امام ابو یوسف وغیرہما۔ یہ اصول میں اپنے استاد امام اعظم کے مقلد ہیں اگرچہ بعض فروع میں خلاف کریں۔ طبقہ سوم مجتہد فی المسائل جیسے خصاف و ابی جعفر حسن کرخی سرخسی بزدوی وغیرہم یہ لوگ امام کی مخالفت نہیں کرتے نہ اصول میں نہ فروع میں لیکن استنباط مسائل کرتے ہیں امام کے اصول پر۔

طبقہ چہارم اصحاب التخریج جیسے رازی وغیرہ یہ لوگ اصول و ماخذ کو ضبط کرنے سے یہہ طاقت رکھتے ہیں کہ تفصیل کرے قول مجمل کو کہ یہ ذی وجہین ہے یا حکم مبہم ہے یا محتمل امرین وغیرہا۔ طبقہ پنجم اصحاب ترجیح ہیں جو ترجیح دیسکتے ہیں بعض روایات کو بعض پر کہ یہ اولیٰ ہے یا اصح۔ طبقہ ششم اصحاب قوی و ضعیف جیسے صاحب کنز و در مختار و صاحب وقایہ کہ یہ قدرت رکھتے ہیں قوی و ضعیف کے تمیز پر کہ یہہ ظاہر مذہب ہے یا ظاہر روایت۔ ان کے بعد طبقہ ہفتم صرف مقلدین کا ہے کہ ان کو غلبات پر تمیز تقلید مجتہد مستقل کے چارہ نہیں وبس یہاں پر معلوم ہوا کہ نیچے کے پانچ طبقے کے مجتہدین باآنکہ ایک ایک درجہ کے اجتہاد کا قوت رکھتے تھے لیکن مجتہد مطلق کے تابع اور اسی کے مذہب کے پابند تھے۔ فقہا تو سب کے سب مقلد مذہب و منتسب الی المذہب ہی ہیں۔ لیکن محدثین بھی جو منتسب الی المذہب ہیں سو سننا چاہئے کہ مولانا شاہ ولی اللہ محدث رسالہ انصاف فی سبب الاختلاف میں لکھتے ہیں کہ امام بخاری

طبقات شافعیہ میں شمار کیئے گئے ہیں امام تاج الدین سبکی نے ان کو طبقات شافعیہ
میں داخل کیا ہے۔ اور قسطلانی شرح بخاری میں کہا کہ امام سبکی نے ذکر کیا کہ ابو عاصم
نے بخاری کو طبقات شافعیہ میں شمار کیا ہے۔ اور ہی رسالہ انصاف میں مولانا شاہ
ولی اللہ محدث دہلوی نے امام مسلم شاگرد امام بخاری کو بھی طبقات شافعیہ میں شمار کیا
ہے اور امام ابو داؤد اور امام ترمذی کے حق میں فرمایا کہ یہ ہر دو مذہب امام احمد بن حنبل و
اسحاق کے طرف منتسب ہیں ایسا ہی ابن ماجہ اور دارمی بھی انتہی اور بعضوں نے ابو داؤد
کو شافعی المذہب کہا ہے اور امام ترمذی کو بھی بعضوں نے شافعیہ میں گنا ہے کذا فی
روضۃ الاسلام۔ اور مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے رسالہ بستان المحدثین میں
امام نسائی کے حق میں فرمایا کہ۔ او شافعی المذہب بود چنانچہ مناسک او بران دلالت
دارد اور حمیدی کے حق میں فرمایا کہ۔ او راز کبار اصحاب شافعی شمردہ اند۔ اور امام
بیہقی کے حق میں کہا کہ او نصرت مذہب شافعی است و بس۔ مخفی نرہے کہ یہ ائمہ محدثین
جو منتسب الی المذہب ہیں ان میں ایک امام بخاری کو امام رملی نے مجتہد بھی کہا ہے۔
کذا فی منح الباری۔ پس امام بخاری مجتہد ہو تو بھی مجتہد منتسب الی المذہب ہوے
منتسبین مذہب میں تو کئے مجتہد ہوے ہیں۔ امام بخاری بھی ویسے ہی مجتہد ہونا کیا عجب
مولانا شاہ ولی اللہ محدث رسالہ انصاف میں بحوالہ کتاب انوار منتسبین الی المذہب کے
تین قسم بتلاتے ہیں چنانچہ لکھتے ہیں کہ جو لوگ مذہب شافعی و ابی حنیفہ و مالک و احمد بن
حنبل کیطرف منتسب ہیں وے کئے قسم پر ہیں قسم اول عوام ہیں جنکی تقلید متفرع ہے منتسب
الی المذہب پر قسم دوم وہ لوگ ہیں جو ایک رتبہ اجتہاد کو بھی پہنچے۔ اور مجتہد دوسر ے
مجتہد کا محض مقلد نہیں ہوتا مگر منتسب ہوتا ہے اس مجتہد کی طرف بسبب چلنے اس کے
اسی مجتہد کی راہ پر اجتہاد میں۔ اور استعمال کرنے میں دلایل کے اور ترتیب دینے
میں بعض کو بعض پر قسم سوم متوسطین ہیں جو کسی رتبہ اجتہاد کو نہ پہنچے لیکن واقف

ہیں، اس امام مجتہد کے اصول پر اور قادر ہیں قیاس پر اس مسئلہ میں جو نہیں پائے نص اسکی امام سے جو منصوص کیا وہ اس کو یہہ بھی مقلد ہیں انتہی۔ اور بستان المحدثین میں مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی لکھتے ہیں کہ محدث طحاوی حنفی کی مختصر دلالت کرتی ہے اسبات پر کہ وہ مجتہد منتسب تھے نہ کہ مذہب حنفی کے محض مقلد کیونکہ اس میں کئی مسائل میں۔ مذہب ابی حنیفہ کا خلاف کئے ہیں۔ ان اقوال سے معلوم ہوا کہ منتسب الی المذہب مجتہد ہو تو بھی اجتہاد میں اوسی امام و مجتہد کی راہ چلتا ہے کہ جس کے مذہب کیطرف آپ منتسب ہے، اور یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ المجتہد منتسب کسی کسی مسئلہ میں اپنے متبوع کا خلاف کرنا اپنے قوت اجتہاد سے درست ہے اور جب تک ایسے درجہ اجتہاد کو نہ پہنچے تو مقلد و منتسب اپنے مذہب مخیر کی زنہار مخالفت نہیں کرتا اور نہ کیا۔ اور نہ کریں اور یہ بات معلوم ہوئی کہ کسی کسی مسئلہ فقہیہ میں مذہب کا خلاف کر کے عمل بالحدیث کرنا ویسے محدثین کا ہی کام ہے جو ایسے درجہ اجتہاد کو پہنچے ہوں بخلاف اس کے عوام بلکہ علماء غیر مجتہدین کو بدعوی عمل بالحدیث مذہب کی مخالفت نہیں پہنچتی۔ اگر کوئی ایسا کام کرتا ہے تو وہ خلاف طریقہ سلف و خلف اہل سنت ہے و بس **شگوفہ** منتسبین مذہب میں جو مجتہدین کہ کسی کسی مسئلہ میں اپنے متبوع کی مخالفت کر سکتے ہیں ایسے افراد چہار مذہب میں موجود ہیں جیسے حنفیہ میں امام محمد و امام ابو یوسف کہ یہ چند مسائل فرع میں اپنے قوت اجتہاد سے امام اعظم کا خلاف کئے ہیں۔ ان کے سوا امام اعظم کے تلامیذ میں اور چالیس آدمی ہیں جو درجہ اجتہاد کو پہنچے تھے اور ان کے بعد کے منتسبین مذہب میں امام طحاوی و امثالہ۔ اگرچہ یہ سب ایک درجہ کا قوت اجتہاد رکھتے ہیں۔ لیکن یہ درجہ درجہ اجتہاد مطلق سے نیچے کا درجہ ہے غرض کہ مذہب شافعی کے منتسبین میں امام بخاری ہوں یا اور کوئی محدث و فقیہ اور مذہب حنفی کے منتسبین میں امام محمد و ابو یوسف ہوں یا ان کے مانند متقدمین میں۔ یا امام طحاوی ہو یا ان کے مانند متاخرین میں۔ بدستور ایسے

ہی منتسبین مذہب مالکی و حنبلی کے یہ سب کے سب ہر چند ایک درجے کے مجتہد ہوں پر مجتہد منتسب الی المذہب ہیں لیکن وے ایسے مجتہدین نہیں ہیں جیسے چار امام کہ یہہ چار ائمہ خود محدث بھی تھے اور اعلےٰ درجے کے مجتہد بھی یعنے مجتہد مطلق اور خود بانی مذہب تھے نہ کہ ایک دوسرے کے مقلد نہ کسی مذہب کے طرف منتسب اور ایسے مسلم الاجتہاد کہ اوس زمانۂ سلف سے آج تک ساری جہان کے مجتہدین محدثین، علماء، فقہاء، عامۂ مومنین۔ غیر واحد جمہور اہل سنت بالاتفاق ان کو مجتہد مطلق مانتے ہیں۔ اور انکی راہ چلتے ہیں۔ تقلیداً۔ یا انتساباً فی الاجتہاد۔ اور ان کے بعد ان کے مانند کوئی مجتہد مطلق نہ ہوا۔ یہ بات تمامی اہل سنت کے اس متفق علیہ ہے جب علم حدیث و فقہ اور درجہائے اجتہاد۔ میں ان چار اماموں کا درجہ نہایت اعلیٰ ہے ویسے محدثین و فقہا باآنکہ انکو ایک درجۂ اجتہاد بھی حاصل تھا ان کے مذاہب کی طرف منتسب رہے ان کے سوا اور بہت سے محدثین ان کے مذاہب کے پابند و تابع رہے جیسے مذہب حنفی میں محدث عینی شارح بخاری کرمانی شارح بخاری شیخ ابن ہمام صاحب فتح القدیر شارح مواہب الرحمان ملا علی قاری شارح مشکوٰۃ شیخ عبد الحق دہلوی شیخ نور الحق دہلوی مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی مولانا شاہ عبد العزیز دہلوی مولانا اسحٰق دہلوی اور ان کے سوا بہت سے۔ جب اگلے پچھلے ایسے ایسے محدثین و فقہا مجتہد و غیر مجتہد تقلیداً یا انتساباً مذاہب اربعہ کے متعلق رہے پھر اس زمانہ میں ایسا کون ہے کہ ان مذاہب اربعہ حقہ سے کسی ایک مذہب کا مقلد و منتسب نہ ہووے اور کوئی ایک مذہب اختیار کرنے کی اسکو حاجت نہ پڑے۔ حالانکہ فی الواقع ان مذاہب اربعہ کی تبعیت و تقلید عین اتباع سنت ہے چنانچہ مولانا اسحٰق محدث مائۃ المسائل میں لکھتے ہیں۔ کہ مذاہب اربعہ کی اتباع بدعت نہیں نہ سیئہ نہ حسنہ بلکہ ان کی اتباع عین اتباع سنت ہے اور بھی لکھتے ہیں کہ چار مذہب کے مقلدین کو بدعتی نہ کہیں کیونکہ ان کی تقلید

فی الواقع حدیث کی تقلید ہے باعتبار ظاہر و باطن کے بس متبع حدیث کو بدعتی کہنا گمراہی و نکال ہے و بس۔ مذاہب اربعہ سے کسی مذہب کی اور مذہب کے امام کی تقلید عین اتباع سنت اسلیئے ہوئی کہ اس مذہب کا امام اپنے مذہب کے مسائل پر سند حدیث صریح کی بتلاتا ہے یا سند اجتہادی۔ چنانچہ امام اعظم کے طریق اجتہاد میں کتاب عقود الجواہر المنیفہ میں لکھتے ہیں کہ امام اعظم پہلے حدیث کو اختیار کرتے (یعنے صریح کو) جب ایک باب میں دو حدیث مختلف وارد ہوئیں اور ایک حدیث کے لئے ایک وجہ یا دلیل کی ہوتی جو موافق ہو دوسری حدیث کی جسکو نہو وے ظاہر میں مگر وجہ واحد پس ان ہر دو حدیث میں توفیق و تطبیق دیتے اور اگر اس مسئلہ میں حدیث رسول نہ پائی جاوے آثار صحابہ کو اختیار کرتے جو موافق ہو کتاب و سنت کے اسی کا نام اجتہاد ہے و بس انتہی۔ جب امام اعظم کے طریق اجتہاد میں حدیث کی اتباع معلوم ہوئی۔ اب معلوم کیا چاہیئے کہ امام اعظم کے پاس خدمانۂ صحابہ کی ثلاثی کے سبب احادیث کا سامان کسقدر جمع تھا۔ عقود الجواہر المنیفہ میں یحیی بن نصر بن حاجب سے لایا ہے انہوں نے کہا دخلت علی ابی حنیفۃ فی بیت مملو کتبا فقلت ما ھذہ قال ھذہ احادیث کلھا وما حدثت بہ الا الیسیر الذی ینتفع بہ فقلت حدثنی ببعضھا فاملی علی بن ساق الحدیث انتھی یعنے گیا میں ابو حنیفہ کی خدمت میں اس گھر میں جو بھرا ہوا تھا احادیث مکتوبہ سے میں نے کہا کہ یہ کیا ہے فرمایا کہ یہ سب احادیث ہیں۔ اور میں حدیث کی روایت نہیں کرتا۔ مگر جس حدیث سے انتفاع ہو) یعنے فقہ سے علاقہ رکھے۔ میں کہا کہ کوئی ایک حدیث بیان فرمائیے پس میری طرف متوجہ ہووے اور فضیلت ابوبکر و عمر کی حدیث ذکر کی و بس انتہی۔

گل

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ جو اعلی درجہ کے محدث اور پرلے درجے کے مجتہد مستقل تھے

حدیث کا سامان ان کے پاس اس قدر جمع تھا کہ حدیث سے ان کا ایک گھر بھرا ہوا
تھا۔ باایں آپ نے حدیث کی کتاب تصنیف نہیں کی جیسے موطا امام مالک رح کیونکہ
اس زمانۂ سلف میں کتابوں کی تصنیف و تالیف کی عادت بکثرت نہیں تھی مگر نہایت
شاذ و نادر۔ اور علم کو صحائف و دفاتر میں رکھنے سے ان دنوں سینے میں محفوظ
رکھنا بڑا کمال تھا۔ اس کے سوا امام کا بیشتر اشتغال حدیث سے استخراج مسائل
اور اس کے اصول و فروع کے استیعاب میں تھا پھر آپ کے مذہب کے کتب حدیث
یعنے مسانید امام اعظم جو مشہور ہیں امام بذات خود انہیں جمع نہیں کئے بلکہ دوسرے
ائمہ و علما آپ کے روایت کئے گئے۔ احادیث کو یکجا جمع کئے وہ ان ائمہ کے تخریجات
ہیں۔ لیکن اسکو امام کے طرف منسوب کرکے مسند امام اعظم کہا کرتے ہیں۔ چنانچہ
عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا کہ ایسے چودہ مسندیں ہیں۔ ان سے چار ہیں امام ابو یوسف
کی۔ اور ایک کتاب امام محمد کی جس کا نام آثار ہے اور ایک حسن بن زیاد لولوی کی۔
ان کی روایت امام سے بلاواسطہ ہے۔ اور ان کے بعد جو ائمہ کہ مسندیں جمع و مدون
کئے یہ ہیں مسند ابی محمد عبداللہ بن محمد بن یعقوب الحارثی البخاری۔ مسند ابی القاسم
طلحہ۔ مسند ابی نعیم۔ مسند احمد عبداللہ بن عدی جرجانی۔ مسند عمر بن حسن اشنانی
مسند ابی الحسین محمد بن مظفر۔ یہ چھے امام حفاظ حدیث تھے۔ مسند امام ابی بکر احمد بن
محمد بن خالد الکلاعی۔ و مسند ابی بکر محمد بن عبدالباقی الانصاری۔ مسند ابی القاسم
بن محمد بن ابی العوام السعدی۔ و مسند ابی بکر المقری۔ مسند حسین بن محمد بن خسرو و مسند
امام حصفکی۔ ان تمام مسندوں کو جمع کرکے محمد بن محمد خوارزمی نے ایک مسند لکھا ہے جس
کا نام جامع المسانید رکھا ہے متوفی سنہ ۶۷۵ ہجری۔ امام خوارزمی نے بعض مسانید کو سماع
متصل سے پایا ہے اور بعضوں کو بالاجازت اور بعض مندرج ہیں اجازت عامہ کے
تحت میں انتہی۔ لیکن ان سب مسندوں میں مشہور ترین یہ مسند ہیں۔ مسند خوارزمی

مسند محمد بن یعقوب۔ مسند حسین بن محمد۔ چنانچہ مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی
بستان المحدثین میں لکھتے ہیں۔ کہ ان تینوں مسند کی اجازت آپ کو پہنچی ہے اور امام عبدالوہاب
شعرانی میزان کبریٰ میں لکھتے ہیں۔ جسکا ترجمہ یہ ہے کہ اللہ کا احسان ہے کہ میں نے امام
ابوحنیفہ کے تینوں مسندیں مطالعہ کیا اس میں امام نے بزرگان تابعین سے احادیث روایت
کی ہے وے راویان تابعین سب کے سب عادل اور ثقات ہیں جو خاص زمانہ خیر القرون
والے ہیں جیسے اسود۔ علقمہ۔ عطا۔ عکرمہ۔ مجاہد۔ مکحول۔ حسن بصری۔ اور ایسے ہی بزرگان
یہ سب راویاں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امام اعظم کے درمیان ہیں وے سب کے
سب ثقات وعدول ومشاہیر اخیار سے ہیں اس میں کوئی مطعون بالکذب نہیں۔ انتہی
پھر اسی میں لکھتے ہیں۔ کہ مذہب امام حنیفہ کے دلایل حدیث میں کوئی حدیث ضعیف نہیں
کیونکہ امام اعظم کا راوی یا تو صحابی ہے یا تابعی نادر کہیں۔ تبع تابعی۔ یہ تین سے زیادہ۔
نہیں پس یہ سب جرح سے سلامت ہیں پھر وہ کیا ہے جو بعض متاخرین نے امام اعظم کی کسی
حدیث کو ضعیف ٹھرایا۔ اس کا جواب یہ کہ اس ضعف کا وجہ یہ ہے کہ امام اعظم کے وفات
کے بعد اس حدیث کی روایت میں دوسرے کسی راوی کا دخل ہو گیا ہے اور وہ راوی محدثون
کے پاس ضعیف ہے اس لیے وہ حدیث بھی ضعیف ٹھری۔ یا وہ حدیث امام اعظم کی
طریق کے سوا دوسری ضعیف طریق سے روایت کی گئی اسلیئے پچھلوں کے پاس وہ
حدیث ضعیف ٹھری وگرنہ امام اعظم کے ویسے قوی راویوں کے نظر کرنے اُس زمانہ میں
وہ حدیث صحیح ہی تھی وبس۔ ہم نے امام اعظم کے تینوں مسندیں دیکھیں اس کی ہر حدیث
فی نفسہ صحیح ہی نظر آئی اگر صحیح نہوتی امام اس سے استدلال نہ کرتے (چنانچہ خود امام
اعظم نے فرمایا۔ اذا صح الحدیث فھو مذھبی یعنے حدیث جب صحت کو پہنچتی وہ
میرا مذہب ہے) پس ویسی حدیث کہ فی حد ذاتہ صحیح ہے کہ زمانہ تابعین میں جس
کی صحت ہو چکی پھر بعد ازاں اس کی روایت میں کسی مطعون وضعیف راوی کا

داخل ہونا کچھ نقصان نہیں پہنچاتا۔ پس واجب ہے ہم پر عمل کرنا امام اعظم کی حدیث پر اگرچہ انکا غیر اس کو روایت نہ کرے پس اگر تو امام اعظم کے مذہب اور مسندوں کی حدیث دوسرے محدثوں کے کتابوں میں نہ پایا تو اس کو ضعیف مت سمجھ انتہی۔ ملخصہ اور شیخ عبد الحق محدث دہلوی شرح سفر السعادت میں شیخ ابن ہمام محدث سے نقل کرتے ہیں کہ اعتماد حدیث کا ائمہ مجتہدین و اکابر سلف کے تصحیح و تنقید پر ہے جب یہ بزرگان سلف کسی حدیث کو تلقی بالقبول کرلیں اور اسپر عمل کریں۔ بخاری و مسلم و دیگر محدثین کی تقلید سے ان پر انکار و اعتراض کرنا جائز نہیں۔ بلکہ یہ زبردستی و مکابرہ ہے و بس انتہی۔ کیونکہ امام بخاری و مسلم و امام اعظم کے ایک سو برس کے بعد ہوئے ہیں۔ بُعد زمان کے سبب ان کے حدیثوں کی روایت میں عن فلان عن فلان بہت سے راویوں کا دخل ہوا ہے ان میں البتہ کوئی ضعیف اور چنان و چنیں ہوگا اس لئے بخاری و مسلم اپنے قاعدے کے موافق اس حدیث کو ضعیف ٹھہرایا لیکن جو حدیث کہ زمانۂ سلف میں صحابی یا تابعی کی روایت سے صحت کو پہنچ گئی ہو پھر پچھلے محدثین کے قاعدے پر ہم بھی فی الواقع اس کو ضعیف سمجھنا زنہار جائز نہیں چنانچہ یہ نکتہ عقول سلیمہ پر روشن و مبرہن ہے و بس۔ فقط اور عقود الجواہر المنیفہ میں لکھا ہے کہ امام ابی حنیفہ کے مذہب کے احادیث اکثر صحیح و حسن ہیں۔ اور کوئی ضعیف نظر آئی تو بھی اس کے طرق بہتیرے تک ہیں۔ اور معلوم ہے یہ بات کہ جس حدیث ضعیف کے طرق زیادہ ہوں وہ اس کثرت طرق کے سبب قابل احتجاج ہوتی ہے۔ عند المحدثین ایسے احادیث دوسرے مذاہب میں بھی بہت سے ہیں۔ و بس انتہی۔ اور کتب حدیث میں بھی فقط۔

گل

امام الائمہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کی اعلیٰ درجہ کی محدثی اور ان کے پاس حدیث کی جمعیت اور ان کے احادیث مرویہ کی کثرت اور صحت و قوت۔ اور ان کے راویوں کی عدالت

جونکہ ظہور ہوئی۔ اس سے یہ امر بھی بخوبی ثابت ہوا کہ امام کو حدیث میں روایت و درایت بدرجہ اکمل حاصل ہے۔ روایت حدیث کا ثبوت تو ان کے ۱۴ مسندوں سے اور عقود الجواہر المنیفہ سے ظاہر ہے۔ باقی رہی درایت۔ درایت میں یہ بات بھی ہے کہ محدث کو حدیث کے اسنادوں کی تفصیلی حالات پر اور لفظ حدیث کے معانی و مطالب پر جو قواعد عربیت اور ضوابط شریعت کے موافق ہوں۔ آگہی رہے۔ سو یہ بھی اس امام ہمام کو بخوبی حاصل ہے۔ چنانچہ آپ تو تابعین کرام کے ہم زمان تھے۔ اور قدمائے تابعین سے ملاقات و صحبت رکھتے ہیں۔ اور تین سو تابعین سے بطریق سماع متصل حدیث کی روایت کرتے ہیں۔ اور آپ کے کل استادان حدیث چار ہزار تک ہیں اور آپ کے راویاں سب کے سب تابعین ہی ہیں۔ نادر تبع تابعی ہوگا۔ پس آپ ان راویوں کا ورع و تقویٰ و ضبط و عدالت، حفظ و صداقت و دیگر تفصیلی حالات بخوبی جانتے ہیں اور بذات خود تحقیق کئے اور بچشم خود دیکھے ہیں۔ پچھلے محدثوں کو بعد زماں کے سبب حدیث کے پہنچنے میں دیگر راویوں کا دخل ہونے اور اوپر کے راوی سے ملاقات نہ ہونے سے عن فلان عن فلاں ہر راوی کی عدالت وغیرہ میں جسقدر زیادی تلاش و تفتیش کی حاجت و ضرورت لاحق تھی امام اعظم کو قرب زماں کے سبب ایسی حاجت و ضرورت لاحق نہیں تھی اسی لئے کہتے ہیں کہ روایت حدیث میں امام اعظم کی سند عالی ہے اور آپ کے پاس صحت یافتہ حدیث کی معارض نہ امام بخاری کی حدیث ہو سکتی ہے نہ امام مسلم وغیرہ کی کما مر۔ اور جب امام اعظم بہ تبحر علم حدیث احادیث کے عموم و خصوص اطلاق و تقیید وغیرہ پر فہم اجتہادی سے پے لیجا کے استخراج مسائل و استنباط احکام کریں اور قوت اجتہاد مطلق رکھیں اور اسباب میں محدثین مجتہدین آپ کو استاد مانیں۔ پھر عربیت و شریعت کے قواعد کے مطابق حدیث کے معانی و مطالب پر کسقدر واقف نہ ہوں۔ یہ کیا چیز ہے کہ ہر ایک محدث بھی جانتا ہے چہ جائیکہ امام اعظم سے ایسے اعلیٰ درجہ

کے محدث اور بڑے درجہ کے مجتہد مطلق رضی اللہ عنہ **شگوفہ** روایت و درایت کے ثبوت و غیر ثبوت کے بحث سے قطع نظر بالفعل ہمکو مسائل مذہب حنفی کے احادیث سے سروکار ہے فقط یہ تو امام اعظم کے مسانید میں موجود ہیں اس کے سوا آپ کے مذہب کے فقہاء محدثین بھی اپنے کتابوں میں وے احادیث بتلادئے ہیں جیسے کرمانی شرح بخاری میں۔ عینی شرح بخاری میں شیخ ابن ہمام فتح القدیر میں اور عینی شرح ہدایہ میں وغیرہم اور کتاب مواہب الرحمٰن کا شارح تو مسائل مذہب حنفی کے دلایل بخاری و مسلم سے ہی بتلاتا ہے۔ وبس

گل

امام اعظمؒ جو سن ہجری اسی میں پیدا ہوئے۔ اور صحابہ کا زمانہ باعتبار موت آخر صحابی ابو طفیل کے سن ایک سو دس تک تھا اور امام اعظم کی تیس سال کی عمر صحابہ کے زمانہ میں گذری اس عمر میں آپنے بالاتفاق چار صحابہ سے ملاقات اور ان سے حدیث کی روایت کی ہیں۔ جیسے عبد اللہ بن اوفیٰؓ اور انسؓ اور سہل بن سعدؓ اور ابو طفیلؓ ان کے سوا انیسؓ عبد اللہؓ سے اور عایشہ بنت عجردؓ سے اور واثلہؓ سے بھی ملاقات اور حدیث کی روایت علما ثابت کرتے ہیں اور کوئی اس سے بھی زیادہ لکھتے ہیں علی الاختلاف چنانچہ چارگلشن میں اس کا ذکر بحوالہ کتب معتبرہ گذرا۔ اور شرح سفر السعادت میں لکھا ہے کہ اصحاب امام ابو حنیفہ رح کہتے ہیں کہ امام اعظم نے صحابہ کی ایک جماعت کو پایا اور ان سے احادیث کی روایت کی ہے اور ان کی ایک مسند ہے کہ جو حدیثیں صحابہ مذکورین سے پائے ہیں اس میں مروی ہیں لیکن تلاقی زمان بیس صحابی سے زیادہ کا امام اعظم کو ہوا ہے یعنے امام کے زمانے میں یہہ صحابہ زندہ تھے چنانچہ انکی تاریخ وفات سے معلوم ہوتا ہے، جیسے طارق بن شہابؓ سنہ ۸۳ھ عمر بن ابی سلمہؓ سنہ ۸۳ھ عمرو بن الحریثؓ سنہ ۸۵ھ واثلہ بن اسقعؓ سنہ ۸۵ھ بسر بن ارطاتؓ سنہ ۸۶ھ صدی بن عجلانؓ سنہ ۸۶ھ عبد اللہ بن ابی اوفیٰؓ سنہ ۸۷ھ [illegible]

عبد السلمی ۸۷ھ سہل رضؓ بن سعد ساعدی ۸۸ھ عبد اللہ رضؓ بن بسر ۸۸ھ عبد اللہ بن حارث بن جزء ۸۸ھ عبد اللہ بن ثعلبہ ۸۹ھ سایب بن یزید ۹۱ھ مقدام بن معدی کرب ۸۷ھ مالک بن اوس ۹۲ھ انس رضؓ ۹۳ھ مالک بن حویرث ۹۴ھ محمود بن لبید ۹۶ھ عبد اللہ بن حارث بن نوفل ۹۹ھ اسعد بن سہل حنیف الانصاری ۱۰۰ھ قبیصہ بن ذویب ۱۰۰ھ اور ایک روایت سے اسی برس کے سال۔ عامر بن واثلہ ابو الطفیل ۱۱۰ھ کذا فی صداء الحق عن کتب التواریخ جب ملاقات در روایت اور تلاقی زمان اتنے صحابہ سے امام اعظم رح کو ثابت ہے محدثین مورخین کی ایک جماعت امام اعظم تابعی ہونے پر اتفاق کی ہے جیسے امام دار قطنی۔ ابن سعد۔ خطیب بغدادی۔ ذہبی۔ ابن حجر مکی۔ ولی عراقی سیوطی۔ ملا علی قاری۔ اکرم سندی۔ ابو معشر۔ عبد اللہ بن مبارک۔ حمزہ سہمی یافعی۔ جزری۔ تورپشتی۔ ابن جوزی۔ صاحب کشف الکشاف۔ کردری۔ ابن الصلاح اور بھی ان کے سوا بہت سے۔ کذا فی اقامۃ الحجہ۔ اور تابعی ہونے کیلئے صحابی سے ایک ملاقات بھی بس ہے اگرچہ اس سے حدیث نہ سنے کما صححہ ابن الصلاح والنووی وغیرہما جب امام اعظم کو صحابہ سے رویت اور روایت بھی ثابت ہے پس تابعی ہونے میں کیا شبہ اور تاریخ عجلی میں لکھا ہے کہ کوفہ میں جو امام کا وطن ہے ڈیڑھ ہزار صحابہ اور غریبہ فرقیا میں چھسو صحابی آن کے رہتے تھے پس امام کو ایک جماعت صحابہ سے ملاقات اور تلاقی زمان ہونا کیا عجب مخفی نہ ہے کہ تابعین کرام کے کئے مذاہب مدون ہوئے تھے پر سب باقی نہ رہے لیکن تابعین سے جس امام و مجتہد کا مذہب ابتک باقی رہا یہی ایک مذہب حنفی ہے وبس باقی تینوں مذہب کے امام بالاتفاق تبع تابعین ہیں اور بعضوں نے امام احمد کو تبع تابعین میں بھی نہیں شمار کیا۔ واللہ اعلم

گل

اگر مذہب حنفی کے کسی مسئلہ پر حدیث صریح۔ بخاری و مسلم وغیرہما میں نہ ملے تو یہ جرم و

یقین نہ کریں کہ وہ مسئلہ فی الواقع خلاف حدیث ہے یا مجرد قیاس جیسا کہ اس زمانے
کے بعض لوگ ایسی جرأت کیا کرتے ہیں۔ بلکہ یہہ سمجھنا چاہیے کہ اس مسئلہ کی حدیث امام
اعظم کو ملی اور ان کی تحقیق پر صحت کو بھی پہنچی ہو لیکن امام بخاری و مسلم کو جو امام اعظم سے
سو برس کے بعد ہوئے بعد زماں کے سبب نہ ملی یا ملی پر امام بخاری و مسلم اپنے شروط پر
اسکو صحیح نہ پانے سے چھوڑ دئے ہوں یا ان کے پاس بھی صحیح ہوی پر داخل کتاب نہ ہوئی
یا وہ حدیث بخاری و مسلم میں نہ ہو تو صحاح ستہ کے باقی چار کتابوں میں ہوگی۔ اگر ان
میں بھی نہوں جیسے کتابوں کے سوا حدیث کے بہت سے کتابیں ہیں جیسے کئے مسانید معاجم
موطآت مستدرکات سنن۔ جوامع وغیرہا سو ان میں پائی جائیگی کہ احادیث رسول کچھ صحاح
ستہ پر ہی منحصر نہیں اور اگر کسی مسئلہ حنفی کے خلاف میں کوئی حدیث صحیح بھی نظر آوے
تو یہ سمجھیں کہ اسکی معارض دوسری حدیث قولی یا فعلی اس مسئلہ کی سند حنفیہ کے کتب
میں موجود ہوگی یا وہ مسئلہ اجماع صحابہ قضایای صحابہ سے لیا گیا ہو یا اس باب میں
احادیث مختلف وارد ہونے یا خود راوی کو اسمیں شک واقع ہونے سے اس حدیث کو
اس کے حال پر رکھ چھوڑ کے امام نے وہ مسئلہ قرآن سے استنباط کیا ہو۔ یا کسی راوی
کی روایت میں اضطراب لفظی و معنوی واقع ہونے سے اس حدیث کو بھی اس کے حال
پر رکھ چھوڑ کے احتیاطاً اجتہاد کو کام فرمایا ہو۔ جب انہی صورتیں محتمل ہیں پھر بلا تحقیق
اوس مسئلہ کو قیاسی کیونکر کہہ بیٹھیں۔ مسائل قیاسیہ چاروں مذہب کے اور ہیں جو جمع ہو چکے
ہیں ان کے سوا جس مسئلہ پر آپ کو حدیث نہ ملے اس کو قیاسی کہدینا بڑا ظلم ہے۔ بلکہ اس
کو قیاسی ٹھہرانے والے کو یہ ضروری ہے کہ روئے زمین پر جتنی بھر کتابیں قسم حدیث کی ہیں۔
سب کو جمع کرکے اسمیں ڈھونڈیں کہ حدیث صحیح اسپر ہے یا نہیں اگر اسمیں بھی نہ ملے۔ اجماعی
مسئلے جو بیس ہزار سے زیادہ ہیں ان سب کو جمع کرکے اس میں وہ مسئلہ تجسس کریں اس
میں بھی نہ ملے تو قرآن مجید کے پانسو آیتیں جس سے احکام اخذ و استنباط کئے گئے ہیں

ان احکام مستنبطہ و ماخوذہ میں تلاش کریں جب ان سب میں وہ مسئلہ نہ ملے تب کہہ سکتے ہیں
کہ یہ مسئلہ قیاسی ہے پھر اسکے خلاف میں اگر حدیث صریح مل جاوے بیشک اس مسئلہ کو چھوڑ
کے اس حدیث پر عمل کر سکتے ہیں لیکن اس زمانے میں ایسا کون محدث و مجتہد ہے جو
ایسی تحقیق و تنقید کر کے حکم کرے۔ علم حدیث و فقہ میں مہارت تمام رکھنے والے بڑے بڑے
علما سے یہ کام نہو سکا سوائے بیان اختلاف کے گریز نہ پائے پھر اس زمانہ میں ویسا فرد کہاں
اگر کوئی اس بات کا دعویٰ کرے وہ اسکا خیال خام اور محض اٹکل ہے۔ و بس۔

گل

امام اعظم رح کے فضائل و کمالات اور مناقب اسقدر زیادہ ہیں کہ خاص اسیکے ذکر میں
بڑی بڑی کتابیں اگلے ائمہ و بزرگان دین نے تصنیف کی ہے جن کا عدد پندرہ سولہ تک
پہنچا ہے اور شمول کے راہ سے تو بہت سے کتابیں ہیں۔ تعلیق ممجد لموطا امام محمد میں لکھتے
ہیں کہ امام اعظم رح کے فضائل و مناقب سے عقل انسان کی عاجز ہے ان کے مناقب میں
حنفیہ کے سوا اور دوسرے مذاہب کے علمائے اعلام کتابیں تصنیف کئے ہیں اور نہیں طعن
کیا ہے امام پر کوئی مگر متعصب و جاہل۔ اور طعن کرنے والا اگر محدث شافعی ہوگا تو ہم اسپر
انکی مناقب کی کتابیں جو اس کے علمائے مذہب تصنیف کیے ہیں پیش کرینگے۔ جیسے امام
جلال الدین سیوطی محدث کی تبئض الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ اور ابن حجر مکی محدث کی خیرات
الحسان فی مناقب النعمان اور ابن خلکان کی تاریخ اور امام یافعی کی مرات الجنان۔ اور امام
عسقلانی شارح بخاری کی تقریب اور امام نووی کی تہذیب۔ اور امام غزالی کی احیاء العلوم
وغیرہا۔ اگر وہ شخص مالکی ہوگا تو اس کے علما جو مناقب امام اعظم کے لکھیں ہیں بتلادیں گے
جیسے حافظ الحدیث ابن عبدالبر وغیرہا۔ اگر وہ شخص حنبلی ہوگا تو اس کو اس کے علماء مذہب
کے کتابوں سے آگاہ کرینگے۔ جیسے تنویر الصحیفہ فی مناقب ابی حنیفہ یوسف بن عبدالہادی
وغیرہ اگر وہ شخص مجتہدیت ہے ہوگا تو ہم اس کو مجتہدین محدثین کا کلام سنادیں گے،

(جیسے امام مالک و امام شافعی و امام احمد بن حنبل اور دیگر بزرگان زمانہ خیر القرون کے اقوال جو امام اعظمؒ کے مناقب میں آئے ہیں) اور وہ اگر عامی لامذہب ہوگا تو وہ چار پایوں سے ہے بلکہ اس سے زیادہ بھٹکا۔ انتہی۔

گل

جب مذہب حنفی حدیث کے معانی و مطالب کا ایک مجموعہ ہے اور سر ہے سب مذاہب اہل سنت کا اور سنت معروفہ کے ساتھ زیادہ تر موافقت رکھتا ہے اور امام اعظم سرآمد ائمہ مجتہدین ہیں اور ان کے فضائل و مناقب اور ان کے مذہب کی حقانیت و نورانیت زمانہ خیر القرون کے محدثین و مجتہدین خصوصاً اور اس زمانہ سے آج تک چاروں مذہب کے علماء و فقہاء و محدثین و صوفیا عموماً بیان کرتے آئے ہیں اور آپ کا مذہب عراق عرب و عجم اور بلاد روم اور ماوراء النہر و سمرقند اور ولایت ہند و سند اور اکثر اہل خراسان میں جاری ہوا یہاں تک کہ روئے زمین کے دو ثلث مسلمان تک آپ کے مذہب پر چلتے ہیں اور انکی صدہا اہل کمال درجۂ امامت و ولایت و قرب الٰہی کو پہنچے ہیں پھر اگر کوئی متعصب آپکے فضائل و مناقب اور مذہب و مشرب کے درمیان کچھ جرح و قدح کرے اس کا قول اسر اسر باطل ہے سے ہمہ شیران جہاں بستۂ ایں سلسلہ اند ؛ روبہ از حیلہ چساں بگسلد ایں سلسلہ را

نغمۂ دلکشا

اب تمامی مومنین اہل سنت کے حق میں یہی بہتر اور دین کی حفاظت اسی میں نظر آتی ہے کہ چاروں مذہب کو من حیث المجموع برحق جانیں۔ فقہیات و عملیات سے علاقہ رکھنے والے احادیث کے معانی و مطالب کے فہم میں ان چار ائمہ مجتہدین کی اتباع کریں۔ اور ان چار مذاہب سے جو مذہب آپ اختیار کئے ہوں اسی پر رہیں مگر بوقت ضیق و ضرورت دوسرے مذہب کے کسی مسئلہ پر بھی بے شک عمل کر سکتے ہیں۔ وے چار امام بزرگان سلف تابعین تبع تابعین سے ہیں۔ زمانۂ خیر القرون میں اپنے شروط کے موافق

اپنے احادیث مستندہ کی تحقیق و تصحیح کر چکے ہیں اور وے اعلیٰ درجے کے محدث ہو کے درجہ اجتہاد مطلق کو بھی پہنچے ہیں اور وے ایسے مجتہدین مسلّم الاجتہاد ہیں جنکو ساری امت تلقی بالقبول کی ہے اسیواسطے جمہور اہل سنت ان ہی کی تقلید کرتے آئے بلکہ خود ائمہ محدثین ان کے مذاہب کی طرف منتسب ہوے اور وے ائمہ اربعہ رضوان اللہ علیہم دین محمدی میں اپنے طرف سے کچھ نو ایجاد نہیں کیے۔ معاذ اللہ من ذالک بلکہ وے نائبان نبی حامیان دین محمدیؐ مبلغان شریعت نبوی و حاملان حدیث مصطفوی ہیں کہ حدیث کے ہی معانی و مطالب کو مسائل فقہیہ کی صورت پر امت رسول کو سمجھانے اور عملیات کیلیے ایک ایسی شاہراہ ٹھہرائے کہ ہر کوئی بے روک ٹھوک چلا کرے غرض وے پیشوایان ملت و استادان امت ہیں پس ان کو پیشوا و استاد مان کے ان ہی کی تبعیت و تقلید کیا کریں کہ جمہور اہل سنت کی یہی راہ ہے ایساہی گروہ محدثین اہل سنت خصوصاً امام بخاری و امام مسلم اور ان کے بعد ابوداؤد و ترمذی۔ نسائی۔ ابن ماجہ اور ان کے سوا جتنے محدثین کہ مقلدین مذاہب اربعہ ہیں اور جو اصحاب ظواہر ہیں یہ سب بھی وارثان رسول جامعان و حاملان احادیث و آثار ہیں کہ فقہ و عقاید اور عموماً تمامی امور دینیہ میں جو احادیث و آثار آئے ہیں ان سب کو اپنے شروط کے موافق تحقیق کر کے یکجا جمع و مدون کیے اور راویوں کے نام و نشان کے ساتھ لفظ حدیث بتلائے اور راویوں کے حالات تفصیلی کھوج کر کے حدیث کے درجے ٹھہرائے اور تبلیغ حدیث کی بخوبی ادا کیے اور اسیطرح علماء عقاید و عرفای علم تصوف بھی مقتدایان امت ہیں جو عقاید اور اعمال قلبیہ کے مسائل کو قرآن و حدیث اور اقوال و افعال بزرگان سلف سے مدلل کر کے بتلائے۔ اسیطرح گروہ مفسرین بھی اساطین ملت ہیں کہ تفسیر و تاویل کو شاہدان نزول وحی کے فہم کے موافق بتلائے اور حدیث و اثر سے مدلل کیے غرض یہ پانچو گروہ بھی نائبان حضرت سید المرسلین حامیان دین متین ہیں کہ اپنی سعی جمیل سے دین محمدیؐ

کو نبھاتے ہوئے قیامت تک لے چلے ہیں ساری امت پر ان بزرگواروں کا احسان عظیم ہے
شَکَرَ اللّٰہُ سَعْیَہُمْ۔ اگر ان بزرگوں کا واسطہ نہوتا دین ملت خصوصاً عقاید واعمال
میں طریقۂ اہلسنت ہمکو کہاں ملتا۔ جزاہم اللہ خیر اعنا وعن سایر المسلمین الی یوم الدین۔

شگوفہ

اور وہ جوان پانچ گروہ کے بہ نسبت تعصب کا ایک معاملہ بھی اوایل میں رو دیا ہے چنانچہ
مذاہب اربعہ سے کسی ایک مذہب کے مقلدین میں بعض ایسے لوگ بھی ہوئے ہیں کہ دوسرے
مذہب پر یا اہل مذہب پر یا اس مذہب کے امام ومجتہد پر اس کے علم وفضائل میں۔
تعصب کے راہ سے یا بے تحقیقی کے سبب جرح واعتراض کئے ہیں۔ جیسے چند مقلدین
مذہب شافعی نے۔ مذہب حنفی کے مسائل واحادیث پر جرح کیا ہے بلکہ خود بعض محدثین اصحاب
ظواہر کے بھی طبیعت میں فقہا کے بہ نسبت یک گونہ تعصب تھا۔ سو دے بھی کچھ جرح کئے
ہیں۔ اور چند روافض مشرب امام اعظم کے بعض فضائل وکمالات میں رد وانکار سے پیش
آئے ہیں۔ اور خود روافض بھی امام اعظم پر کئے مطاعن اور تہمتیں کر گئے ہیں۔ بلکہ اسکو
بزرگان اہل سنت کیطرف منسوب اور ان کے بعض کتابوں میں الحاق کر دئے ہیں اور
پیچھے کے بعض لوگ شیعہ کے الحاق وغیر الحاق میں فرق نکر کے اپنے رسائل وکتب میں
بلا تحقیق نقل بھی کر دئے ہیں اور اسیطرح امام بخاری ومسلم خصوصاً ان کے بعد کے محدثین
کے حق میں بھی کسی کہنے والے نے کچھ کچھ کہہ گیا اور جرح وطعن کر دیا ہے اور اسیطرح علماء
علم عقائد وصوفیہ کرام اور مفسرین عظام کے بہ نسبت بھی کسی نے جرح وقدح کیا ہے حتیٰ
کہ اہل بیت وصحابۂ کرام کے ساتھ بھی ایسا معاملہ ہو چکا ہے جیسا خوارج اہل بیت رسول پر
صدہا جرح وطعن لکھے ہیں اور روافض دو ہزار طعن واعتراض صحابۂ رسول پر کئے ہیں،
غرض کہ سلف وخلف کے بزرگان اہل سنت سے کوئی طبقہ مخالفوں کے جرح سے سالم
نہیں رہا اور طاعنوں کے طعن سے بچا نہیں۔ پس ہم سب اہل سنت کو چاہئے کہ ان بزرگوں

کے بہ نسبت کوئی قول جرح وطعن کا دیکھنے یا سننے میں آوے تو اس کو دل میں جگہ نہ دیں۔
اور بحکم ع باطل است آنچہ مدعی گوید، اس کو باطل جانیں۔ بلکہ ان بزرگوں کے فضائل
ومناقب کے کتابیں دیکھیں تا دوستان خدا کے ساتھہ بد عتقادی جو عقوبت کا سبب ہے
پیدا نہو ہمکو بھی ضرور ہے کہ جن بزرگوں کی بزرگی قرآن وحدیث سے یا سلف
صالحین کے اقوال سے یا چند اہل بدعت وضلالت دشمنان اہل سنت کے سوا سلفاً وخلفاً
جمہور اہل سنت واکابر علمائے امت کے اقوال سے بالاتفاق اور بکثرت ثابت ہوئی ہے
ان سب حضرات کو مقتدایان وپیشوایان امت اور اساطین دین وملت جانیں اور ہر
طبقے کو اس کے درجے پر ثابت رکھہ کے ہر فن کا مسئلہ اس فن کے حامل ومتکفل کے ہی
طرف رجوع کریں لیکن سب کے ساتھہ حسن اعتقاد یکساں رکھیں ایسا نہو کہ ایک کا اقرار
دوسرے سے انکار کہ یہ محض غلو وتعصب ہے جیسا اس زمانہ میں بعض عوام متعصبین عمل
بالحدیث کے دعوے میں ایسا غلو کرتے ہیں کہ مذاہب اربعہ ائمہ مجتہدین کی تقلید کو شرک
کہتے ہیں اور بکمال جرأت وجسارت اس پر یہ آیت پڑھتے ہیں اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ
وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اور ان اماموں کے مقلدین کو مشرک اور ان
اماموں کو ان کے خدایان ٹھہراتے ہیں معاذ اللہ من ذالک کَبُرَتْ کَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ
اَفْوَاهِهِمْ اِنْ يَّقُوْلُوْنَ اِلَّا كَذِبًا مخفی نہ رہے کہ اس آیت کو اللہ تعالےٰ نے یہود و
نصارا کے حق میں نازل فرمایا کہ ان کے احبار ورہبان بغیر فرمانے خدا کے اور بغیر
بتلانے ان کے رسول کے محض اپنے طرف سے کسی چیز کو حلال اور کسی چیز کو حرام
ٹھہرایا کرتے تھے اور وے یہود ونصارا بلا تحقیق ان کی تقلید کیا کرتے اور ان ہی کے
موافق حرام وحلال کا اعتقاد رکھتے تھے سو خدائے تعالےٰ انکا رد کرتا ہے کہ وے
ان کو خدایان ٹھہرا لیئے اللہ کے سوا اور بس۔ یہ تو بے شک شرک ہے بخلاف اس کے
حضرات مجتہدین جو کسی چیز کو اپنے طرف سے نہ حلال ٹھہرائے نہ حرام۔ بلکہ اس کی

حلیت وحرمت پر یا قرآن کی آیت پڑھتے ہیں یا حدیث۔ چنانچہ وے دلائل ان کے کتب میں موجود ہیں۔ اور ان کے مقلدین حدیث و قرآن کے فہم مطالب میں ان کو پیشوا و استاد مان کے ہی ان کی تقلید کرتے ہیں۔ پھر یہ شرک کیونکر ہوگا۔ اور بعض متعصبین تقلید مذہب کو بدعت اور مقلدین کو بدعتی کہتے ہیں حالانکہ مسائل فقہ چاروں مذہب کے فی الواقع معانی و مطالب ہیں۔ قرآن کے اور احادیث و آثار کے پس جس کا اصل شرع میں ثابت ہو وہ کیونکر بدعت ہوگا پھر ائمہ اربعہ کی تابعت کو جو عین اتباع سنت او سنت حکمیہ ہے۔ شرک یا بدعت نام رکھنا۔ مقلدین اہل سنت کو شرک و بدعتی ٹھہرانا کمال بے ادبی اور سنت گالی ہے جو نوبت [illegible] جا پہنچی ہے۔ اور یہ کمال درجہ کا تعصب اور ضوفی الدین ہے اور بڑی گمراہی۔ اور مقلدین مذاہب میں بھی بعضوں نے یہاں تک لکھدیا ہے کہ شافعی حنفی ہو تو اس کو خلعت دیں۔ اگر حنفی۔ شافعی ہو جاوے اس کو تعزیر پہنچا دیں۔ اور بعض اہل زمان بھی ایسے ہی سخت معاملے سے پیش آیا کرتے ہیں یہ بات بھی تعصب و غلو سے خالی نہیں خود فقہائے حنفیہ اس خلعت و تعزیر کے قول کو رد کئے ہیں چنانچہ علما پر پوشیدہ نہیں پس مقلدین کو بھی تقلید میں ایسا تعصب و تشدد بیجا ہے کیونکہ مجتہد معین و مذہب معین کے وجوب تقلید کے باب میں متقدمین و متاخرین کے درمیان اختلاف رہ دیا ہے یعنے زمانہ سلف میں یہ امر واجب نہیں تھا بعد اس کے واجب ٹھہرا اور یہ واجب بھی وہ واجب نہیں کہ ما اوجبہ اللہ یعنے واجب قطعی نہیں جو بمعنی فرض یا فرض [illegible] ہو۔ بلکہ یہ واجب ادنیٰ ہے جس کی تحقیق آگے ہو چکی۔ اور چار مذہب بھی حق اور بے خطر ہیں۔ ہر مذہب مجموعہ ہے قرآن و احادیث و آثار صریحہ اور اجتہادات صحیحہ کا۔ اور چاروں مذہب کے امام مجتہدین مطلق اور مسلم الاجتہاد بھی ہیں۔ غرضکہ نہ مذہب معین کی تقلید میں تعصب کو کام فرماویں۔ اور نہ نرے لامذہب ہو جاویں۔

ملہ من جملہ [illegible]

بلکہ اس باب میں حد توسط کو اختیار کریں کہ چاروں مذہب میں حق دائر سمجھیں اور ان
مذاہب اربعہ سے آپ جو مذہب اختیار کئے اور منتسب الی المذہب ہو گئے ہوں ،
اسی پر رہیں کہ فقہائے کرام کے پاس یہی بات مرجح اور قوی ہے اور دین کا ضبط
بھی اسی میں ہے یہی مختار اور اسی میں خیر اور قرارداد علمائے متاخرین کا یہی ہے
وبس۔ پس لازم بلکہ واجب تحریر ہے کہ ایسے امر کو جو مجموعہ خیر ہے ہاتھ سے نہ دیں ،
ہاں ضرورت شرعی کے وقت دوسرے مذہب کے مسئلہ پر بھی بیشک عمل کر سکتے
ہیں۔ بغیر کسی ضیق و ضرورت کے مذہب متخیر کی تقلید ترک نہ کریں کہ وہ آخر دین تک
لہو ولعب کی طرف منجر ہوگا پس وہ بالاتفاق سب کے پاس بحث زیادہ مکروہ
بلکہ قریب حرام ہے۔ عامی ہووے یا کیسا ہی عالم علامہ درجۂ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچا سب
کو علی العموم مذاہب مجتہدین سے کسی ایک مذہب کی تبعیت و تقلید ضروری ہے
کہ بغیر اس کے گزیر نہیں۔ زمانۂ سلف یعنے تابعین تبع تابعین سے لیکر آج تک
سارے علما۔ فقہا۔ مفسر۔ محدث۔ متکلم صوفی۔ عامۂ اہل سنت غرض جو کوئی ان چار
اماموں کے مانند درجہ اجتہاد مطلق کو نہ پہنچا سب کے سب ان حضرات مجتہدین کے
مذاہب سے کسی ایک مذہب پر رہتے ہی آئے ہیں۔ ان میں کوئی ایک بھی بلا تقلید
مذہب یا بلا انتساب الی المذہب۔ مذہب کو چھوڑا ہوا نہیں۔ پس اہل سنت کو
بھی چاہئے کہ اس جمہور اہل سنت کی ہی راہ پر ثابت رہیں کہ اسی میں دین کی
سلامتی ہے وبس۔ اور ایسا ہی معتقدین متکلمین و صوفیہ کو بھی تشدد و تعصب نہ چاہئے
کہ نہ متکلمین کے ہی تابع ہو کے تصوف کا انکار کریں یا نہ صوفیہ کے ہی تابع ہو کے متکلمین
کا انکار کریں یا نہ ہر دو سے ہی منکر ہو جاویں بلکہ ہر دو کے بھی قایل و تابع رہیں۔ دین
میں توسط و اعتدال بڑی نعمت ہے۔ اور صراط مستقیم ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ
مَن يَشَاءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ اللہ تعالے سب مومنوں کو دین میں غلو اور

افراط و تفریط و تعصب و اعتساب سے بچا دے اور سلوک راہ حق و توسط نصیب کرے آمین یہی وصیت ہے اس فقیر حقیر کی اپنے تمامی برادران دین اعزہ و احباب خویش و اقارب کے لیے جو بکمال حرارت دین و ملت و غمخواری طریقہ اہل سنت۔ باقتضائے زمانہ ضعف اسلام و قرب قیامت لکھی گئی۔ باللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق۔ وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ عَلٰی حَبِیْبِنَا وَنَبِیِّنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

تمت تمام شد

قصیدہ

آہ دیدار نبی ہم نے نہ پایا افسوس ... بہرہ لذت دیدہ نہ اٹھایا افسوس
شرر آتش ہجراں نہ بجھایا افسوس ... گوہر بحر لقا ہاتھ نہ آیا افسوس
خوش نصیبی ہے صحابہ کی جو وہ اہل کمال ... اپنے آنکھوں سے سدا شاہ کا دیکھا ہے جمال

اور بدل آپ کے صحبت میں لٹایا ہے مال
آہ ہم یوں نہ زر و مال لٹایا افسوس

تھے یہاں تک شہ عالم کے مطیع فرمان ... حکم پر اس کے سہے رنج و الم سر و جان
رو برو اس کے لہو اپنا بہائے شاداں
یوں لہو ہم نے نہیں اپنا بہایا افسوس

وے ہوئے حب خدا حب پیمبر میں فنا ... ماسوا اللہ سے وہ ہاتھ اٹھائے اپنا
اور ڈھائے یقین اپنی خودی کا وہ بنا
یوں خودی کا نہ بنا ہم نے ڈھایا افسوس

تیر جب آتی تھی در جنگ احد سرور پر ... طلحہ ہوتا ڈھال بن سرور عالم کا سپر

جیب ایمان کے بھر اپنے سعادت کے گہر
کب سپر آنکھوں پہ ہمنے بنایا افسوس

آہ آنکھوں کو ہمارے نہوئی یہ قسمت	پاویں دیدار رسول عربی کی دولت
کثرت نور بصیرت کی تھی جنمیں عشرت
آہ ہمنے وہ بصیرت نہ بڑھایا افسوس

آہ اس کان سے ہم اپنے حدیث و قرآں	نہ سنے سرور عالم کے زباں سے شاداں
جوں صحابہ نے وہ سنتے تھے ہمیشہ ہر آں
آہ تقدیر ہمیں وہ نہ سنایا افسوس

آہ صد آہ کہ ہاتھ ہمارا ہیہات	عقد بیعت کیلئے پہنچا نہ حضرت کے ہاتھ
جوں صحابہ کو شرف ہاتھ یہ آیا دن رات
یہ شرف آہ ہمیں ہاتھ نہ آیا افسوس

اب تلک آہ مدینہ بھی نہ دیکھا ہم نے	کر قدم سر سے یہ منزل کو نہ پہنچا ہم نے
آستان نبوی آہ نہ چوما ہم نے
خاک پاک اسکی نہ ہم سرمہ بنایا افسوس

ہے خبر میری زیارت کرے بعد ممات	تو بلا شبہ وہ دیکھا ہے مجھے حین حیات
دولت صحبت باطن تو اسے آوے ہاتھ
ہمیں دولت یہ ابھی ہاتھ نہ آیا افسوس

آہ کچھ شہر مدینہ تو ہمیں دور نہیں	جسد و جاں بھی کسی وجہ سے معذور نہیں
عشق ہے عشق ہی پھر صبر کا دستور نہیں
سبب اک غیب سے ساماں نہ بنایا افسوس

کب تلک خون جگر آہ یہ غم کا کھاؤں	بال و پر ہو تو مدینے کی طرف اڑ جاؤں

یک نظر قبر نبیؐ دیکھ وہیں مرجاؤں

آہ یہہ وقت ابھی ہم میں نہ آیا افسوس

احقرا درگہ مولا سے سدا مانگ دعا   کہ مزار نبویؐ تک مجھے پہنچادے لگا

کبھی مایوس ہوا اس طرح

کہ اثر میری دعا کا نہ دیکھا یا افسوس

قصیدہ ثانی

آہ عصر نبویؐ ہمنے نہ پایا افسوس   جلوہ انکا وہ زمانہ نہ دیکھا یا افسوس

اپنی دوری کا ہمیں درد چکھایا افسوس   درد دائم یہہ دل وجان ہمیں بخشا افسوس

آہ دیدار نبیؐ ہمکو میسر نہ ہوا   آہ یہ دیدۂ تر اس سے منور نہ ہوا

طیب طیبہ سے کبھی یہ مغز معطر نہ ہوا

نہ صبا بوئے مدینہ کبھی سنگھایا افسوس

کسی عشاق سلف عشق کی کیا داد دئے   چھوڑ گھر بار وطن اپنا مدینہ کو گئے

شمع مرقد پہ وہ پروانہ سا آئیں جان دئے

یوں نہ ہم آپ کو پروانہ بنایا افسوس

کہتے ہیں یک یہود شخص جو عالم تھا بڑا   شام میں رہتا تھا توراۃ پڑھا کرتا تھا

ایک دن نعت نبیؐ اسمیں کہی جا دیکھا

آہ غصے سے تئے ورق کو پھاڑا افسوس

دوسرے شنبے کو توراۃ جو اسنے کھولا   نعت ہی پہلے سے حضرت کی زیادہ دیکھا

پھاڑا پھر تیسرے شنبہ کو بہت اور پایا

متفقہ ہو کے بہت کرنے ہی لاگا افسوس

آہ یوں کہنے لگا در دستے ہو بس مضطر کہ ہے اس عصر کا واللہ وہی پیغمبر

آہ اب تک نہ قدم اسکے ہیں دیکھا جا کر

آہ کیا دولتِ دارین بہا کھو یا افسوس

الغرض جلد مدینہ کے طرف جا پہنچا بیٹھے تھے مسجد نبوی میں صحابہ دیکھا

نام حضرت کا لے شوق سے تسلیم کیا

آہ تب سرور کونین نہیں تھا افسوس

نام سن شاہ کا اصحاب بھی رونے لاگے اور منہ اپنا سبھی اشک سے دھونے لاگے

نیم جاں ہجر سے سالار کے ہونے لاگے

کہے حضرتؐ نے یہ دنیا سے سدھارا افسوس

بس یہ سنتے ہی وہ بیخود ہو زمیں پر ہی گرا مرغ مذبوح کے مانند تڑپنے لاگا زار

رقت و درد سے رو رو کے یہی کہتا تھا

ہو گیا فوت مرا مقصد اقصےٰ افسوس

پھر لگا کہنے صحابہ سے وہ محزوں رو رو یک نظر قبر پیمبرؐ کی مجھے بتلا دو

دیدہ و دل کو مرے نور و سکوں دلواؤ

ہفت کیسا یہ کھٹرا مجھ پہ سمایا افسوس

دیکھ حال اس کا صحابہ بھی ہوئے ہیں گریاں اسقدر ان میں مچا آہ عجب شور و فغاں

گویا اس روز ہوئی رحلت سالار جہاں

سب مدینے میں وہی درد و الم تھا افسوس

الغرض سارے صحابہ نے وہیں زار و نزار لیگئے ہیں اسے تا مرقدِ سالارِ خیار

نشہ درد میں مدہوش تھا وہ دل افگار

قبر حضرتؐ کی صحابہ نے دکھایا افسوس

آہ جب دیکھا ہے وہ قبرِ شہنشاہ انام عرش کی روز و شب جس پہ صلوٰۃ و سلام

اور پڑھا کلمۂ شہادت کا بتصدیق تمام

غرض اس طرح سے پھر کرنے ہی لاگا افسوس

یا نبی تیرا الف گرچہ نہیں نے پایا کو لیک تصدیق سے میں تجھ پہ ایمان لایا

اور زیارت سے تیرے حق نے شرف مجھکو دیا

پھر یہ دنیا میں نہیں چھوٹا ہوں جیتا افسوس

عرض کر در کہ مولا میں تو اے حق کے رسولؐ گر ہوا ایمان میرا پاس خدا کے مقبول

تو ابھی مر جاؤں ابھی اسکی دعا ہوئی قبول

روح اس کا طیبہ وچ سجایا افسوس

عشق میں سرورِ عالم کے وہیں جان دیا اپنی جان اس کے ہی الفت میں قربان کیا

کیا نجاتِ ابدی کا ہی یہ سامان لیا

ایسا سامان ہمیں آہ بن آیا افسوس

کب مدینے کے طرف یوں ہی میں یارب جاؤں ہائے کب یہ درِ مقصود کو یارب لاؤں

کب مدینے میں یہ دنیا سے میں رحلت پاؤں

میں نے اس شوق میں ہی عمر کٹایا افسوس

یا الٰہی ہو اجابت یہ دعائے اختر جلد مقبول ہو یہ عشق و ولائے اختر

اپنے الطاف سے بر لائے رجائے اختر

کب تلک آہ وہ ایسا ہی تڑپتا افسوس

قصیدہ از حیران

محبت سرورِ عالم کی جس دل میں سمائی ہے	یقین جانو کہ بیشک اسکو دونوں گھر رہائی ہے
محمد مصطفےٰ کے عشق میں دیوانے ہو جاؤ	عبادت سے یہ افزوں ہے اسی میں سب بھلائی ہے

کیا دونو جہاں پیدا اسیکے واسطے حق نے | اسیکے واسطے اللہ نے سب کچھ بنائی ہے
اگیسے گمراہ ضلالت میں ہمارا کوئی نتھا ہادی | تصدق اس شہ دین کا ہدایت ہمنے پائی ہے
چراغ دین احمد سے ہوئے ارض و سما روشن | نظر کر دیکھو ہر ایک جا اسیکی روشنائی ہے
یہ فرد امیہ قیامت میں نہ ہو حیرت پریشان تو | طفیل مصطفےٰ تیری وہاں حاجت روائی ہے

تمت

خاتمہ

الحمد للہ والمنہ یہ رسالہ نافعہ وسلاسہ رایہ اعنی گلدستہ دلبستہ جو ضمیری ہے کتاب چہار گلشن کا حسن انجام کو پہنچا بحسب اقتضائے زمان ایسا مرتب و مہذب ہوا کہ توسط و احتیاط سے مملو تعصب اعتساب و تفریط و افراط سے نہایت پاک و صاف چنانچہ علمائے اہل سنت پر جو متوسطین میں مخفی نہیں اور ایسا مختصر مفید عام فہم لکھا گیا کہ گویا دریا کوزے میں سمایا۔ اور یہ مجمل ہے کتاب چراغ ہدایت اسکی تفصیل ہے مرتب مولف این رسالہ جناب حضرت مولوی عبد القادر علی صاحب صوفی دام فیضہ ہیں نفع اللہ بہ المسلمین آمین

اطلاع ضروری جمیع مالکان مطابع و تاجران کتب کی خدمات میں ضروری گذارش ہے کہ کتاب چہار گلشن مصنفہ حاجی الحرمین مولانا مولوی شاہ عبد الحی صاحب دعوے متعلق حسب قانون سرکار انگریزی مصنف علام کے پوتے جناب منشی احمد علی صاحب صوفی متوطن بنگلور کنتونمنٹ نے حضرت مولانا مولوی صوفی عبد القادر علی صاحب قادری سے جملہ حقوق طبع معاوضتہً باقاعدہ حاصل کر لینے کے بعد یہ عام اعلان کر دینا ضروری جانتے ہیں کہ کتاب چہار گلشن موصوف کو کوئی تاجر یا اہل مطبع کلاً و جزاً چھاپنے کا مجاز نہیں ہو سکتا جسقدر نسخجات مطلوب ہوں ہم سے حسب ذیل پتہ سے طلب کرنا چاہیے

ملنے کا پتہ:-

حاجی محمد محی الدین صاحب سوداگر و تاجر کتب نمبر ۳۹۹ -

موچی بازار بنگلور کنتونمنٹ